۷۸۶

یقوم اتبعون اهدکم سبیل الرشاد

کتاب مستطاب

# سبیل الرشاد الی المستند السداد

۱۳۵۲ھ

ملقب بہ لقب تاریخی

## ردِّ سیف یمانی در جوف لکھنوی وہابی

۱۳۵۲ھ

تصنیف

فاضل اجل علامہ حضرت مولانا الحاج الشاہ محمد اجمل قدس اللہ سرہ العزیز

رضوی کتب خانہ

چوک اردو بازار لاہور

بار دوم ــــــــ ربیع الاول سنہ ۱۳۹۶ھ

تعداد ــــــــ ایک ہزار

طباعت ــــــــ آفسٹ سفید کاغذ مجلد

ضخامت ــــــــ ۱۸×۲۳ صفحات

ناشر ــــــــ خلفِ اکبر محمد اوّل شاہ

طابع ــــــــ ندرت پرنٹرز لاہور

کتابت ــــــــ افتخار الدین

رضوی کتب خانہ اُردو بازار لاہور

قیمت ۱۳/۵۰




# فہرست

اوّل

# مصنف کتاب ہذا کی مختصر سوانح

سنبھل میں مشہور و معروف ولی کامل جناب حافظ الحاج محمد اکمل شاہ صاحب قدس سرہٗ خاندانی بزرگ اور خواص و عوام کا مرجع تھے، آپ نے دو شادیاں کیں لیکن کوئی اولاد نرینہ پیدا نہ ہوئی تب حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے یہ نذر مانی کہ اے رب العالمین اگر تو مجھ کو کوئی فرزند عطا فرمائے تو میں اس کو خدمت دین کے لیے متعین کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعا کو شرف قبولیت بخشا اور ۱۵ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ کو اس سرزمین سنبھل پر جسے حضرت غازی الہند سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ اور فاتح ہند خواجۂ خواجگان ولی الہند حضرت معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ نے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا تھا، ایک نونہال عطا فرمایا۔ اس نونہال کا نام **محمد اجمل** رکھا گیا۔ یہ کون جانتا تھا کہ آپ کسی زمانہ میں رشد و ہدایت کے چمکتے آفتاب ہوں گے۔ آپ کے حق میں حضرت قبلہ شاہ صاحب والد بزرگوار خاص دعائیں فرمایا کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ کے اندر بچپن ہی سے دینداری و حسن عمل کے آثار نمایاں تھے۔ سات برس کی عمر ہی سے نماز کے ایسے پابند ہوئے کہ کبھی کوئی نماز قضا نہ کی۔

آپ کی ابتدائی تعلیم خود حضرت قبلہ شاہ صاحب اور ان کے بڑے بھائی جناب مولانا مولوی محمد افضل شاہ صاحب مرحوم نے دی۔ عربی کی ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے تایازاد بھائی مشہور مدرس جامع معقول و منقول حضرت مولٰینا مولوی محمد عماد الدین صاحب مدظلہ العالی سے حاصل فرمائی۔ جب شرح جامی تک پہنچے

توحضرت قبلہ شاہ صاحب آپ کو اپنے ہمراہ لے کر مراد آباد استاذ العلماء صدر الافاضل امام المناظرین حضرت مولٰینا مولوی الحاج الحافظ السید **محمد نعیم الدین** صاحب قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ نے آپ پر خاص شفقت یہ فرمائی کہ دولت کدہ پر بھی مخصوص طور پر تعلیم دیا کرتے تھے۔ یہ شرف حضرت کی بارگاہ عالی میں چند مخصوص طلبہ ہی کو حاصل رہا ہے۔ آپ نے بعمر ۱۹ سال ۱۳۳۹ھ میں جامعہ نعیمیہ مراد آباد سے علوم دینیہ و معقولات و منقولات کی سند امتیازی طور سے فرمائی۔ بعد فراغت درسی کتب کے دو سال کامل حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ نے اپنی خدمت میں رکھا اور باقاعدہ وعظ گوئی۔ مناظرہ۔ فتوٰی نویسی کی تعلیم دی۔ یہاں تک کہ حضرت نے اپنے اخیر زمانہ حیات میں وعظ کے اہم موقعوں اور زبردست مناظروں میں اپنی جگہ آپ کو متعین کر کے بھیجا۔ کامیابی پر انعام و اکرام اور دعاؤں سے سرفراز فرمایا اور حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ نے اپنے ہمراہ بریلی شریف لے جا کر اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولٰینا مولوی الحاج الشاہ **محمد احمد رضا خاں** صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرایا اور حضرت حقیقت آگاہ عارف باللہ سند المحققین مولٰینا مولوی الحاج الشاہ **حامد رضا خاں** صاحب رضوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ المشائخ امام العرفاء مرجع العلماء قطب عالم مولٰینا مولوی الحاج الشاہ **السید علی حسین** صاحب اشرفی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اپنے سلسلہ کی اجازتِ خلافت عطا فرمائی۔

حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ کی ایما سے آپ نے اپنے وطن مالوف میں ۱۳۴۴ھ میں ایک مدرسہ سنبھل کی مشہور اور تاریخی مسجد جہان خاں میں قائم کیا جس کا نام **مدرسہ اسلامیہ حنفیہ** رکھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ یہاں پر ہر چہار طرف فتنہ وہابیت دیوبندیت کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ مذہب اہلسنت کا کوئی مدرسہ نہ تھا۔ آپ نے محلے محلے تقریریں فرمائیں

بد مذہب ہر جانب سے خونی بھیڑیوں کی طرح آپ کی طرف لپکے مگر اس ہستی نے اللہ رب العزت کے نام پر اور دین حق کی خاطر قربانیاں دیں۔

اور ان سے مقابلہ کر کے اپنا علمی اثر قائم کیا۔ ۱۳۴۹ھ میں حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ نے اس مدرسہ کا نام مدرسۂ **اہلسنّت اجمل العلوم** تجویز فرمایا۔ آپ کئی سال تک لوجہ اللہ بلا کسی تنخواہ کے درس دیتے رہے آپ کو ہمیشہ تعلیم درس نظامی کا شوق رہا ہے اور مستقل طور پر تقریباً تیس سال مدرسہ مذکورہ میں ہر قسم کے علوم مروجہ کا درس دیا۔ غیر درسی کتب کا مطالعہ کیا جس کی بناء پر آج بفضلہٖ تعالیٰ جامع العلوم ہیں۔ علمائے اہلسنت اپنی مشکلات میں آپ ہی طرف رجوع کرتے ہیں۔ آپ کا علمی احترام نہ فقط موافقین بلکہ مخالفین کو بھی کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ فتاویٰ دیوبند اس کا شاہد ہے۔ آپ کا شغل درس کے ساتھ افتاء کا بھی رہا ہے اس وقت تک فتاویٰ اجملیہ کی سات جلدیں مکمل ہو چکی ہیں۔

مناظرہ میں آپ کی موجودگی اشد ضروری سمجھی جاتی ہے۔ شہر کے شہر آپ کی ایک انقلابی تقریر سے بدل جایا کرتے تھے۔ مخالفین کی برسوں کی محنت خاک میں مل جاتی تھی۔ مخالفین آپ کے نام سے گھبرا جاتے تھے۔ غرضیکہ حضرت تمام فرقِ باطلہ کے رد و ابطال کے لیے تحریراً و تقریراً امتیازی شان رکھتے تھے ردِ شہاب ثاقب بر وہابی خائب۔ فیصلہ حق و باطل۔ رد سیف یمانی در جوف تھانوی و تھانی و فتاویٰ اجملیہ و تحائف حنفیہ اس کا بیّن ثبوت ہیں۔

آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن میں ردِ سیف یمانی[۱]۔ عطر الکلام[۲]۔ قول فیصل[۳]۔ اجمل المقال[۴]۔ فوٹو کا جواز درحق عازمان سفر[۵]۔ ریاض الشہداء[۶]۔ ردِ شہابِ ثاقب[۷] چھپ چکی ہیں اور ہر خاص و عام ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ آپ نے اہلسنت پر احسان عظیم فرمایا ہے اللہ تعالیٰ اس بیش بہا گرانقدر سعی کو قبول فرما کر آپ کو

اجر عظیم اور قارئین کو مذہب اہلسنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔
آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین

بندۂ عاصی
(منشی) صغیر احمد اشرفی القادری سنبھلی
۲۵ جمادی الاول ۱۳۸۰ھ

---

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ان اجل ما یتنور بہ القلوب + و اجمل ما یتزین بہ الخطوب + حمد ولی النعم + مفیض الکرم + الذی تنزھت ذاتہ + وتعالت صفاتہ + وتواترت الآئہ + وتکاثرت نعمائہ + نحمدہ حمدا وافرا + ونشکرہ شکرا متکاثرا + والصلوۃ والسلام علی اجمل المخلوقات + افضل الکائنات + سید الرسل + ھادی السبل + نبی الرحمۃ + شفیع الامۃ + اکمل الناس خلقا + واحسنھم خلقا + الذی فتح اللہ بہ اعینا عمیا + وقلوبا غلفا واذانا صما + وعلی الہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ +

دنیائے اسلام میں فتنۂ وہابیت نے جو طوفان برپا کیا اس سے مسلمانوں کو وہ ضرر پہنچا جو کھلے کافروں کی متحارب قومیں نہ پہنچا سکیں۔ مگر الحمدللہ کہ اِس باطل فرقہ کے خروج کیساتھ ہی مسلمان اِس سے متنفر ہو گئے اور انکی صحبتوں سے دور رہنے لگے۔ باوجود اس کے یہ نابکار فرقہ طرح طرح کے مکائد اور قسم قسم کی فریب کاریوں سے اپنی ترویج اور جاہلوں کو اپنے دامِ تزویر میں پھانسنے کی مساعی میں مشغول رہا۔ علماء ربانی وحقانی شکر اللہ تعالیٰ مساعیھم نے تحریراً وتقریراً اُنکو رد کئے اور اُنکے مکائد کا اظہار کر کے اُنکی حقیقت حال سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ دین حق کی حمایت وحفاظت فرمائی جزاھم اللہ تعالیٰ خیر الجزا۔ مگر یہ کیاد فرقہ نئے نئے طریقۂ مکر ایجاد کرتا رہا۔ تا آنکہ اس زمانہ میں سنیت کا دعویدار بنکر رونما ہوا۔ اپنے آپکو اہلسنت کہنے لگا۔ اور اپنے اکابر کے اباطیل وکفریات پر پردہ ڈالنے کیلئے طرح طرح کی ملمع کاریوں سے کام لینے لگا۔

# سیف یمانی کے اصلی مصنف

## سیف یمانی سارے دیوبندی کنبہ کی مجموعی کوشش کا نتیجہ ہے

اِن کاروائیوں کا ایک مرقع جسکا نام رشاد الاخیار الی سبل سید الابرار۔ اور لقب سیف یمانی بر مکائد فرقہ رضاخانی ہے۔ ہماری نظر کے سامنے ہے۔ یہ وہابیتِ ملعونہ کے مکائد کا ایک ذخیرہ ہے۔ برائے نام تو اس کے مصنف مولوی محمد منظور سنبھلی ہیں۔ لیکن اندازِ سخن و طریقہ گفتگو کے پہچاننے والے خوب جانتے ہیں کہ یہ لب و لہجہ مولوی عبد الشکور صاحب لکھنوی کا ہے۔ لہذا اس کے اصلی مصنف وہ ہیں۔ اور باخبر لوگوں سے مسموع ہوا کہ اسمیں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا مشورہ بھی شامل ہے۔ اگرچہ یہ اصحاب اِس کتاب کے مصنف کی حیثیت میں بےحجاب ہونا پسند نہ کریں اور مولوی منظور صاحب کو پردہ بنائیں۔ لیکن تقریظوں نے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی۔ مولوی شبیر احمد صاحب دیوبندی۔ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی مولوی عبد الشکور صاحب لکھنوی کو صاف ذمہ دار بنا دیا ہے۔ اور اِس مجموعی کوشش سے یہ ثابت ہو گیا کہ وہابیہ کی بڑی طاقتیں حتیٰ کہ مولوی اشرف علی صاحب معہ اپنی جماعت کے باہمی تعاون و تناصر سے اپنی برأت کیلئے جو کچھ لکھ سکے ہیں۔ اور اہلسنت کے مواخذات کے جوابات میں جو کچھ بول سکتے ہیں اس کی غایت یہ ہے جو اس سیف یمانی میں پیش کی گئی ہے یعنی وہابیت کا نچوڑ اور اسکی قوتوں کا تمام مواد صرف اس قدر ہے۔ مولوی منظور کی بات تو قابل التفات ہوتی وہ کس شمار میں ہیں۔ مگر تصدیق کر کے تمام کبرائے وہابیہ ذمہ دار ہو گئے اور انکی مساعی کا آخر ذخیرہ یہ رسالہ سیف یمانی ہے۔

اس لیے میرے بعض مکرم احباب نے فرمائش کی کہ میں اس رسالہ کی حقیقت واضح کر دوں اور نقاب پوش وہابیت کا برقعہ اُٹھا کر اسکی اصلی صورت دنیا کو دکھا دوں تاکہ مسلمان اس تغلیط اور تضلیل سے امن میں رہیں۔ اہل باطل کی غلط بیانیوں سے دھوکہ نہ کھائیں۔ میں نے انکی اس نیک فرمائش کا خیر مقدم کیا اور اظہار حق و ابطال کیلئے قلم اُٹھایا۔ اللہ تعالیٰ مجھے صدق

نبت عطا فرمائے اور میرے اس نیک عمل میں برکت دے اور مقبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

رسالہ مذکورہ مکائد سے لبریز ہے میں اس کے کید ناظرین باانصاف کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ وہ حق و عدل کی میزان میں تولیں۔

# سیف یمانی کے مکائد

پہلا کید۔ سرورق یعنی لوح رسالہ پر اس کو اہلسنت کی حمایت کرنیوالا ظاہر کیا ہے باوجودیکہ یہ رسالہ اہلسنت کا مخالف اور ضلالت وہابیت کا حامی ہے جیسے کہ اسکے مضامین سے ثابت ہو گا۔

دوسرا کید۔ اس رسالہ کا لقب سیف یمانی بر مکائد فرقہ رضاخانی لکھا ہے۔ رضاخانی نام کا دنیا میں کوئی فرقہ نہیں یہ خاص مولوی عبد الشکور لکھنوی کا طبعزاد لقب ہے جو انھوں نے اہلسنت کیلئے نیا تجویز کیا ہے اِن سے پہلے جو اُن کے اکابر گزرے ہیں انھوں نے بھی کبھی اہلسنت کو فرقہ رضاخانی نہ کہا تھا ؎

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا پر ترے عہد سے پہلے تو یہ دستور نہ تھا

## وہابیت کا اہلسنت کو فرقہ رضاخانی کہنا مکاری ہے

اہلسنت کثرہم اللہ تعالیٰ کے ایک فاضل جلیل۔ عالم نبیل۔ حامی دین۔ ماحی شر ضالین اعلیٰ حضرت عظیم البرکت۔ صاحب حجب قاہرہ۔ مؤید ملت ظاہرہ طاہرہ مجدد مائۃ حاضرہ مولٰنا مولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی قدس سرہٗ ہیں۔ جن کے رشحات قلم فیض رقم نے دین مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بہت بڑی حمایت فرمائی۔ تمام دنیائے اسلام۔ عرب۔ عجم۔ مصر۔ شام۔ ہند۔ سندھ۔ سب حضرت مولٰنا رحمۃ اللہ علیہ کے علمی کمالات اور حمایت دین کے مداح ہیں۔ ازمنہ سابقہ میں بھی اکابر علمائے اسلام کیساتھ عالم اسلام کی ایسی عقیدتیں رہی ہیں۔ مگر ان عقیدتوں سے تمام اہلسنت کو کبھی خاص اس عالم کا فرقہ نہیں کہا گیا۔ تو اہلسنت کو اہلسنت نہ کہنا اور فرقہ رضاخانی کہنا عوام کو اس مغالطہ میں ڈالنے کیلئے

ہے کہ یہ کوئی نیا فرقہ پیدا ہو گیا ہے۔ جس کے تمام دنیائے اسلام سے نئے نرالے عقائد ہیں۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ اعلیٰحضرت قدس سرہ اہلسنت کے قدیم عقائد کے حامی اور اسی کے علمبردار ہیں۔ اسی لیے تمام بلاد و امصار کے علماء مشائخ اُنکے ساتھ ہیں۔

اگر دریافت کیا جائے کہ فرقہ رضاخانی کس کو کہتے ہیں اور کون سا ایسا عقیدہ ہے جو اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایجاد کیا تو نہ مولوی عبدالشکور صاحب بتا سکتے ہیں نہ اُن کے منظور۔ یہ تعصب کا کرشمہ ہے کہ سیف یمانی کا سرورق بھی تلبیس و فریب سے خالی نہ رہا۔ نعن ا ھم اللہ تعالیٰ۔

## سیف یمانی کی تمہید اور اُس کا جواب

رسالہ سیف یمانی کی تمہید اس سے شروع کی ہے کہ پرستاران حق کی تضلیل و تذلیل اور ان کے بدنام کرنے کی ناکام سعی ہمیشہ سے اہل باطل کا شیوہ رہا ہے۔ اور اس کی مثال میں بہت سے ان انبیاء علیہم السلام کے اسمائے طیبہ لکھے ہیں جن کی اقوام نے انکی جناب میں گستاخیاں کیں۔ یہ بات تو سچ ہے کہ اہل باطل قدیم الایام سے ہادیان برحق کی مخالفت کیا کرتے ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ یہاں تمہید میں اِس کے ذکر کرنے سے صاحب سیف یمانی کا کیا مدعا ہے۔ آیا یہ کہ تضلیل و تذلیل اہل باطل کے ساتھ خاص ہے۔ اور تضلیل کرنے والے کے باطل ہونے کی دلیل ہے۔ اگر یہ مراد ہو تو یقیناً غلط۔ باطل و محض فریب ہے۔

## بے دینوں کی تضلیل و تذلیل طریقہ انبیاء ہے علیہم السلام

قرآن کریم نے کفار منافقین کی تضلیل و تذلیل فرمائی تمام انبیاء اور اُن کے سچے متبعین کا یہی عمل رہا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ حضرات کسی مشرک کافر بے دین کی تضلیل و تذلیل نہیں فرماتے تھے۔ بے شمار آیات و احادیث ہیں اہل باطل کی تضلیل و تذلیل فرمائی گئی۔

اگر صاحب سیف یمانی کا یہ عقیدہ ہو کہ تضلیل و تذلیل کرنا مطلقاً اہل باطل ہی کا کام ہے تو پھر وہ اکابر وہابیہ مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی اشرف علی تھانوی مولوی قاسم نانوتوی وغیرہم کے حق میں کیا کہیں گے جو روافض و خوارج اور قادیانیوں وغیرہ کی تضلیل و تذلیل و تکفیر کرتے ہیں۔ ان کے اس نظریہ سے وہ سب انکے اعتقاد میں اہل باطل ہیں۔

## سیف یمانی کے قاعدے سے تمام دیوبندی پیشوا باطل اور منافق و مکفر و مضلل

اور اگر یہ مدعا نہ ہو بلکہ صرف یہ دکھانا منظور ہو کہ بزرگانِ دین و پیشوایان ملت کی جناب میں باطل پرست گمراہ ہمیشہ گستاخیاں کرتے رہے ہیں تو صاحب سیف یمانی کو شرمانا چاہیئے کہ اُن کے اکابر بھی اُنھیں گستاخ اہل باطل کی صف میں ہیں۔ اگر پہلوں نے انبیاء سابقین کی جناب میں گستاخی کی تھی تو وہابیہ تمام مقربین بارگاہ حق اور جناب سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ حضرت رب العزت عز جلالہ کی جناب میں بھی گستاخی سے نہیں چوکتے۔

(۱) دیکھیئے تقویت الایمان مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی مطبوعہ سرکنٹائل پریس دہلی ص۵۲۔

## وہابیہ کی بیس گستاخیاں

سو اللہ کے مکر سے ڈرا چاہیئے

وہابیہ کے نزدیک حضور کسی چیز کے مختار نہیں

(۲) اسی کے ص۴۱ پر جس کا نام محمدؐ یا علیؓ ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

وہابیہ کے نزدیک رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا

(۳) ص۶۶ پر رسولؐ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

وہابیہ کے نزدیک نبی کی سرداری چودھری اور گاؤں کے زمیندار کی سی ہے

(۴) اسی کے ص۶۲ پر جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔

## وہابیہ کے نزدیک انبیا کرام ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں

(۵) اسی کے صـ۶۳ پر ہے سب انبیاء اور اولیاء اُس کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔

## وہابیہ کے نزدیک اعز مخلوقات چمار سے زیادہ ذلیل ہیں

(۶) اسی کے صـ۱۶ پر انبیاء کرام وغیرہم کے متعلق لکھا ہے۔ ہر مخلوقات بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

## وہابیہ کے نزدیک انبیا عاجز و بے اختیار ہیں

(۷) اسی کے صـ۲۹ میں انھیں حضرات انبیاء و اولیاء کو کہا۔ ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار۔

## وہابیہ کے نزدیک انبیاء بے خبر اور نادان ہیں

(۸) اسی صفحہ پر انھیں کی شان میں کہا۔ ان باتوں میں سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔

## وہابیہ کے نزدیک انبیا کی خواہش کچھ نہیں چلتی

(۹) اسی کے صـ۲۵ پر انبیاء کرام وغیرہ کے حق میں لکھتا ہے۔ اُن کی خواہش کچھ نہیں چلتی۔

## وہابیہ کے نزدیک انبیا کی تعظیم بڑے بھائی کی سی چاہیئے

(۱۰) اسی کے صـ۶۰ پر ہے انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔

## وہابیہ کے نزدیک انبیا بھائی ہیں اور عاجز

(۱۱) اسی صفحہ پر ہے اولیاء و انبیاء و امام زادہ پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔

## وہابیہ کے نزدیک حضور مر کر مٹی میں مل گئے معاذاللہ

(۱۲) اسی کے صـ۶۹ پر دل سے حضور کا ایک قول گڑھ کر لکھا۔ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔

## وہابیہ کے نزدیک انبیا بوقت وحی بے حواس ہو جاتے ہیں

(۱۳) اسی کے صـ۳۲ پر انبیاء کرام کی شان میں لکھتا ہے اس کے دربار میں انکا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں۔

## وہابیہ کے نزدیک حضور بے حواس ہو گئے

(۱۴) اسی کے صـ۶۷ پر ہے۔ سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بیحواس ہو گئے۔

## وہابیہ کے نزدیک حضور کے برابر کروڑوں نبی اور ہو سکتے ہیں

(۱۵) اسی کے صـ۳۵ پر ہے (اللہ) چاہے تو کروروں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر پیدا کر ڈالے۔

## وہابیہ کے نزدیک انبیا اولیاء کے معجزہ اور کرامت سے قوت و کمال میں بڑھکر جادوگر اور طلسم والے بڑھ جاتے ہیں

(۱۶) انھیں امام الوہابیہ مولوی اسمعیل دہلوی کے رسالہ منصب امامت میں انبیاء کرام واولیاء عظام کی اس طرح شان گھٹائی۔

بسیار چیز است کہ ظہور آں از مقبولین حق از قبیل خرق عادت شمردہ میشود۔ حالانکہ امثال ہماں افعال بلکہ اقوی واکمل ازاں از ارباب سحر واصحاب طلسم ممکن الوقوع باشد

(فتاوی رشیدیہ صـ۲۳)

بہت چیزیں کہ مقبولوں کی معجزہ یا کرامت گنی جاتی ہیں ایسی بلکہ قوت وکمال میں اُن سے بڑھکر جادوگر اور طلسم والے کر سکتے ہیں۔

## وہابیہ کے نزدیک نماز میں حضور کی طرف خیال لیجانا اپنے گدھے اور بیل کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے

(۱۷) یہی امام الوہابیہ مولوی اسمعیل دہلوی صراط مستقیم کے ص ۸۶ پر لکھتے ہیں۔

صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است۔

نماز میں پیر اور اُس کے مانند اور بزرگوں کی طرف خیال لیجانا اگرچہ جناب رسالتمآب (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں کتنے ہی درجوں اپنے بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔

## وہابیہ کے نزدیک اعمال میں امتی انبیاء کرام سے بڑھ جاتے ہیں

(۱۸) مولوی قاسم نانوتوی اپنی کتاب تحذیر الناس کے ص ۵ پر لکھتے ہیں۔ انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی (انبیا سے) مساوی (برابر) ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

## وہابیہ کے نزدیک شیطان اور ملک الموت کو حضور سے زائد علم ہے

(۱۹) مولوی خلیل احمد انبیٹھی براہین قاطعہ کے ص ۵۱ پر لکھتے ہیں شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔

## وہابیہ کے نزدیک حضور کے برابر علم بچوں۔ پاگلوں۔ جانوروں کو بھی ہے

(۲۰) یہی سیف یمانی کے مصدق مولوی اشرف علی تھانوی حفظ الایمان کے ص ۶ پر لکھتے ہیں۔ پھر یہ کہ آپ کی (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی) ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

## وہابیہ انبیا کی گستاخی میں پہلی قوموں سے بڑھ گئے

یہ چند عبارات بطور نمونہ کے پیش کی گئی۔ وہابیہ کی اس طرح کی صدہا گستاخیاں ہیں جو انہوں نے محبوبان حق کی شانوں میں لکھ لکھ کر چھاپی ہیں۔ ان چند نمونوں سے یہ دکھانا مقصود تھا کہ انبیاء علیہم السلام و التسلیمات کے گستاخوں کا سیف یمانی میں جہاں تذکرہ کیا تھا ان گستاخ قوموں میں اپنے ان اکابر کے نام کیوں نہیں لکھے۔ صاحب سیف یمانی کا کلیجہ بقول اس کے اپنے ان پیشواؤں کے ناپاک کلمات اور گندے الفاظ سے منہ کو کیوں نہیں آتا۔

ناظرین با انصاف غور فرمائیں کیا دیوبندی قوم انبیاء کرام کی گستاخیوں میں ان پہلی قوموں سے کچھ کم ثابت ہوئی۔ انھوں نے جو جو کلمے اپنے نبی کی شان میں کہے تھے دیوبندی قوم نے کیا ویسے ہی کلمے بلکہ اس سے بڑھ چڑھکر نہیں کہے۔ اس کے بعد صاحب سیف یمانی نے حضرات صحابہ و ائمہ و علماء کی شان میں گستاخی کرنے والوں کا ذکر کیا ہے۔ مگر کہیں کوئی حوالہ نہیں دیا۔ اور پھر بھی وہ اپنے اکابر کو بھول گیا جو ان تمام توہین کرنے والوں سے آگے بڑھ گئے ہیں کہ دیوبندیوں نے کسی پیشوائے دین کو مشرک کہا۔ کسی کو کافر بنایا۔ کسی کو بدعتی اور گمراہ ٹھہرایا۔ اُن کے ایسے صدہا حکم ہماری اس کتاب میں مذکور ہوں گے۔ بلکہ اُن کے کفری و شرکی فتوے سے اُس اُمت کا کوئی فرد نہیں بچتا۔ یہاں بہ نظر اختصار صرف ایک ایسا نمونہ پیش کیا جاتا ہے جس سے سارے علماء اولیاء ائمہ۔ تابعین۔ صحابہ۔ بلکہ تمام امت کا فرد مشترک قرار پاتی ہے۔ چنانچہ تمام امت کا اتفاقی۔ اجماعی۔ اعتقادی یہ مسئلہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام گنہگاروں کی شفاعت اور سفارش فرمائیں گے۔

## امام صاحب کا ارشاد کہ انبیاء کرام کی شفاعت حق ہے

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقہ اکبر میں اسی عقیدہ کو تحریر فرماتے ہیں۔

شفاعة الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام — انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت حق

حق وشفاعة نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام للمؤمنین المذنبین ولاھل الکبائر منھم المستوجبین العقاب حق ثابت (فقہ اکبر ص۱۳)

ہے اور ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت گنہگار مسلمانوں اور ان کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے جو عذاب کے مستوجب ہوگئے حق اور ثابت ہے۔

## وہابیہ کے نزدیک جو انبیا کو شفیع اور سفارشی سمجھے وہ ابوجہل کی برابر مشرک ہے

اب دیکھو کہ وہابیہ کا پیشوا اسمٰعیل دہلوی تقویت الایمان میں لکھتا ہے۔

انکو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی انکا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے (تقویت الایمان ص)

اب صاحب سیف یمانی سے دریافت کرو کیا تجھ کو پیشوایان دین پر اس سے زیادہ کفر و شرک کے فتوے درکار ہیں اور کیا اس امام الوہابیہ نے حضرت امام اعظم اور تمام علمأ اولیا۔ ائمہ۔ صحابہ وغیرہم تمام امت کو ابوجہل کی برابر مشرک نہیں کہا۔ اور کیا یہ وہابیہ کا پیشوا ان تمام باطل پرستوں سے نہیں بڑھ گیا۔ لہذا اس کو صاحب سیف یمانی نے ان گستاخوں باطل پرستوں کے تذکرہ میں کیوں نہیں شمار کرایا۔

## صاحب سیف یمانی نے ایک غیر معروف شخص کے رسالہ کا کیوں جواب لکھا

صاحبِ سیف یمانی نے اپنے رسالہ کے ص۶ میں عزیز احمد صاحب کانپوری کے رسالہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کا ذکر کیا ہے۔ عزیز احمد صاحب کوئی غیر معروف شخص ہیں۔ باوجودیکہ وہابیہ کا عقائد نامہ وہابیہ دیوبندیہ کے مختصر عقائد و اباطیل کے نام سے بیس سال سے زائد کا عرصہ ہوا کہ حاجی لعل خانصاحب مرحوم و مغفور نے چھاپ کر شائع کیا تھا اور اسوقت سے اب تک بارہا چھپ کر لاکھوں کی تعداد میں ملک کے گوشہ گوشہ میں تقسیم ہو چکا ہے۔

اس میں وہابیہ کی عبارتیں ان کے لفظوں میں نقل کی گئی ہیں اور ہر ہر حوالہ کے غلط ثابت کر دینے پر سو سو روپیہ انعام مقرر کیا ہے۔ آجتک وہابیہ کے اکابر واصاغر میں سے کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ اسکا جواب دیتا اور اس کے کسی حوالہ کو غلط ثابت کرتا۔ اس کو چھوڑکر عزیز احمد صاحب کے درپے ہو جانے کے کیا معنی ہیں۔ جواب دینا تھا تو اس کا دینا تھا جو بیس سال سے اکابر وہابیہ کے سروں پر سوار ہے۔ اس سے کیوں سکوت رہا۔ ع

کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے

## سیف یمانی کا تیسرا کید

سیف یمانی کا تیسرا کید۔ سیف یمانی کے صـ٦ میں عزیز احمد صاحب کانپوری کے رسالہ عقائد وہابیہ کی نسبت لکھا ہے کہ اس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ہندوستان کے جملہ اکابر اہل سنت وجماعت کافر۔ مرتد۔ زندیق۔ ملحد ہیں۔"

## سیف یمانی کا بہتان

حالانکہ اتنے بڑے الزام پر عزیز احمد صاحب کی کوئی عبارت پیش نہیں کی ایسا بہتان اور بے سند۔ بے حوالہ۔ ہر شخص جو سنیگا کہ عزیز احمد صاحب کے رسالہ کا نام عقائد وہابیہ دیوبندیہ ہے۔ وہ اس نام ہی سے سمجھ لے گا کہ اس میں وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد ہیں نہ کہ اہل سنت کے تو اس میں تکفیر ہو گی تو وہابیہ دیوبندیہ کی ہو گی۔ اہلسنت سے کیا علاقہ۔ یا صاحب سیف یمانی کے زعم باطل میں صرف وہابیہ دیوبندیہ ہی اکابر اہلسنت ہیں۔ اگر سنت سے سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد نہ لے بلکہ سنت ابن عبدالوہاب مراد لے تو سنت ابن عبدالوہاب کے متبع وہابیہ دیوبندیہ ضرور ہیں۔ مگر اہلسنت کا لفظ ان کے لیے بولا نہیں جاتا اور وہ اس لفظ سے پکارے نہیں جاتے لہٰذا ان کو اہل سنت کہنا بد مذہبی کی پردہ پوشی اور فریب ہے۔

اب میں رسالہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کی وہ عبارات نقل کرتا ہوں جو مولوی اشرف علی انبٹھوی کو

نے سیف یمانی میں رد و جواب کے لیے نقل کی ہیں اور ان کا جو کچھ جواب دیا ہے اس کی حقیقت حال ناظرین با انصاف کے ملاحظہ کے لیے پیش کرتا ہوں۔

# رسالہ عقائد وہابیہ کی پہلی عبارت

(۱) نبی علیہ السلام کا علم ملائکہ اور شیطان سے کم ہے۔ (۲) شیطان کا علم نص قطعی سے ثابت ہے۔ حضور علیہ السلام کے علم کی وسعت کے واسطے کونسی نص قطعی ہے۔ (۳) شیطان کے علم سے حضور کی ذات کو زیادہ علم وار سمجھنا شرک ہے (سیف یمانی ص۲)

رسالہ عقائد وہابیہ کی یہ عبارت سر آمدِ وہابیہ مولوی خلیل احمد انبیٹھی کی کتاب براہین قاطعہ مطبوعہ ساڈھورہ ص۵۱ کی اس عبارت کا خلاصہ ہے۔

شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (براہین ص۵۱)

صاحب رسالہ عقائد وہابیہ نے عبارت مذکورۂ بالا میں جو تین امر لکھے تھے وہ سب اس عبارت میں موجود ہیں۔ ہر اُردو جاننے والا ایک نظر میں دیکھ کر اس کی تصدیق کر سکتا ہے۔

اس عبارت کو صاحب سیف یمانی نے تسلیم کر لیا ہے۔ پھر اس کے ہوتے ہوئے وہابیہ کے ان عقائد سے کس طرح انکار کیا جا سکتا ہے جو رسالہ عقائد وہابیہ میں لکھے گئے۔

علاوہ بریں براہین کی عبارت سے اتنی باتیں اور ثابت ہوتی ہیں۔

## عبارت براہین پر پہلا مطالبہ

(۱) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے محیط زمین کا علم نصوصِ قطعیہ کے خلاف ہے یعنی بہت سی نصوص قطعیہ اس پر قائم ہیں کہ حضور کو محیط زمین کا علم نہیں۔

صاحب سیف یمانی نے بہت یاوہ گوئی کی اور اپنے نامۂ اعمال کی طرح بہت سے اوراق سیاہ کئے مگر وہ نصوص قطعیہ پیش نہیں کیں جو اس پر ناطق ہوتیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محیط زمین کا علم عطا نہیں کیا گیا۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ اب لاؤ وہ نصوص قطعیہ جنہیں تمہارے پیشوا بھی براہین میں پیش نہیں کر سکے

## عبارات براہین پر دوسرا مطالبہ

(۲) براہین میں لکھا ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ اور اِس نص سے مراد بھی نصِ قطعی ہے کیونکہ براہین کے اِسی صفحہ میں اِس عبارت سے کچھ اُوپر لکھا ہے۔ ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعت علم دی اِس کا حال مشاہدہ اور نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا۔ (براہین ص۵۱)

وہ نصوصِ قطعیہ پیش کرو جن سے تم ملک الموت اور شیطان کے وسعت علم پر ایمان لائے اور تم نے ان کے لیے محیط زمین کے علم کا اعتقاد کیا۔

سیف یمانی لکھنے والی پارٹی جس میں مولوی اشرف علی مولوی عبد الشکور لکھنوی مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی۔ مولوی شبیر احمد دیوبندی شامل ہیں۔ اور آخر میں اِن سب کی تقریظیں ہیں۔ یہ سب بھی وہ نصوص قطعیہ پیش کرنے سے قاصر رہے۔ اور سیف یمانی میں وہ نصوص پیش نہ کر سکے اور بجائے اُس کے یہ لکھ دیا کہ جو (نصوص) مولوی عبد السمیع نے اِن دونوں کے علم کی وسعت ثابت کرنے کے لیے پیش کئے ہیں۔ (سیف یمانی ص۱)

## سیف یمانی کا کذب صریح

کیا خوب ملک الموت اور شیطان کی وسعت علم کا عقیدہ تو وہابیہ کا اور نصوص پیش کریں مولوی عبد السمیع صاحب۔ پھر مولوی عبد السمیع صاحب نے وہ نصوص قطعیہ

کہاں پیش کی ہیں - انوار ساطعہ براہین قاطعہ کے ساتھ چھپی ہوئی موجود ہے اسی میں سے کہیں وہ نصوص قطعیہ پیش کی ہوتیں یہ صاحب سیف یمانی کا چوتھا کید ہے۔

مولوی عبد السمیع صاحب مرحوم مغفور نے علم شیطان کے متعلق صرف شامی کی ایک عبارت لکھی ہے جس کا مفاد صرف اتنا ہے کہ شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے نہ اس میں محیط زمین کا لفظ ہے نہ کوئی نص قطعی ہے مگر وہابیہ کو شیطان کے ساتھ اتنی خوش اعتقادی ہے کہ اُس کی وسعت علم ثابت کرنے کے لیے شامی کی ایک عبارت ہی کو نص قطعی ہی نہیں بلکہ نصوص قطعیہ جان لیا۔ ایسی خوش اعتقادی وہابیہ کو مقبولان بارگاہ حق کے ساتھ نہیں۔

## عبارت براہین پر سارے وہابیہ نے کوشش کی اور نتیجہ صفر رہا ہے

خلاصہ یہ ہے کہ جو مفاسد عبارت براہین قاطعہ میں صاحب رسالہ عقائد وہابیہ نے دکھائے تھے دقت تحقیق اس سے زیادہ برآمد ہوئے۔

سیف یمانی میں رسالہ عقائد وہابیہ کی عبارت پر بہت پیچ تاب کھایا ہے اور ورق کے ورق سیاہ کر ڈالے ہیں - مولوی اشرف علی و عبد الشکور لکھنوی و مرتضیٰ حسن دربھنگی۔ شبیر احمد دیوبندی سب متفقہ جماعت کی عرق ریزی اور محنت کا نتیجہ صفر ہے۔ یعنی اتنی کوششوں کے باوجود وہابیہ کے پشت پناہ براہین کی اس کفری عبارت کی کوئی توجیہہ نہ کر سکے۔ اور سیف یمانی کی اس اخیر کوشش نے اُس پر مزید رجسٹری کردی کہ عبارت براہین کا کفر کسی طرح اُٹھایا نہیں جا سکتا۔

سیف یمانی نے اس موقع پر بہت سی لایعنی باتیں کی ہیں سب سے پہلے اپنا عقیدہ بیان کیا ہے کہ ہمارا اور ہمارے تمام اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جسقدر علوم کمالیہ عطا فرمائے اتنے ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین کی پاک جماعت میں بھی کسی کو نہیں دیے۔

(سیف یمانی ص۸)

## سیف یمانی والیکو عقیدہ کا اظہار وبال جان ہو گیا

اول تو یہاں جناب کے عقیدہ کو کسی نے دریافت نہیں کیا تھا اس کا بیان بے محل ہے دوسرے ۔ عقیدہ وہ ہوتا ہے جو نص قطعی سے ثابت ہو چنانچہ تمہارے پیشوا خلیل احمد صاحب لکھتے ہیں ۔ عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں بلکہ قطعی ہیں .. قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں ۔ (براہین قاطعہ صد ۵۱)

## سیف یمانی سے تیسرا مطالبہ

اب آپ اپنے اس عقیدہ پر نصوص قطعیہ پیش کیجئے یہ تو مطالبہ رہا مگر جب تم نے ظاہر کیا کہ تمہارا اور تمہارے بزرگوں کا یہ عقیدہ ہے تو تم نے مان لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین سے بہ نص قطعی زیادہ ہیں ۔ اب مارو پتھر اس کے منہ پر جو یہ کہتا ہے کہ ملک الموت سے افضل ہونیکی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ ۔ (براہین قاطعہ صد ۵۲)
یہ آپ کا پانچواں کید ہے کہ وہ بزرگ تمہارا جسے مومن ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہو وہ تو حضور کا علم ملک الموت سے زیادہ کیا بلکہ برابر بھی نہیں مانتا اور آپ اس کے خلاف عقیدہ ظاہر کرتے ہیں ۔ یہ ہے فریب کاری کہ عقیدہ کچھ ہے اور ظاہر کچھ کیا جا رہا ہے ۔

## تھانوی صاحب کا عقیدہ عبارت براہین سے لڑ گیا

ملک الموت کے علم کو تو شاید آپ علوم کمالیہ میں شمار کرتے ہوں گے اور سیف یمانی میں مولوی اشرف علی کی یہ عبارت لکھی ہے ۔ ہمیشہ سے میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ آپ کے افضل المخلوقات فی جمیع الکمالات العلمیہ والعملیہ ہونے کے باب میں یہ ہے ۔ ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر (سیف یمانی صد ۸)

## سیف یمانی سے چوتھا مطالبہ

تو اگر علم ملک الموت کمالات علمیہ میں ہو تو مولوی اشرف علی صاحب کے عقیدہ میں بقول ان کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان امور میں بھی ملک الموت سے زیادہ عالم ہیں۔ بلکہ خدا کے بعد انکا مرتبہ ہے۔

## سیف یمانی سے پانچواں مطالبہ

اب مولوی اشرف علی صاحب کا یہ عقیدہ اگر نص قطعی کے مطابق نہ ہو تو خلاف نص عقیدہ رکھنے والے کا جو حکم ہے وہ اُن پر جاری کرو۔ اور اگر نص قطعی کے مطابق ہو تو براہین قاطعہ میں حضور کے علم کو ملک الموت کے علم سے کم ماننا خلاف نص قطعی ہوا اور جو نص قطعی کی مخالفت کرے وہ مومن ہے یا کافر۔ دو تو خلیل احمد پر فتوے اور مولوی اشرف علی جس نص قطعی کی بنا پر یہ عقیدہ ظاہر کرتے ہیں وہ نص قطعی خلیل احمد کو سنا دو جو براہین میں لکھتا ہے کہ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔ اور اس سے کہدو کہ بد دین اس نص قطعی کو نہیں دیکھتا۔ اور حضور کی وسعت علم کو شرک بنائے دیتا ہے اور امر منصوص قطعی کے شرک بنانیوالے کا شرع میں جو حکم ہو وہ خلیل احمد پر جاری کرو اور اس سے کہو کہ یہ کیا بے دینی ہے کہ امر منصوص کو شرک بنا کر شرک کو منصوص قطعی قرار دے رہا ہے۔

## سیف یمانی سے چھٹا مطالبہ

مگر تمہارے عقیدہ میں تو وہ مر کر مٹی میں مل گیا ہوگا جیسا کہ تقویت الایمان میں لکھا ہے اور تم مردوں کے سننے کے قائل بھی نہیں ہو تو کم سے کم اس کی نسبت فتوے تو صادر کر دو۔ کہو ہے کچھ دعوے راست بازی۔ حقیقت حال یہ ہے کہ آپ کا یہ اظہار عقائد نمائشی ہے ورنہ علم شیطان کے اثبات کے درپے نہ ہوتے اور خلیل احمد کے ایسے ناقابل تاویل کفریات کی حمایت نہ کرتے۔

سیف یمانی میں اس عقیدہ کے بیان اور اہل سنت پر بہت سے سب وشتم وتبرے کے بعد عبارت مذکورہ براہین کی جو پیوند کاری کرنی چاہی ہے اس کا حال بھی ملاحظہ کیجئے

سیف یمانی کا چھٹا کید | حضرت مولٰنا خلیل احمد صاحب مرحوم یہاں جس وسعت علمی کا انکار فرما رہے ہیں اور جس کے ماننے کو شرک قرار دے رہے ہیں وہ وہ ہے جو بغیر عطائے خداوندی ذاتی طور پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت کیجائے (سیف یمانی ص۸)

## سیف یمانی کا صاحب براہین پر بہتان لگانا اور اسکو لایعقل بنانا

اس عبارت میں یہ تو اقرار ہے کہ مولوی خلیل احمد نے حضور کی وسعت علمی کا انکار کیا اور اس کا ماننا شرک قرار دیا اور یہ طوفان و بہتان مولوی خلیل احمد پر باندھا کہ ان کی مراد یہاں علم ذاتی ہے کیونکہ وہ ایسے لایعقل تو نہ تھے کہ رد کرتے اس امر کا جس کا ان کا خصم قائل ہی نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف بلند آہنگیوں سے اعلان کر رہا ہے اور خود سیف یمانی میں بھی اعلحضرت امام اہل سنت حضرت مولانا مولوی احمد رضا خانصاحب قدس سرہٗ کی خالص الاعتقاد ص۲۲ سے یہ عبارت نقل کی ہے علم ذاتی اللہ عزوجل سے خاص ہے اس کے غیر کے لیے محال ہے جو اس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرہ کمتر سے کمتر غیر خدا کے لیے مانے وہ یقیناً کافر و مشرک ہے۔ (خالص الاعتقاد مصنفہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ)

## کوئی سنی عالم حضور کیلئے علم ذاتی کا اثبات نہیں کرتا

علاوہ بریں دنیا میں کسی سنی عالم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے لیے علم ذاتی کا اثبات نہیں کیا خود انوار ساطعہ سامنے ہے جس کے رد میں براہین لکھی گئی ہے اس میں دکھادو کہ کہیں حضور کے لیے علم ذاتی ثابت کیا ہو۔ جب خصم علم ذاتی کا قائل ہی نہیں ہے تو رد کرنے والا کیا دیوانہ ہے جو علم ذاتی کا رد کرے گا۔ یہ مولوی خلیل احمد کی دوستی ہوئی کہ ان کی تجہیل و تحمیق کر ڈالی۔

## سیف یمانی سے ساتواں مطالبہ

قطع نظر اس سے براہین کی عبارت خود اس بہتان کا تحمل نہیں کرتی ورنہ علم محیط زمین کا ذکر کیا معنی۔ کیا اس سے کم کا علم ذاتی ماننا شرک نہیں ہے۔ کدھر ہے عقل

علم ذاتی کا رد کرنا ہوتا تو یہ کہنا تھا کہ ملک الموت کے لیے علم عطائی ثابت ہے۔ اس سے علم ذاتی پر استدلال کیسے ہو سکتا ہے پھر یہ کہ شرک بتایا اس نے وسعت علم کو نہ کہ نفس علم کو دیکھو اس کے لفظ۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (براہین صہ ۵۱)

## سیف یمانی سے آٹھواں مطالبہ

تو کیا مطلب یہ ہے کہ علم ذاتی کی وسعت ثابت کرنا شرک ہے اور علم ذاتی غیر وسیع مانا جائے تو نہ شرک نہ خلاف نصوص۔ اس تقدیر پر مولوی خلیل احمد مشرک ٹھہرتے ہیں۔ اچھی توجیہہ کی کہ اپنے پیر کو مشرک ہی بنا ڈالا۔

## سیف یمانی کی توجیہ نے مولوی خلیل احمد کو مشرک بنا دیا

پھر اس سے اگلی عبارت دیکھئے جہاں لکھا ہے کہ ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔

(براہین صہ ۵۲)

## سیف یمانی سے نواں مطالبہ

یہاں نفی ملک الموت کی برابری کی ہے اس سے کم کی نہیں تو کیا علم ذاتی ملک الموت سے کم حضور کے لیے مانتے ہو۔ یہ ہے آپ کی توجیہ کی حقیقت ابھی تسلی نہ ہوئی ہو تو کچھ اور عرض کروں۔ اس عبارت کے بعد مولوی خلیل احمد لکھتے ہیں۔ الغرض یہ تحقیق واہی مولف کی محض جہل ہے۔ وہ آپ شاید شرک میں بتلا نہ ہو۔ (براہین صہ ۵۲)

## عبارت براہین سیف یمانی کی توجیہ کیخلاف

یہ کیوں اگر علم ذاتی مراد ہے تو اس کو مان کر اور ملک الموت سے زائد مان کر بھی شرک میں بتلا نہ ہو۔

صاحب سیف یمانی نے تو اپنی توجیہہ میں تسلیم کیا ہے کہ حضور کیلئے علم ذاتی ماننا

شرک ہے۔

## سیف یمانی سے دسواں مطالبہ

اگر یہاں علم ذاتی مراد تھا تو وہ مشرک کیوں نہیں ہوا۔ اب بھی کہہ سکتا ہے کوئی وہابی کہ یہاں علم ذاتی مراد ہے۔

اور اگر اب بھی آپ کی تسلّی میں کچھ کسر رہ گئی ہو تو ایک ضرب اور بھی رسید کروں یہی آپ کے مولوی خلیل احمد اس کے بعد لکھتے ہیں۔ اگر اپنے فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گنا اس سے زیادہ عطا فرمائے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے کچھ کھلیں آنکھیں یہاں صاف علم عطائی کا اقرار ہو رہا ہے۔ اسی پر نص طلب کی جا رہی ہے۔ (براہین صـ ۵۲)

## سیف یمانی کا فریب

اسی پر عقیدہ کرنے کی بحث ہے۔ اب یہ کہہ دینا کہ یہاں علم ذاتی مراد ہے کس قدر کورہی، نابینائی و دجل و فریب ہے۔ خود براہین کی عبارتیں پکار رہی ہیں کہ حضور کے لیے علم عطائی کا انکار کیا۔ اس پر نص طلب کی۔ اور تم خود اقرار کرتے ہو کہ شیطان کے لیے علم عطائی کی وسعت نص قطعی سے ثابت مانی۔ تو اب صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کا الزام صحیح ثابت ہوا۔ اور مولوی خلیل احمد کو کفر سے بچانے کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہو سکی۔ ؎

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور

## عبارت براہین کیلئے سیف یمانی کی دوسری توجیہہ

یہاں علم ذاتی مراد ہونے پر سیف یمانی میں یہ ثبوت پیش کیا ہے۔

اس امر کا ثبوت کہ براہین کی عبارت زیر بحث میں وسعت علم ذاتی ہی مراد ہے براہین قاطعہ میں جس جگہ یہ بحث ہے اُس کی پہلی سطر یہ ہے۔

تمام امت کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب فخر عالم علیہ السلام کو اور سب

مخلوق کو جس قدر علم حق تعالیٰ نے عنایت کر دیا اور بتلا دیا اس سے ایک ذرہ زیادہ کا بھی علم ثابت کرنا شرک ہے۔ سب کتب شرعیہ سے یہی مستفاد ہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صاحب براہین کے نزدیک صرف اس علم کا ثابت کرنا شرک ہے جو علاوہ عطائے خداوندی کے کسی مخلوق کے لیے ثابت کیا جائے۔ (سیف یمانی ص ۹)

## سیف یمانی نے مولوی خلیل احمد کو بد استعداد ثابت کر دیا

اس سے تو ثابت نہیں ہوا کہ عبارت زیر بحث میں علم ذاتی مراد ہے بلکہ آپ نے براہین کی یہ عبارت پیش کر کے صاحب براہین کی ایک اور بد استعدادی دکھائی کہ وہ کہتے ہیں کہ جس کسی کو اللہ تعالیٰ نے واقع میں جتنا علم عطا فرمایا ہو اس سے زیادہ اس کے لیے ثابت کرنا مطلقاً شرک ہے یہ بالکل غلط ہے بلکہ یہاں یہ تفصیل کرنی تھی کہ اس سے زیادہ ثابت کرنا خلاف واقع اور غلط ہے اور اس کو بے عطائے الٰہی مانا جائے تو شرک ہے آپ نے جو شرارہ برافروختہ کیا اس سے آپ ہی کا گھر جل گیا ہمارا کیا حرج۔ نتیجہ آپ کے کلام کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کسی کو جس قدر نعمت عطا فرمائی ہو اس سے زائد کا اثبات بہر تقدیر شرک ہے۔

## سیف یمانی کے نزدیک جو سلطان اورنگ زیب کو عالمگیر کہے وہ مشرک ہے

مثلاً اورنگ زیب ہندوستان کے بادشاہ تھے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے انھیں اس قدر ملک عطا فرمایا تھا انھیں جو عالم گیر کہے تمھارے نزدیک مشرک ہے۔

## وہابیہ کے نزدیک سلطان نور الدین محمد کو جہانگیر کہے وہ مشرک ہے

سلطان نور الدین محمد بھی ہندوستان کے فرمانروا تھے آپ کے قاعدہ سے اور آپ کے براہین کے حکم سے انھیں جہانگیر کہنے والا مشرک اور سلطنت ذاتیہ کا مثبت کیونکہ حق تعالیٰ نے انھیں جتنا ملک عطا فرمایا تھا اُس سے زیادہ ثابت کر دیا۔

## سیف یمانی کے نزدیک مولوی خلیل احمد کو جو افلاطون اور ارسطو سے فائق کہے وہ مشرک ہے

یا آپ مولوی خلیل احمد صاحب کی تعریف میں یہ کہیں کہ وہ افلاطون تھے ارسطو سے فائق تھے تو آپ مشرک ہو گئے کیونکہ آپ نے اُن کے لیے عطائے الٰہی۔ سے زیادہ علم فلسفہ کا اثبات کیا اور آپ اُن مثالوں پر کیوں جاییے میں آپ کے گھر ہی کی مثال کیوں نہ سنا دول۔ مولوی محمود الحسن دیوبندی اپنے مرثیہ میں مولوی رشید احمد کے متعلق لکھتے ہیں۔

ع۔ الٰہی کیا کریں کیونکر سنیں وہ لحن داؤدی

آپ انصاف سے کہئے کیا مولوی رشید احمد گنگوہی لحن داؤدی رکھتے تھے کیا اُن کے لحن پر بھی وہ تاثیریں مرتب ہوتی تھیں جو حضرت داؤد علیہ السلام کے لحن شریف پر مرتب ہوتی تھیں۔

## سیف یمانی کے نزدیک مولوی محمود الحسن دیوبندی مشرک

مولوی محمود الحسن صاحب نے اُن کے لیے وہ نعمت ثابت کی جو اللہ تعالیٰ نے انھیں نہیں دی تھی تو بقول آپ کے مولوی محمود الحسن مشرک ہو گئے۔ اسی مرثیہ میں لکھا ہے۔ ع

وہ صدیق معظم تھے سحاب لطف رحمانی

اِسی میں ہے۔ ع

وفات سرور عالم کا نقشہ آپ کی رحلت

اِسی میں ہے۔ ع

وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کہئے عجب کیا ہے

اِسی میں ہے ؎

اُٹھے اُف دیر ویراں سے محی الدین گیلانی    محی الدین اکبر جاتے ہیں دار فنا سے بس

اور اس مرثیہ کی لوح پہ لکھا ہے۔

حضرت قطب العالم خاتم الاولیاء و المحدثین فخر الفقہاء و المشائخ حضرت عالی مادائے جہاں مخدوم الکل مطاع العالم جناب مولٰنا رشید احمد۔

اب انصاف سے کہئے یہ تمام صفتیں اللہ تعالیٰ نے مولوی رشید احمد کو دی تھیں۔ ظاہر ہے کہ وہ بیچارے ایک ملّاں آدمی تھے آپ کو کتنی بھی خوش عقیدگی ہو مگر آپ اُن کو صدیق۔ فاروق۔ محی الدین اکبر۔ محی الدین گیلانی۔ قطب العالم۔ ماوائے جہاں مخدوم الکل۔ سارے جہاں کے مطاع نہ سمجھتے ہوں گے اور واقع میں ایسا ہے بھی نہیں تو ان کی شان میں ایسا کہنے والے آپ کے نزدیک بحکم براہین مشرک ہوئے۔

اور اگر آپ اپنی کتابیں تلاش کریں گے تو اُن میں آپ کو ایسے بے شمار شرک ملیں گے۔ اس سے قطع نظر کرتے ہوئے بھی آپ کا یہ دعویٰ۔ کہ صاحب براہین کے نزدیک صرف اس علم کا ثابت کرنا شرک ہے جو علاوہ عطائے خداوندی کے کسی مخلوق کے لیے ثابت کیا جائے۔

## سیف یمانی کا ساتواں کید

یہ ساتواں کید ہے اس سے آپ مسلمانوں کو مغالطہ دینا چاہتے ہیں اور وہابیہ کا عقیدہ چھپانا چاہتے ہیں۔ آپ کا امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی اس کو صاف کہہ گیا جو لکھتا ہے۔ (سیف یمانی صہ ۹)

---

پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات اُن کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویت الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پریس دہلی صہ ۱۰)

## امام الوہابیہ کے نزدیک جو حضور کو علم عطائی ثابت کرے وہ بھی مشرک

اب دیکھئے اس نے علم عطائی کو بھی شرک بتایا اگر آپ کا قول مانا جائے اور صاحب براہین کی یہی مراد سمجھی جائے کہ علم عطائی کا اثبات شرک نہیں ہے تو خود صاحب براہین تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ٹھہریگا۔ اچھی توجیہہ کی کہ کفر سے بچانے کی فکر میں اس پر شرک ثابت کر دیا۔ مگر آپ کیا کریں باطل کی حمایت کا یہی انجام ہوتا ہے۔ اس کا کلام ہی قابل تاویل

## سیف یمانی و براہین والے تقویت الایمان کے حکم سے مشرک

وتوجیہ نہیں ہے۔ اس لیے آپ کے تمام گروہ کی سعی اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی اور کوئی مخلص آپ کے ہاتھ نہیں آسکتا۔ آپ لوگ اس کے کلام کی تحریف بھی کرتے ہیں۔ علم وعقل کیخلاف پیوند بھی لگاتے ہیں مگر کفر ہے کہ آپ کے ٹالے نہیں ٹلتا۔ کیوں اس قدر سرگردانی کرتے ہو۔ توبہ کرو۔ ایمان لاؤ۔

## سیف یمانی کی توجیہ نے مولوی خلیل احمد کو کافر بنادیا

الحمدللہ عبارت براہین کے متعلق جو جل وفریب کر کے اہل باطل نے چاہا تھا کہ اس کلام کفری کو حق ثابت کریں وہ سب ان کے گلے کا وبال ہوا۔ اور وہابیہ کو مجال دم زدن باقی نہیں رہی۔ اس کی تمام کوششوں کا دارومدار انھیں چند باتوں پر تھا جس کا رد بلیغ کر دیا گیا۔

اس کے علاوہ اور کوئی توجیہہ صاحب سیف یمانی پیش نہ کر سکا۔ کفر سے بچانے کے لیے کوئی تدبیر اس کے ہاتھ نہ آسکی بجز اس کے کہ وہ تحریف کرے اور براہین کی عبارت کو بدل ڈالے اور ذاتی کی ایک قید اپنی طرف سے ایسی اضافہ کرے جس کا بطلان ہر شخص کے نزدیک اظہر من الشمس ہو۔

ذاتی کے مراد ہونے پر صاحب سیف یمانی نے آخر میں براہین کے اس جملہ کو سنداً پیش کیا ہے۔

## سیف یمانی کا اپنی توجیہ کیلئے عبارت براہین کو پیش کرنا مغالطہ ہے

کہ یہ بحث اس میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو ثابت کر کے کوئی یہ عقیدہ کرے (سیف یمانی ص۱۱)

یہ عبارت بھی صاحب سیف یمانی نے مغالطہ دہی کے لیے پیش کی۔ اس سے اس کا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔

## عبارت براہین کا مطلب

اس عبارت میں (یہ) کا اشارہ براہین کی عبارت زیر بحث کی طرف نہیں ہے بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر اعتقاد کرنے کی طرف ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اگر حضور کو بر بنائے علم ذاتی حاضر اعتقاد کرے تب تو معتقد مشرک ورنہ گنہگار چنانچہ براہین کی عبارت کے اگلے لفظ اس پر دلالت بھی کرتے تھے جن کو صاحب سیف یمانی نے اپنے مدعا کے خلاف پاکر براہ بد دیانتی چھوڑ دیا۔ پوری عبارت براہین کی یہ ہے۔

یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کرکے یہ عقیدہ کرے جیسا جہلا کا یہ عقیدہ ہے اگر یہ جانے کہ حق تعالیٰ اطلاع دے کر حاضر کر دیتا ہے شرک تو نہیں۔ مگر بدون ثبوت شرعی کے اس پر عقیدہ درست بھی نہیں۔ (براہین صـ۵۲)

## سیف یمانی کی پیش کردہ عبارت براہین اس عبارت مبحوثہ سے بے علاقہ ہے

اس کل عبارت کو دیکھنے سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ صاحب براہین بحث کے بعد پھر اصل مبحث (حاضر ناظر ہونے) کی طرف رجوع کرتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ حاضر اعتقاد کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک علم ذاتی کی بناپر۔ اس سے تو حاضر اعتقاد کرنیوالا مشرک ہو جاتا ہے اور ایک علم عطائی کی بناپر۔ اس سے مشرک نہیں ہوتا۔ فقط اثنائے بحث میں جو بر طریق ردہ کہا گیا ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔ اس کی طرف لفظ (یہ بحث) کا اشارہ نہیں اور اگر اندھے ہو کر اور تمام دلائل سے آنکھوں پہ پتھر رکھ کر یہ فرض کر دو کہ جملہ زیر بحث میں علم ذاتی مراد ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ حضور کے لیے تو علم ذاتی مراد لیا جائے اور شیطان کیلئے علم عطائی۔

## یہ تفریق کہ حضور کیلئے علم ذاتی اور شیطان کیلئے علم عطائی ہے محض بیجا اور باطل ہے

یہ تفرقہ محض بیجا اور باطل ہے تو اس تقدیر پر مطلب یہ ہوگا کہ شیطان وملک الموت کے تو علم ذاتی کی وسعت نص سے ثابت مان لی اور حضور کے لیے اس سے انکار کرنا ہے اور اس پر نص طلب کرتا ہے۔ اور یہ متاخرین وہابیہ کے عقیدہ کے کچھ زیادہ خلاف بھی نہیں ہے کیونکہ فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل ص۹۰ میں مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔

## گنگوہی صاحب کے نزدیک حضور کے لیے علم ذاتی کا مثبت کافر نہیں

اور جو یہ عقیدہ ہو کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاع حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کفر کا ہے لہذا پہلی شق میں امامت درست ہے دوسری شق میں امام نہ بنانا چاہیئے اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکے اور تاویل کرے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (رشید احمد گنگوہی عفی عنہ)

دیکھیئے علم ذاتی کے اعتقاد پر بھی کافر کہنے سے زبان روکنے کا حکم دیتے ہیں اب آپ سمجھئے اپنے اکابر کی کہہ مکرنیوں کو۔

ایک اور مصیبت آپ کے لیے یہ ہے کہ آپ عبارت زیر بحث میں علم محیط ارض کے انکار کو علم ذاتی میں منحصر کرکے یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے کہ براہین میں محیط ارض کے علم عطائی کا حضور کے لیے انکار نہیں ہے۔ اور مدعائے مخالف ثابت ہے۔

## سیف یمانی کی توجیہ نے مولوی عبد السمیع صاحب کا مدعا ثابت کردیا

اور حاضر کہنے کے لیے علم ذاتی کی ضرورت ہی نہیں تو اب حضور کو بربنائے علم عطائی حاضر کہنا درست ہوا۔ اور مولوی عبد السمیع صاحب کا مدعا ثابت ہوا۔ غرض صاحب براہین

کی ساری لایعنی تقریر خبط محض ہو گی۔

## خالص الاعتقاد کی عبارت وہابیہ کو مفید نہیں

اسی سلسلہ میں صاحب سیف یمانی نے اعلیحضرت امام اہلسنت قدس سرہ کی یہ عبارت بحوالہ خالص الاعتقاد پیش کی ہے۔

آیات واحادیث واقوال علما جن میں دوسرے کے لیے اثبات علم غیب سے انکار ہے انمیں قطعًا یہی دو قسمیں (یعنی ذاتی یا محیط کل) مراد ہیں۔

(سیف یمانی ص۱۱)

## سیف یمانی سے گیارھواں مطالبہ

اس عبارت سے وہابی کو کیا فائدہ اعلیحضرت قدس سرہٗ نے یہ کہاں فرمایا ہے کہ وہابیہ کی عبارت میں بھی جہاں انکار ہے وہاں ذاتی کا انکار ہے۔ وہابی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم غیب عطائی کے اثبات کو شرک کہتے ہیں جیسا کہ ہم اوپر تقویت الایمان کی عبارت نقل کر چکے ہیں۔ اگر تم یہ کہو کہ وہابی کے کلام میں بھی ذاتی کا انکار ہوتا ہے تو اگرچہ یہ دعویٰ غلط ہوگا مگر اس سے تمہیں ماننا پڑجائیگا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ماکان ومایکون کا علم عطائی ثابت ہے کوئی وہابی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ کہو کیا سمجھ کر عبارت نقل کی تھی کہیں بھی کوئی مفر ہے۔

## براہین قاطعہ کیمتعلق سیف یمانی کی دوسری بحث

**دوسری بحث** | عبارت براہین قاطعہ کے متعلق یہ تمام ناکام فریب کاریاں کرنے کے بعد صاحب سیف یمانی نے دوسرے طور پر بحث شروع کی ہے چونکہ اس کو خود یقین تھا کہ اس کی یہ تحریفیں چل نہیں سکتیں اس لیے اپنے مخلص کی جستجو میں ایک دوسرا انداز اختیار کرتا ہے اور کہتا ہے۔

اس عبارت میں مطلق وسعت علم میں کلام نہیں بلکہ ایک خاص علم کی وسعت

(یعنی علم زمین کی وسعت) کے متعلق بحث کی جا رہی ہے اس کی نفی سے مطلق وسعت کی نفی لازم نہیں آتی انتہیٰ ملخصاً۔ (از سیف یمانی ص۱۱)

## سیف یمانی سے بارھواں مطالبہ

تنقیح طلب بات یہ ہے کہ علم زمین کمالات علمیہ میں ہے یا نہیں۔ کیا تمام زمین عجائب صنع الٰہی اور آیات قدرت ربانی سے بھری ہوئی نہیں ہے۔

کیا قرآن کریم میں وارد نہیں ہوا

### حضور کے لیے علم زمین کا اثبات آیات سے

**آیت** | الذی جعل لکم الارض فراشا — وہ اللہ جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا

کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد نہیں فرمایا۔

الم نجعل الارض مھادا والجبال اوتادا — کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہ کیا اور پہاڑوں کو میخیں۔

کیا کتاب ربانی میں نہیں پڑھا۔

فالق الحب والنوی — دانے اور گٹھلی کا چیرنے والا۔

کیا آیت نظر سے نہیں گزری

ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف اللیل والنھار لایات لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوات والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا۔

بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لیے جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا۔

جب خلق سموات وارض میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں اور ذوی العقول میں سب سے بلند مرتبہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے۔ اس کا علم حضور کے لیے کیوں کمالات علمیہ بے شمار نہ ہوگا۔ کیا آج تک یہ بھی نہیں سنتا۔ ؎

ففی کل شیئ له اٰیة تدل علی انه واحد

ہر اک شے میں خالق کا ایک نشان وہ کرتا ہے وحدت کا اس کی بیان

کیا گلستاں بھی یاد نہیں۔ ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

اسی کو ہوائے نفس میں اندھے ہو کر سلیف یمانی کے صلا میں کہہ دیا کہ دنیائے دنی کے علوم ہرگز آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے باعث کمال نہیں۔

تری شوخیوں کی کیا انتہا علم زمین کو دنیائے دنی بنادیا اور اس کے کمال ہونے کا انکار کیا۔ کوئی آیت پیش کیجئے جس سے معلوم ہو کہ محیط ارض کا علم کمال نہیں ہے کوئی حدیث سنائیے۔ محض زبانی دعویٰ اور وہ بھی آیت و احادیث کیخلاف حضور کے علوم کا انکار کرنیوالو

حضور کیلئے محیط ارض کا اثبات احادیث سے

دیکھو ترمذی شریف کی حدیث کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

فعلمت مافی السموٰات والارض پس جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ (مشکوٰۃ شریف صلا۶۹)

یہ وہی علم ارض ہے جس کا تم حضور کی نسبت انکار کر رہے ہو اور شیطان کے لیے نص سے ثابت بتا رہے ہو۔

دوسری حدیث دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

رفع لی الدنیا فانا انظر الیها اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دنیا کو ظاہر فرمایا

والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیٰمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ۔ (مواہب لدنیہ و طبرانی)

پس میں دنیا کی طرف اور جو کچھ اس میں تا قیامت ہونے والا ہے سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کی طرف۔

تیسری حدیث دیکھو

عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقھا ومغاربھا انتھیٰ۔

(مشکوٰۃ شریف صہ ۵۱۲)

روایت ہے ثوبان سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ نے سمیٹی میرے لیے زمین یعنی اس کو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دکھایا پس دیکھا میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی۔

(مظاہر حق صہ ۵۰۳)

اب ان آیات و حدیث کو دیکھنے کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ یہ علوم کمالیہ نہیں ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا نہیں ہوئے اب جو شخص ان علوم کا انکار کرتا ہے کیا وہ کمالات محمدیہ کا انکار نہیں کرتا۔

## عبارت براہین میں شیطان کا حضور سے مقابلہ توہین ہے

اور جب ملک الموت علیہ السلام اور شیطان لعین کا مقابلہ کر کے اُن کے لیے محیط ارض کا علم ثابت کرے اور حضور کے لیے انکا انکار کرے تو کیا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدترین توہین نہیں۔ تشبیہ نہیں ہے۔

## سیف یمانی کے عذر پر ایک فوٹو

مگر آپ کی تفہیم کے لیے کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میزان الصرف بلتدی طالبعلم سمجھ لیتا ہے مگر مولوی اشرف علی تھانوی نہیں جانتے تو کیا اس نے مولوی اشرف علی کی

توہین نہیں کی۔ ان کی تنقیص نہیں کی۔ کیا یہاں سیف یمانی والا یہ عذر کام دیگا کہ مولوی اشرف علی کے لیے ایک علم خاص کا انکار کیا ہے۔ مطلق وسعت علم کا انکار نہیں کیا لہذا مولوی اشرف علی کی توہین نہیں ہوئی۔

## سیف یمانی سے تیرھواں مطالبہ

انبیاء کرام کی توہین کرنے والو ایسے اعذار کفر سے نہیں بچا سکتے تو بہ سے نہ شرماؤ اور بارگاہ رسالت کی گستاخی سے باز آؤ۔

صاحب سیف یمانی نے علم دنیا کا انکار کرنے کے لیے شفا شریف کی تین عبارتیں پیش کی ہیں اور ان کو پیش کر کے اپنی نافہمی وجہالت کا ثبوت دیا ہے۔

## سیف یمانی کی پیش کردہ عبارات شفا شریف کا جواب

پہلی عبارت کا نتیجہ اس نے یہ نکالا ہے کہ یہ ممکن ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو بعض دنیوی باتوں کا علم نہ ہو۔ اگرچہ یہ نتیجہ صحیح نہیں مگر اس سے بھی اس کا مدعا حاصل نہیں ہوتا کہ محض امکان کیا کام دے گا۔ واقع تو یہ ہے جو حدیث میں آیا ہے کہ حضور کے سامنے دنیا پیش کی گئی اور اس کو اور اس کے قیامت تک کے ہونے والے جملہ واقعات کو مثل کف دست ملاحظہ فرماتے ہیں۔ ایسے ہی دوسری اور تیسری عبارتیں بھی اس کو کچھ مفید نہیں ان سے اور عبارات براہین قاطعہ سے کیا نسبت۔ یہاں امکان کی بحث ہے اور براہین میں وہ محیط ارض کے علم کو حضور علیہ السلام کے لیے نصوص قطعیہ کے خلاف بتا رہا ہے اور شیطان اور ملک الموت کے لیے نصوص قطعیہ سے ثابت مان رہا ہے... این ھذا من ذالک زمین و آسمان کا تفاوت ہے۔ کفر و اسلام کا فرق ہے۔

وہابیو اس پر صاف صریح نص قطعی پیش کرو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو محیط ارض کا علم نہیں دیا گیا جیسا کہ تمہارے پیشوا نے براہین قاطعہ میں دعوے کیا ہے۔

علاوہ بریں اسی شفا شریف میں اس کور باطن کو یہ نظر نہ آیا۔

وبحسب عقلہ کانت معارفہ علیہ السلام الی سائر ما اعلمہ اللہ و اطلعہ علیہ من علم یکون وما کان وعجائب قدرتہ وعظیم ملکوتہ قال اللہ تعالیٰ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا حارت العقول فی تقدیر فضلہ علیہ وخرست الالسن دون وصف یحیط بذالک او ینتھی الیہ۔ شفا مطبوعہ ہندوستان جلد ا صـ ۸۳

غرض کہ جتنی آپ کی عقل زیادہ تھی اتنے ہی آپ کے معارف زیادہ تھے۔ مع ان تمامی علوم و فنون کے جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کو تعلیم فرمائے اور ان اخبار گذشتہ اور آئندہ اور عجائب قدرت اور عظیم ملکوت رب العزت کے جن پر کہ اُس سبحانہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع فرمایا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا اور آپ کو وہ سکھایا جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ غرض کہ اللہ عزوجل نے آپ پر وہ وہ فضل فرمائے جس کے اندازہ سے عقلیں حیران رہتی ہیں اور جن کے بیان کرنے سے زبانیں گونگی ہوئی جاتی ہیں۔ (شیم الریاض کشوری صـ ۹۸ جلد ۱ مصدقہ ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی جلد ۱)

اسی شفا شریف میں اس عزت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹانے والے نے یہ نہ دیکھا۔

ومن معجزاتہ الباھرۃ ما جمعہ اللہ لہ من المعارف والعلوم و خصہ بہ من الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین ومعرفتہ باموبر شرائعہ وقوانین دینہ وسیاسۃ عبادہ ومصالح امتہ۔ (شفا شریف جلد ا صـ ۲۹۸)

اور آپ کے معجزات روشن میں سے ایک معجزہ آپ کے وہ علوم اور معارف ہیں جن کو کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے آپ میں جمع فرمایا ہے اور وہ کل مصالح دین و دنیا ہیں جنپر کہ خصوصیت کیساتھ آپکو مطلع فرمایا ہے اور آپکا امور شرائع اور قواعد دین اور سیاست بندگان خدا اور مصالح امت سے واقف ہونا۔ (شیم الریاض جلد ا صـ ۳۸۵)

اسی شان رسالت کے گستاخ کو اسی عبارت شفا کی شرح کا پتہ نہ چلا کہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں۔

(ومن معجزاته الباهرة) اے اٰیاته الظاهرة (ما جمعه الله له من المعارف) اے الجزئية (والعلوم) اى الكلية والمدركات الظنية واليقينية والاسرار الباطنة والانوار الظاهرة (وخصه به) اے ما خصه به من الاطلاع على جميع مصالح الدنيا والدين) اے مايتم به اصلاح الامور الدينية والاخروية واستشكل بانه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وجد الانصار يلقحون النخل فقال لو تركتموه فتركوه فلم يخرج شيئا او خرج شيصا فقال انتم اعلم بامر دنياكم واجيب بانه انما كان ظنا منه لا وحيا وقال الشيخ سيدى محمد السنوسى اراد انه يحملهم على خرق العوائد فى ذالك الى باب التوكل واما هناك

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روشن معجزات میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے واسطے معارف جزئیہ اور علوم کلیہ اور مدرکات ظنیہ اور یقینیہ اور اسرار باطنہ اور انوار ظاہرہ جمع کئے اور آپ کو دنیا اور دین کی تمام مصلحتوں پر اطلاع دیکر خاص کیا۔

اس پر یہ اعتراض وارد ہوسکتا ہے ایک مرتبہ حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ انصار تلقیح نخل کررہے تھے (یعنی خرما کے نر کی کلی کو مادہ کی کلی میں رکھتے تھے تاکہ وہ حاملہ ہو اور پھل زیادہ آئے) حضور نے فرمایا اگر تم ایسا نہ کرتے (تو شاید بہتر ہوتا) لوگوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ پس پھل نہ آئے یا کم اور خراب آئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے دنیوی کاموں کو خوب جانتے ہو۔ اس اعتراض کا جواب دیا گیا کہ یہ حضور کا ظن تھا کوئی وحی اس بارہ میں نازل نہیں ہوئی تھی۔ شیخ سنوسی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور نے ان کو

فلم یمتثلوا فقال انتم اعرف بدنیاکم ولو امتثلوا وتحملوا فی سنة وسنتین لکفوا امر ھذہ المحنة انتھی۔ (شرح شفا مصری ص۲)

خرق وخلاف عوائد پر برانگیختہ کرنے اور باب توکل کیطرف پہنچانے کا ارادہ کیا تھا انھوں نے اطاعت نہ کی (اور جلدی کی) تو حضور نے فرمایا کہ تم اپنے دنیا کے کام کو خود ہی جانو۔ اگر وہ سال دو سال اطاعت کرتے (اور تلقیح نہ کرتے) تو انھیں تلقیح کی محنت نہ اٹھانی پڑتی۔

بالجملہ شفا شریف سے دفوع کی عبارات کو چھوڑ کر امکان کی عبارات پیش کرنا صاحب سیف یمانی کا آٹھواں کید ہے۔

صاحب سیف یمانی نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم گھٹانے کیلئے حدیث تلقیح نخل کے یہ الفاظ انتم اعلم بامر دنیاکم پیش کئے ہیں اور اپنی بدباطنی سے اس کا ترجمہ یہ گڑھا۔ اپنی دنیا کی باتیں تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔

(سیف یمانی ص۱۲)

## سیف یمانی کی پیش کردہ حدیث انتم اعلم بامر دنیاکم کا جواب

اول تو اس جاہل سے دریافت کرو کہ اس میں بھلا (مجھ سے) کس لفظ کا ترجمہ ہے حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یہ تصرف کہ اس کی مراد ہی بدل ڈالی۔ کفر کی حمایت میں حدیث کا مضمون کچھ کا کچھ بنادیا۔ ترجمہ کرنے بیٹھے تو وہ بھی غلط کیا۔

## سیف یمانی کا حدیث میں تصرف

ثانیا ابھی شرح شفا کی عبارت میں ان الفاظ کے ساتھ اعتراض اور اس کا جواب گزرچکا اور علامہ سنوسی کا کلام منقول ہوا کہ جب انھوں نے تلقیح کے بارے میں صبر نہ کیا تو حضور نے فرمایا کہ تم اپنے دنیا کے کام کو خود ہی جانو۔ اگر وہ سال دو سال صبر کرتے اور تلقیح نہ کرتے تو انھیں تلقیح کی محنت نہ اٹھانی پڑتی۔

اب وہابی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے علم دنیا کی نفی ان الفاظ سے محض اپنی خباثت قلبی سے نکالتا ہے۔ وہابیو دیکھو علمائے کرام ان الفاظ کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ فصل الخطاب میں علامہ قیصری سے منقول ہے۔

ولا یعزب عن علمہ صلی اللہ علیہ وسلم مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء من حیث مرتبۃ وان کان یقول انتم اعلم بامور دنیاکم۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر زمین و آسمان میں کچھ ذرہ بھر بھی پوشیدہ نہیں اگرچہ وہ بشریت کے اعتبار سے یہ فرمائیں کہ تم دنیا کا کام خوب جانتے ہو۔

اے شان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھٹانے والو۔ اور اے علم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کم کرنیوالو یہ وہی الفاظ انتم اعلم بامور دنیاکم ہیں جسکو تم نے علم اقدس کے گھٹانے کی دلیل بنا کر پیش کیا تھا اب علامہ قیصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام دیکھ کر تو وسعت علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ۔ اور اپنے ناپاک مذہب سے توبہ کرو۔

الحاصل صاحب رسالہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ نے جو تین نمبر لکھے تھے وہ براہین قاطعہ کی عبارت سے ثابت ہو گئے اور ظاہر ہو گیا کہ وہابیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ شیطان علیہ اللعن اور ملک الموت کا علم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زائد ہے۔ یہی وہ عقیدہ ہے جس کی بنا پر براہین قاطعہ کے مصنف مولوی خلیل احمد انبیٹھی کو کافر کہا گیا اور اس کی تکفیر پر حرمین شریفین وہند وسندھ۔ پنجاب و بنگال۔ و مدراس۔ و دکن۔ و کاٹھیاوار۔ گجرات وغیرہ کے دو سو اڑسٹھ ۲۶۸ علماء کرام و مفتیان عظام نے فتوے دیے۔

---

# براہین کے اِس عقیدہ پر خود اس کے مصنف اور تمام دیوبندیوں کے کفری فتوے

وہابیہ بہت شور مچایا کرتے ہیں کہ مولوی خلیل احمد کو علماء اہلسنت نے کافر۔ مرتد کہہ دیا لہٰذا آج میں اس فریب کا بھی قلع قمع کئے دیتا ہوں اور ثابت کرتا ہوں کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھی کا کفر غیر قابل انکار ہے کیونکہ مولوی خلیل احمد نے خود بھی اپنے اوپر کفر کا فتویٰ دیا ہے دیکھو التصدیقات مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھی مطبوعہ ہلالی پریس ساڈھورہ۔

ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم علیہ السلام سے اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں جو یوں کہے کہ شیطان.. ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔

(المہند ص۲۲)

نیز مولوی مرتضیٰ احسن دربھنگی اپنی کتاب قطع الوتین مطبوعہ افضل المطابع مرادآباد میں انھیں مولوی خلیل احمد انبیٹھی کا مہری دستخطی فتوے نقل کرتے ہیں۔ اسمیں یہی مولوی خلیل احمد انبیٹھی لکھتے ہیں:۔

ہیں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر۔ مرتد وملعون جانتے ہیں جو شیطان علیہ اللعن کیا کسی مخلوق کو بھی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں زیادہ کہے۔

(قطع الوتین ص۱)

ناظرین غور فرمائیں کہ مولوی خلیل احمد نے براہین قاطعہ کی عبارت زیر بحث میں

تو شیطان کا علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زائد ماننا۔ اور ان دونوں عبارات ہیں وہ ایسا ماننے والے کو کافر مرتد و ملعون کہتے ہیں۔ لہذا وہ اپنے قول سے خود کافر۔ مرتد و ملعون ہوئے یا نہیں پھر اس التصدیقات پر مولوی اشرف علی تھانوی مولوی محمود حسن دیوبندی۔ مولوی عزیز الرحمٰن دیوبندی۔ مولوی حبیب الرحمٰن دیوبندی۔ مولوی احمد حسن امروہوی۔ مولوی کفایت اللہ شاہجہاں پوری وغیرہ تمام دیوبندی کنبہ کی تصدیقیں ہیں لہذا مولوی خلیل احمد انبیٹھی ان سب کے نزدیک بھی کافر ہوئے۔

وہابیو! اب ہے کوئی جو تمہیں تمہارے قبول کئے ہوئے کفر سے بچا سکے۔ بحمد اللہ اب وہابیہ کی ساری مجموعی کوششیں خاک میں مل گئیں اور صاحب رسالہ وہابیہ دیوبندیہ کے الزام صحیح ثابت ہوئے۔

# رسالہ عقائد وہابیہ کی دوسری عبارت

## حضور کو علماء دیوبند کی بدولت اردو آنیکا خواب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء دیوبند کی شاگردی کی۔ ان وہابیہ دیوبندیہ سے تعلق و معاملہ پیدا کر کے اردو زبان سیکھی۔ براہین قاطعہ ص۲۶ پر ہے اس فقیر کے گمان میں یہ آتا ہے کہ مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی درگاہ پاک میں بہت ہے کہ صدہا عالم یہاں سے پڑھ کر گئے اور خلق کثیر کو ظلمات ضلالت سے نکالا۔ یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھکر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے

ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے مرتبہ
اِس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ (سیف یمانی ص ۱۲)

براہین قاطعہ کا پیش کردہ خواب درگاہ الٰہی میں عظمت مدرسہ کی سند بنایا گیا ہے اور خواب کے بعد صاحب براہین نے کہا ہے۔ سبحان اللہ اس سے مرتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ اس پر صاحب سیف یمانی نے بہت غصہ کیا ہے کہ خواب کے ظاہری پہلو پر حکم لگادیا۔ مگر یہ شکایت اُن کو مصنف براہین سے کرنی چاہیئے جس نے خواب کو سند بنایا۔ اس کے پیش کرنے والے پر عتاب بجا ہے۔ ایک مسلمان کو یہ بات ضرور تکلیف دیتی ہے کہ حضور کا یہ مقولہ بیان کیا جائے۔ کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ اور اس کو علماء دیوبند اور مدرسہ کی عظمت کی سند بنایا جائے۔ ناحق کی طرف داری اور استاد پرستی کے مدہوشو عظمت شان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کچھ تو لحاظ رکھو۔ وہابیہ کے یہاں یہ کوئی ایک ہی خواب نہیں۔ اس قسم کے خوابوں کا ایک ذخیرہ ہے اس خواب میں تو علماء دیوبند کے تعلق سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زبان اُردو آنا بتایا۔ اور رسالہ الامداد میں ایک اور خواب ذکر کیا جس کا مضمون یہ ہے۔

ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (اشرف علی تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انھوں نے مجھ سے کہا۔ میرا (اشرف علی کا) ذہن معاً اسی طرف منتقل ہوا (کہ کمسن عورت ہاتھ آئیں گی) اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں۔ وہی قصہ یہاں ہے۔ (رسالہ الامداد صفر ۳۵ھ)

## وہابیہ کی حضرت صدیقہ کی جناب میں بے ادبی

وہابیو کیا یہ جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جناب میں گستاخی اور اہلبیت رسالت کی توہین نہیں ہے۔ بے غیرت سے بے غیرت آدمی بھی ماں کو خواب میں دیکھ کر یہ تعبیر کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ اس کی کمسن مرغوبہ سے شادی ہو گی۔ کوئی جاہل بھی ماں کے آنے کو جورو ملنے سے تعبیر نہیں کر سکتا۔ حمیت و غیرت کے دشمنو خواب گڑھتے ہو اور ایک صالح کی طرف منسوب کرتے ہو۔ پھر اس سے نتیجہ وہ نکالتے ہو جو تمہارے قلب کی گندگی کا ثبوت ہے۔

وہابیہ کو خواب بنانے کی بہت عادت ہے یہاں میں اس ایک ہی خواب کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں اس کے پیش کرنے سے یہ مقصد ہے کہ بزرگوں کی توہین کے لیے خوابوں کو ذریعہ بنانا وہابیہ کی عادت ہے۔

## براہین کے خواب کی تاویل بیکار ہے

سیف یمانی والے نے براہین کی خواب کی یہ تاویل گڑھی ہے کہ احادیث اس وقت سے اردو زبان میں شائع ہوئیں جب سے مدرسہ دیوبند قائم ہوا مگر یہ تعبیر اس کو کچھ مفید نہیں۔ کیونکہ صاحب براہین نے صرف خواب کو سند بنایا ہے۔ اور تعبیر بھی کی جاتی تو یہ تعبیر نہ ہوتی۔ کیونکہ براہین قاطعہ کی تحریر کے وقت تک مدرسہ دیوبند میں احادیث کو اردو میں شائع کرنے کا کونسا اہتمام بلیغ کیا گیا تھا لہذا یہ تعبیر مطابق نہیں بلکہ حال اس کے خلاف ہے

### مدرسہ دیوبند کی نسبت پہلے احادیث کے ترجموں کا دعویٰ غلط ہے

مدرسہ دیوبند سے پہلے زبان اردو میں بکثرت احادیث شائع ہو چکی تھیں۔ اس قدر آجتک بھی دیوبندیوں کو شائع کرنی نصیب نہیں ہوئیں۔ حضرت مولانا مفتی عنایت احمد صاحب کی بکثرت تصانیف ہیں کوئی معجزات میں۔ کوئی سیر میں

کوئی اعمال ہیں کوئی فضائل ہیں الغرض ہزارہا احادیث کے ترجمے ہیں یہ سب مدرسہ دیوبند سے پہلے شائع ہوئیں۔ مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ مشارق الانوار کا ترجمہ۔ حصن حصین کا ترجمہ واقدی کا ترجمہ۔ شمائل ترمذی کا ترجمہ اور بکثرت احادیث کے ترجمے پہلے ہو چکے ہیں تو یہ کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ سب سے اول احادیث کی اردو زبان میں اشاعت مدرسہ دیوبند نے کی بلکہ احادیث کے اس کثرت کیساتھ اردو میں آجانے کے بعد بھی مدرسہ دیوبند نے احادیث کے اردو ترجموں میں کوئی قابل ذکر مصروفیت نہیں کی حتیٰ کہ صاحب سیف یمانی بھی یہ نہیں دکھا سکا کہ حدیث کی اتنی کثیر کتابوں کا ترجمہ دیوبند کے علماء نے کیا تھا اور اس سے پہلے اردو میں احادیث ملتی ہی نہ تھیں تو یہ کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ احادیث اردو میں مدرسہ دیوبند سے شائع ہوئیں۔ لہٰذا تعبیر غلط ہے۔

## اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے ملفوظات والے خواب کا جواب

اس موقع پر صاحب سیف یمانی نے لکھا کہ ملفوظات اعلیٰحضرت قدس سرہٗ سے ایک خواب نقل کر دیا ہے اور یہ ہوس کی ہے کہ یہ وہابیوں کے خواب کا جواب ہو جائیگا نگر چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ ع کار پاکاں را قیاس از خود مگر۔ وہ مبارک خواب یہ ہے۔

مولوی برکات احمد صاحب مرحوم کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ حضور گھوڑے پر تشریف لیے جاتے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ حضور کہاں تشریف لیے جاتے ہیں۔ فرمایا برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے۔"

خواب ختم ہو گیا۔ اس کو بیان فرمانے کے بعد اعلیٰحضرت نے فرمایا۔ الحمد للہ کہ یہ جنازۂ مبارکہ میں نے پڑھایا۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے صرف اتنے لفظ ہیں جن کا مطلب صاف یہ ہے کہ جو شخص رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مورد الطاف ہے

خدا کا شکر ہے کہ اس کے جنازہ کی نماز میں نے پڑھائی بیشک یہ بات قابل شکر ہے۔

## سیف یمانی کا نواں کید

سیف یمانی والا وہابی یہ الزام لگاتا ہے کہ اعلیحضرت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امامت کرنے کے مدعی ہیں یہ اس کا نواں کید ہے۔ نہ خواب میں یہ ہے کہ مولوی احمد رضا خاں (صاحب) کی اقتدا کرنے کے لیے تشریف لے جاتے ہیں نہ اعلیحضرت نے یہ لفظ فرمایا کہ میں نے حضور کی امامت کی۔ معاذ اللہ یہ وہابی کا بہتان ہے۔

مولوی امیر احمد صاحب نے جو خواب دیکھا وہ ظاہر ہے کہ نماز جنازہ سے قبل یا بعد دیکھا ہوگا کیونکہ اگر عین نماز کے وقت دیکھتے تو اس تذکرہ میں یہ بھی ضرور بیان ہوتا۔ لہذا اس خواب سے تشریف آوری حضور کی اس نماز سے قبل یا بعد ظاہر ہوتی ہے۔ علاوہ بریں وہابی نے یہ کہاں سے سمجھا کہ حضور اس نماز میں شرکت کرنے تشریف لیے جاتے ہیں جو عالم ظاہر میں ہو رہی ہے۔ جس عالم میں تشریف آوری ہے اسی عالم میں نماز ہوگی اور اگر وہ نماز با جماعت ہوگی تو اس کے حضور ہی امام ہونگے حضور کی نسبت مقتدی ہونے کا گمان وہابی کا فساد قلب اور اس کی بے علمی ہے۔ اگر خاص اس نماز میں حضور کی بھی شرکت مانے تو بھی حقیقی امامت حضور ہی کی ہوگی۔ اور ظاہری امام بھی حضور کا مقتدی ہوگا۔ وہابی جاہل کو یہ کیا معلوم کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اماموں کے امام ہیں۔ جب تشریف لے آتے ہیں تو امام مقتدی ہو جاتے ہیں۔ کچھ علم ہوتا تو اسے خبر ہوتی بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مرض میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھاتے تھے اس حالت میں حضور تشریف لائے اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں تشریف فرما ہوئے۔ اب حضور امام ہو گئے اور حضرت ابوبکر صدیق اور تمام مقتدی حضور کے مقتدی ہو گئے۔ حدیث کے مبارک الفاظ یہ ہیں۔ فجاء حتی جلس عن یسار ابی بکر

فکان ابوبکر یصلی قائماو کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی قاعدًا یقتدی ابوبکر بصلاۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والناس یقتدون بصلاۃ ابی بکر۔ اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ بھی بخاری شریف کی حدیث میں موجود ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف میں صلح کے لیے تشریف لے گئے تھے اور نماز کا وقت آنے پر حضرت صدیق اکبر نے نماز پڑھانی شروع کی اس میں حضور تشریف لے آئے اور صحابہ کی تصفیق کے بعد حضرت ابوبکر صدیق.. رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہٹ کر صف میں آگئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ سیف یمانی کا یہ اعتراض اس تمام پارٹی کے جہل کی دلیل ہے جن کی سیف یمانی پر تقریظیں ہیں۔ وہابی تو اس خواب کو پیش کر کے رسوا ہوا اور جس پر اس نے صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کو بہت گالیاں دی تھیں اس میں وہ خود نافہم اور جاہل ثابت ہوا۔

ذرا اُسے تذکرۃ الرشید دکھاؤ جو براہین قاطعہ کے مصنف مولوی خلیل احمد انبیٹھی کی مصدقہ کتاب ہے اس میں حاجی امداد اللہ صاحب کی طرف ایک خواب منسوب کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔

## وہابیہ کا خواب جس میں حضور علیہ السلام کو علماء دیوبند کا کھانا پکانے والا ثابت کیا

ایک دن اعلحضرت (حاجی امداد اللہ صاحب) نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکارہی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور آپ کی بھاوج سے فرمایا کہ اُٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکاوے۔ اس کے مہمان علماء ہیں (یعنی دیوبندی ملّے) اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤنگا۔ (تذکرۃ الرشید جلد اول صـ ۲۶)

بد نصیبو ایسے خواب گڑھتے ہو اور ان کو پیر کی مدح سرائی میں لکھتے ہو۔ اس سے تمہاری باطنی خباثت ظاہر ہوتی ہے۔ اس کے لکھنے سے حضور کا کیا مرتبہ دکھانا مقصود ہے خدا سے ڈرو اور اس قدر بد لگام نہ بنو۔

# رسالہ عقائد وہابیہ کی تیسری عبارت

## مسئلہ میلاد شریف

وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک میلاد شریف ہر حال میں ناجائز ہے

چاہے مطابق شریعت کے کیوں نہ ہو۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صـ۹۳)

انعقاد مجلس مولود ہر حال میں ناجائز ہے۔ تداعی امر مندوب کے واسطے

منع ہے الخ (سیف یمانی صـ۱۶)

اِس کے جواب میں صاحب سیف یمانی نے پہلے تو یہ دعویٰ کیا۔

کہ اللہ علیم وخبیر شاہد ہے کہ ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر پاک دوسرے اذکار حسنہ کیطرح

موجب رحمت اور باعث برکت ہے۔ (سیف یمانی صـ۱۷)

یہ اس نے اللہ علیم وخبیر کو شاہد کرکے اپنے مسلک کا بیان کیا ہے۔ اس میں دوسرے اذکار حسنہ سے کیا مراد ہے۔ یقیناً ذکر الٰہی اذکار حسنہ میں داخل ہے بلکہ اذکار حسنہ کا سب سے اعلیٰ فرد ہے تو نتیجہ یہ ہوا کہ ذکر ولادت شریف ذکر الٰہی کی طرح موجب رحمت و باعث برکت ہے اور یہ صحیح بھی ہے شفا شریف میں رفعت ذکر کے بیان میں ابن عطا کا یہ قول لکھا ہے۔ وقال ایضاً جعلتك ذكراً من ذكري فمن ذكرك ذكرني۔ صـ۱۵۔

اِس سے معلوم ہوا کہ حضور کا ذکر ذکرِ الٰہی ہے۔ اس کے بعد صاحب سیف یمانی نے فتاوٰی رشیدیہ کی تین عبارتیں نقل کر کے ان کا یہ نتیجہ لکھا ہے۔

## گنگوہی صاحب کی عبارات نے سیف یمانی کے نمائشی مسلک کا خاتمہ کردیا

ان ہرسہ عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ مولٰنا مرحوم نفس ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مندوب و مستحب ہی سمجھتے ہیں البتہ عقد مجلس میلاد یا انعقاد مجلس میلاد کو نادرست کہتے ہیں۔

(سیف یمانی ص۱۷)

## سیف یمانی سے چودھواں مطالبہ

گنگوہی کی عبارات کا یہ نتیجہ سیف یمانی کے نمائشی مسلک کے خلاف ہوگیا وہاں وہ مان چکا ہے کہ ذکر ولادت دوسرے اذکار حسنہ کی طرح ہے تو کیا دوسرے اذکار حسنہ اور ان کے اعلیٰ فرد ذکر الٰہی کے لیے عقد مجلس ناجائز ہے۔ کوئی نص قرآنی وارد ہوئی ہے یا کسی حدیث میں ممانعت آئی ہے یا گھر سے ہی ناجائز کہہ دیا۔ صرف عقد مجلس کی ممانعت پر کوئی دلیل شرعی تو لکھی ہوتی۔ مگر لکھتے کہاں سے یہاں تو دین میں اپنی رائے کو دخل دینا اور حلال خدا کو حرام بنانا وہابیہ کا شیوہ ہوگیا ہے۔ حدیث میں تو ذکر کے لیے اجتماع کو باعث رحمت و برکت فرمایا۔ ارشاد ہوا۔

## ذکر کے لیے اجتماع کا احادیث سے ثبوت

لا یقعد قوم یذکرون اللہ الا حفتھم الملائکۃ وغشیتھم الرحمۃ ونزلت علیھم السکینۃ وذکرھم اللہ فیمن عندہ رواہ مسلم۔

(از مشکوٰۃ شریف ص۱۹۶)

جو قوم ذکر الٰہی کے لیے بیٹھتی ہے ملائکہ ان پر چھا جاتے ہیں رحمت الٰہی انھیں ڈھانپ لیتی ہے سکینہ ان پر نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقربین میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔

## عقد مجلس کا حدیث سے ثبوت

ایک اور بھی حدیث سن لیجیے۔ ترمذی شریف کی حدیث۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا قالوا وما ریاض الجنۃ قال حلق الذکر رواہ الترمذی (از مشکوٰۃ شریف صـ ۱۹۸)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں پر گزرو تو ان سے میوہ چینی کرو یعنی حظ وافر حاصل کرو۔ صحابہ نے عرض کیا جنتی باغوں سے کیا مراد ہے فرمایا ذکر کی مجلسیں۔

ان احادیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ذکر کے لیے عقد مجلس باعث رحمت و برکت اور بارگاہ الٰہی میں مقبول ہے۔ حضور نے اس کی بے ترغیب فرمائی ہے۔ اور آپ کہتے ہیں کہ ہم ذکر ولادت کو اذکار حسنہ کی طرح سمجھتے ہیں تو پھر اس کے لئے عقد مجلس کس طرح ناجائز ہوا۔

## سیف یمانی والا بدعتی اور حدیث کا مخالف

عقد مجلس میلاد کو ناجائز کہنا احادیث کی مخالفت ہے۔ اور احادیث کی مخالفت ہی بدعت ہے۔

اے اہل بدعت خدا سے ڈرو اور ہوائے نفس سے سنت کی مخالفت کر کے ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رد کرنے سے باز آؤ۔

## علامہ ابن حجر کی عبارت سے عقد مجلس میلاد سنت ہے

حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ حدیثیہ میں محفل مولود شریف کی نسبت جو منکرات شرعیہ سے خالی ہو فرماتے ہیں۔

والقسم الثانی سنۃ تشملہ الاحادیث الواردۃ فی الاذکار المخصوصۃ والعامۃ کقولہ صلی اللہ علیہ

اور قسم ثانی یعنی میلاد مبارکہ کی وہ محافل جو عورتوں مردوں کے ناجائز اختلاط و اجتماع وغیرہ منکرات و محرمات سے خالی ہوا ...ی

وسلم لا يقعد قوم يذكرون الله تعالى الا حفتهم الملائكة وغشيتهم الرحمة ونزلت عليهم السكينة وذكرهم الله تعالى فيمن عنده رواه مسلم وروى ايضا انه صلى الله عليه وسلم قال لقوم جلسوا يذكرون الله تعالى ويحمدونه على ان هداهم للاسلام اتانى جبرئيل عليه الصلوٰة والسلام فاخبرنى ان الله تعالى يباهى بكم الملائكة وفى الحديثين اوضح دليل على فضل الاجتماع على الخير والجلوس له وان الجالسين على خير كذلك يباهى الله بهم الملائكة وتنزل عليهم السكينة وتغشاهم الرحمة ويذكرهم الله تعالى بالثناء عليهم بين الملائكة فاى فضائل اجل من هذہ

(فتاوی حدیثیہ ص۱۰۹)

محفلیں سنت ہیں اور اذکار عامہ و خاصہ کے باب میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں وہ ان محافل کو شامل ہیں جیسے کہ حضور کی یہ حدیث کہ جو کوئی قوم ذکر الٰہی کے لیے بیٹھتی ہے فرشتے اس پر چھا جاتے ہیں رحمت حق اس کو ڈھانپ لیتی ہے سکینہ اس پر نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے مقربین میں ان کا ذکر فرماتا ہے اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا نیز ایک اور حدیث روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس قوم کے لیے فرمایا جو ذکر الٰہی کے لیے مجلس بناتی ہے اور اس پر حمد الٰہی بجا لاتے ہیں کہ اس نے انھیں اسلام کی رہنمائی فرمائی۔ (ان کے حق میں حضور نے فرمایا) کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے انہوں نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ ملائکہ پر فخر فرماتا ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں بڑی روشن دلیل ہے۔ اس اجتماع کی فضیلت پر جو نیکی کے لیے ہو اور اس میں بیٹھنے پر اور اس پر کہ امر خیر کے لیے بیٹھنے والے ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ملائکہ پر فخر فرماتا ہے اور ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور ان پر رحمت چھا جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ملائکہ کے درمیان ان کا ذکر ثنا کے ساتھ فرماتا ہے اس سے برتر کون سی فضیلتیں ہیں۔

بحمد اللہ اس عبارت نے مسئلہ صاف کر دیا اور خاتم المحدثین حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصریح فرما دی کہ میلاد شریف کی پاک مجالس و محرمات سے خالی ہوں انکا عقد سنت ہے۔ احادیث سے ثابت ہے۔ بڑی جلیل فضیلتوں برکتوں رحمتوں کا موجب ہے۔

## وہابیہ کا مخالف سنت ہونا اور صاحب سیف یمانی سے

### پندرھواں مطالبہ

اب وہابی بتائیں کہ عقد مجلس میلاد جب سنت ہوا حدیث سے ثابت ہوا تو اس کو نادرست کہہ کر وہ حدیث کے مخالف اور سنت کے دشمن ہوئے یا نہیں۔

## تمام اکابر وہابیہ اور ان کے اعلیحضرت نے بھی عقد مجلس کا اقرار کیا

اور محفل منعقد کرنے کا اقرار وہابیہ کے اکابر بھی کر چکے ہیں۔ دیکھو مولوی عزیز الرحمٰن مفتی دیوبند کا فتویٰ جس پر مولوی محمود الحسن مولوی مرتضیٰ حسن مولوی انور شاہ مولوی اشرف علی کی تصدیقیں ہیں اس میں لکھا ہے۔

والاحتفال بذکر الولادۃ الشریفۃ ان کان خالیا من البدعات المروجۃ فھو جائز بل مندوب کسائر اذکارہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یعنی میلاد شریف کی محفل منانا (مجلس منعقد کرنا) اگر بدعات مروجہ سے خالی ہو تو جائز ہے۔ بلکہ مندوب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی اذکار کی مثل۔

(تتمہ جلد رابع فتاوے امدادیہ صفحہ ۳۲)

وہابیہ کے اعلیحضرت حاجی امداد اللہ صاحب اپنے رسالہ ہفت مسئلہ میں فرماتے ہیں۔

اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر اپنے گھر

پر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔ (ہفت مسئلہ ص۵)

عقد محفل شریف کو جب تمہارے اکابر بھی مان چکے اور اس کی ممانعت پر تمہارے پاس کوئی دلیل بھی نہیں تو کس منہ سے منع کرتے ہو۔

## سیف یمانی کا دعویٰ

اب سیف یمانی کا یہ دعویٰ باطل ہوا کہ۔

نفس ذکر ولادت جو درجہ اطلاق میں ہے ہمارے نزدیک امر مستحسن ہے اور عقد یا انعقاد جس کے مفہوم میں تداعی وغیرہ دیگر اہتمامات و تخصیصات بھی داخل ہیں اور جو درجہ تقیید میں ہے ہمارے نزدیک ممنوع اور نادرست ہے۔

(سیف یمانی ص۱۲)

تمہارا نزدیک کیا حقیقت رکھتا ہے تمہیں اور تمہارے عندیہ کو پوچھتا کون ہے دین میں اپنی رائے کو دخل کیوں دیتے ہو۔ جب احادیث سے ثابت ہو گیا۔ محدثین نے صریح فرمادی کہ اذکار حسنہ کے لیے اجتماع اور مجلسیں بنانا سنت ہے تو تم ممنوع کرنے والے کون ہو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت موجود ہے تو ممنوع کس کے حکم سے ہوا۔

## مصنف سیف یمانی کی جہالت

ان دیوبندی ملّوں کی ذاتی رائے سے استغفر اللہ اتنا لمبا چوڑا دعویٰ اور دلیل خاک نہیں۔

## صاحب سیف یمانی کا اپنے دعوے کے ثبوت میں دلیل کی جگہ سوال پیش کرنا

دلیل کی جگہ آپ ایک سوال پیش کرتے ہیں بڑے فن مناظرہ کے واقف کار

ہیں۔ دعوے کے ثبوت میں سوال۔ سبحان اللہ کیا عقل وفہم ہے۔ کیا علم خود ہے اس ممانعت کے دعویٰ کی دلیل میں آپ لکھتے ہیں۔

کیا تداعی و دیگر اہتمامات کسی امر مباح یا مستحسن کے لیے بہ تصریح فقہائے حنفیہ مکروہ نہیں۔ (سیف یمانی ص۱۸)

جب سوال و دلیل کا فرق بھی معلوم نہ تھا تو کتاب لکھ مارنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ اور مصنفوں میں کیوں نام درج کرانیکا شوق ہوا تھا۔ یا بُنَیَّ تعلم ثم تکلم۔ سوال بھی کرنے بیٹھے تو ایسی چال بازی کا کہ کیا کسی امر مباح کے لیے تداعی مکروہ نہیں۔

## سیف یمانی سے سولھواں مطالبہ

اگر تمہاری خاطر کے لیے اس سوال کا جواب اثبات میں بھی دیا جائے اور یہ کہہ دیا جائے کہ کسی امر مباح کے لیے تداعی مکروہ ہو سکتی ہے تو دلیل کی ترتیب کس طرح ہوگی۔ یہ کبریٰ ہوگا دلیل کا اور ہے جزئیہ تو نتیجہ کس طرح نکلے گا۔ شرح تہذیب بھی پڑھی ہوتی تو ایسی جہالت کی بات نہ کرتے اب آپ کے حسب منشاء دلیل ترتیب دی جائے تو مقدمات یہ ہوں گے۔ بعض محافل المیلاد مشتمل علی التداعی وبعض مشتمل علی التداعی مکروہ۔ تو اب جمیع محافل میلاد پر حکم کس کے گھر سے آئیگا۔ صغریٰ کی جزئیت نتیجہ میں جمیع محافل پر حکم کی مانع ہے اور کبریٰ کی عدم کلیت قیاس ہی کو بے اساس کئے ڈالتی ہے۔ یہ گفتگو اگرچہ بہت سہل پیرایہ میں کی گئی لیکن اغلب ہے کہ مصنف سیف یمانی کی فہم سے بالاتر ہو اس لئے اس بات کو دوسرے پیرایہ میں عرض کرتا ہوں کہ۔

## تداعی کی بحث

اگر کسی ایک امر مباح کے لیے تداعی کسی وجہ سے مکروہ ہو تو ضروری نہیں کہ تمام امور مباحہ کے لیے مکروہ ہو جائے جہاں وجہ کراہت نہ پائی جائیگی وہاں مکروہ نہ ہوگی۔

فقہا فرماتے ہیں لا بد للکراھۃ من دلیل خاص (رد المحتار وغیرہ) تو جہاں دلیل کراہت نہ پائی جائے گی وہاں حکم کراہت کس طرح ہوگا۔ ہاں اگر آپ یہ کہتے کہ تداعی ہر امر مباح کو مکروہ کر دیتی ہے تو یہ بات اس موقع پر قابل ذکر ہو سکتی۔

مگر پھر یہ دعویٰ محتاج دلیل رہتا اور شرع مطہر میں اس کی کوئی دلیل آپ کو دستیاب نہ ہوتی اور امر باطل کے لیے شرع سے دلیل مل ہی نہیں سکتی۔ بلکہ اس کے خلاف دلیلیں قائم ہیں جو میں ابھی ذکر کر چکا ہوں اور امور خیر کے لیے اجتماع اور خاص عقد مجلس میلاد کی دلیل تو میں نے ابھی فتاویٰ حدیثیہ کے حوالے سے ذکر کی اور۔

## تداعی واہتمام وتخصیصات کا ثبوت باقرار سیف یمانی

تداعی واہتمامات وتخصیصات باقرار صاحب سیف یمانی داخل عقد محفل ہیں اور جب عقد واجتماع ثابت ہوا تو یہ سب امور ان کے اقرار سے ثابت ہو گئے۔ اب میں آپ کو یہ بھی سنا دوں کہ محفل میلاد مبارک تو سنت اور حدیث سے ثابت ہے۔

## بدعات مباحۃ کے لیے اجتماع وعقد محافل کا فتاویٰ حدیثیہ سے ثبوت

اجتماع وعقد محافل بدعات مباحہ تک کے لیے جائز ہے فتاویٰ حدیثیہ میں ہے۔

| | |
|---|---|
| ھل الاجتماع لبدع المباحۃ جائز | کیا بدعات مباحہ کے لیے اجتماع جائز ہے |
| جوابہ نعم ھو جائز (ص۱۰۹) | جواب اس کا یہ ہے کہ ہاں جائز ہے۔ |

## سیف یمانی سے سترھواں مطالبہ

مسئلہ تو بحمد اللہ واضح ہو گیا مگر وہابیہ سے یہ اور پوچھ دیکھئے کہ تمہارا جب یہ مذہب ہے کہ مباحات ومستحسنات محض تداعی واہتمام سے مکروہ ہو جاتے ہیں تو دستار بندی کے جلسے کچھ فرض وواجب تو نہیں ہیں۔ ہیں تو بدعت ہی۔ ان کے لیے کس زور شور سے تداعی ہوتی ہے۔ اشتہار چھاپے جاتے ہیں۔ خطوط لکھے جاتے ہیں۔ بلائے ہوئے

علماء کو کرائے دیئے جاتے ہیں۔ جلسوں کے لیے پروگرام مقرر کئے جاتے ہیں۔ اس میں چندے مانگے جاتے ہیں۔ بہت سے ہاتھوں سے طلبہ کے سروں پر دستاریں باندھی جاتی ہیں۔ ایسی سخت تداعی اور ایسے زبردست اہتمامات سے بھی یہ جلسے مکروہ نہیں ہوتے ممنوعیت اُن سے چھو نہیں جاتی۔

## وہابیہ کے افعال سے تداعی و اہتمام و تخصیصات و اجتماع کا ثبوت

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ تداعی و اہتمام آپ کے نزدیک بھی کسی امر کو مکروہ و نادرست نہیں کرتے۔ مولود شریف کو روکنے کے لیے صرف حیلہ ہیں۔ اور آپ صاحبوں کے مدارس کی تخصیصات و اہتمامات تنخواہ دار مدرسوں کا مقرر کرنا۔ تحصیل چندہ کے لیے اجرت پر سفیر مقرر کرنا۔ کسی شخص کے عالم ہونے کے لیے ایک نصاب مقرر کر دینا۔ مختلف قسم کے فنوں کی کتابیں ایک ساتھ پڑھانا۔ ہر ہر کتاب کے لیے گھنٹے مقرر کر دینا۔ جمعہ عیدین رمضان المبارک کے ایام کو تعطیل کے لیے مقرر کرنا۔ یہ سب امور بدعت ہی تو ہیں اور علماء نے ان کو بدعت ہی تو فرمایا ہے۔

## علامہ ابن حجر مکّی نے مدارس کی بنا کو بدعت مندوبہ کہا

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں۔

ومن البدع المندوبۃ احداث نحو المدارس۔ (فتاویٰ حدیثیہ ص۱۰۹)

مدارس وغیرہ کا بنانا بدعات مندوبہ میں سے ہے۔

## شیخ محقق نے مدارس کی بنا سے سنن استنجا کی رعایت کو بہتر کہا

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ مطبوع کلکتہ ص۱۲۰ میں فرماتے ہیں۔

رعایت آداب خلا و استنجا بروجہ سنت یعنی خلا و استنجا میں سنتوں کی رعایت اور لحاظ رکھنا بہتر است از بنائے رباط و مدرسہ۔ مدرسہ اور مسافر خانوں کے بنانے سے بہتر ہے۔

مگر باوجود اس کے آپ لوگ مدرسوں کے لیے عمریں گزار دیتے ہیں اور بدعت کی محبت میں غرق ہیں۔ وہاں کے اہتمام خصوصیات پابندیاں امتحانات میں نصاریٰ کی تقلید گھنٹوں گھڑیوں سے اسباق کی تحدید سب کچھ گوارا ہے آپ کے طور پر کتنی کراہتیں ہوئیں ذرا شمار تو کیجئے۔

## سیف یمانی سے اٹھارھواں مطالبہ

غرض تمہارے اعمال شہادت دیتے ہیں کہ جو کچھ تم کہتے ہو وہ خود تمہاری نظر میں بھی صحیح نہیں۔ صاحب سیف یمانی نے امور خیر کے لیے اہتمام و اجتماع کے بدعت ہونے کی سند بنا کر یہ دو اثر (حدیث) پیش کئے ہیں۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز کے لیے اہتمام کے ساتھ جمع ہوتا دیکھا تو آپ نے ان لوگوں کے اس فعل کو بدعت قرار دیا۔ حالانکہ چاشت کی نماز فی نفسہ ایک امر مستحب ہے جس کی فضیلت میں احادیث صحیحہ وارد ہیں۔ مسند امام احمد میں ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی ختنہ میں بلائے گئے تو آپ نے جانے سے انکار فرمادیا کسی نے وجہ دریافت کی آپ نے فرمایا کہ زمانہ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہم لوگ ختنوں میں نہیں جاتے تھے اور نہ یہ بلائے جانے کا دستور تھا۔ مسند صہ ۲۱۷ ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جس امر کو شریعت مطہرہ نے تداعی اور دوسرے

استمامات کی تعلیم نہ دی ہو اس میں تداعی اور اہتمام کرنا بدعت
وممنوع ہے۔ (سیف یمانی صہ ۱۸)

پہلے تو یہ بتائیے کہ آپ نے یہاں عربی کی عبارتیں کس لیے نقل نہیں کیں
وہابیہ کا دسواں کید۔ حدیث گڑھوی مسلم شریف کا غلط حوالہ دیدیا
(ثانیاً) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اثر مسلم شریف میں کہاں ہے اور
اس کا کونسا لفظ ہے جس کا یہ ترجمہ ہے کہ آپ نے اس اہتمام کو بدعت ممنوعہ مذمومہ قرار
دیا۔ اس مضمون کا کوئی اثر مسلم شریف میں کیا حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ہے۔ یہ صاحب
سیف یمانی کا دسواں کید ہے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مسلم شریف پر
افترا ہے۔ یہ مکاری کہ صحابہ کرام پر بہتان اٹھانے لگے۔ مولود شریف کی عداوت میں مسلم
شریف پر تہمت لگانے لگے۔ جھوٹا حوالہ دیدیا۔ جاہل کو یہ بھی خبر نہیں کہ حضرت ابن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو روایت مروی ہے اس میں آپ نے نماز چاشت کو بدعت
حسنہ فرمایا۔

حضرت ابن عمر کی دو احادیث جو سیف یمانی والی حدیث
کے مخالف ہیں

| | |
|---|---|
| عن ابن عمر انہ قال انہا محدثۃ وانہا لمن احسن ما احدثوا | ایک روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ ہے کہ آپ نے فرمایا نماز چاشت محدث ہے اور بہ یقین احسن محدثات میں سے ہے۔ |
| واما الثانی فما رواہ ابن ابی شیبۃ باسناد صحیح عن الحکم ابن الاعرج قال سئلت ابن عمر عن صلاۃ الضحیٰ فقال بدعۃ نعمت البدعۃ | دوسری روایت وہ ہے جس کو ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح حکم بن اعرج سے روایت کیا وہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نماز چاشت کی بابت دریافت |

(عینی شرح بخاری جلد ۳ صہ ۶۶۳)

کیا آپ نے فرمایا بدعت ہے، بہتر بدعت۔

صاحب سیف یمانی کی یہ بد دیانتی قابل ہزار نفرت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو نماز چاشت کی نسبت فرما رہے ہیں کہ وہ بدعت حسنہ ہے اور وہابی صاحب اس کا یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ بدعت و ممنوع ہے۔ ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

## تھانوی صاحب اور تمام مصدقین سے حدیث کا مطالبہ

یہ سیف یمانی دین پر چلائی جاتی ہے اس سے دیانت کو ذبح کیا جاتا ہے۔ لعنت ایسی سیف پر۔ اس خیانت و جرم میں مولوی اشرف علی۔ مولوی شبیر احمد۔ مولوی مرتضیٰ حسن۔ مولوی عبد الشکور سب شامل ہیں جن کے نام سیف یمانی کے آخر میں تصدیقوں کے ساتھ درج ہیں کوئی بتا سکتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نماز چاشت یا اس کے لیے باہتمام جمع ہونے کو بدعت و ممنوع فرمایا ہو۔

## حضرت ابن عمر کا تیسرا اثر نماز چاشت کو بدعت حسنہ فرمانا

وہ تو فرماتے ہیں ما ابتدع المسلمون بدعة افضل من صلوٰة الضحیٰ (عینی ص۶۶۴) مسلمانوں نے کوئی بدعت نماز چاشت سے افضل نہیں نکالی۔ یعنی اور بدعات سے یہ افضل ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے یہ معلوم ہوا کہ بدعت سب مذموم و ممنوع نہیں ہوا کرتیں بلکہ ایک قسم بدعتوں کی وہ ہے جو احسن و افضل ہوتی ہے۔ اور اس کے کرنے والے کو ثواب ملتا ہے۔

## سیف یمانی کا صحابہ پر بہتان

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات میں اجتماع اور اہتمام کا کوئی

ذکر نہ تھا لیکن علماء نے توفیق وتطبیق روایات کے لیے ان روایات میں بدعت سے نماز چاشت کا مساجد میں اظہار کے ساتھ بملازمت ادا کرنا مراد لیا کہ جس کا مرتبہ کم ازکم مستحب ہے۔ وہابی اس کو ممنوع کہتا ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی پر بہتان باندھ کر اپنی عاقبت برباد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان بے دینیوں کے مکر سے امن میں رکھے۔

## سیف یمانی نے دوسری حدیث میں بھی خیانت کی

دوسری عبارت مسند کی جو اس وہابی نے ذکر کی ہے اس کی اصل عبارت بھی نہیں لکھی ہے اور یہ بھی اپنی خیانت کو چھپانے کی ایک چال ہے۔ لیکن اگر فرض بھی کر لیجئے کہ مسند میں یہ مضمون ہو تو اس میں یہ کہاں ہے کہ میں اس کو بدعت و ممنوع جانتا ہوں۔ یہ وہابی اپنی طرف سے کیوں بڑھاتا ہے۔

اب بفضل اللہ ہر صاحب انصاف پر روشن وہویدا ہو گیا کہ وہابی کے پاس.. مجلس میلاد مبارک کے انعقاد اور اس کی تداعی واہتمام کے بدعت وممنوع ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے اور وہ مجبور ہو کر صحابہ پر اور حدیث کی کتابوں پر بہتان باندھتا و اور احادیث صحیحہ کی مخالفت کر کے امر مسنون کو روکتا ہے۔

اس کے بعد صاحب سیف یمانی کو خیال آیا کہ عقد میلاد مبارک کے بدعت وممنوع ہونیکا دعوے چل نہیں سکتا۔ اور جھوٹے حوالے اور فریب کاریاں کام نہیں آسکتیں۔ علماء اہل سنت نے قلم اٹھایا تو ان تمام مکائد کو بے نقاب کر دیں گے اس لیے لکھا کہ۔

اگر نفس ذکر ولادت اور عقد وانعقاد کے اس روشن فرق سے قطع نظر بھی کر لیجائے تب بھی سدّ الابواب اس مجلس کے انعقاد کی اجازت نہ دینا ہی اسلم ہے۔ (سیف یمانی صہ ۱۸)

بدعت و ممنوعیت کے دعوے تو خاک میں مل گئے اب صرف اتنا رہ گیا ہے کہ محافل میلاد کے انعقاد کی احتیاطاً اجازت نہیں دیتے ہیں۔

## سیف یمانی کے طور پر میلاد کو بدعت کہنے اور برا بتانے والا گناہ گار

اس تقدیر پر محفل شریف کو بُرا کہنے والے بدعت بتانے والے سب گنہگار ہوں گے جس امر کو احتیاطاً روکا جاتا ہے اس کو مکروہ ممنوع کہنا غلط ہے مگر یہ دونوں حکم خود صاحب سیف یمانی مولوی رشید احمد سے نقل کر چکا ہے تو اب بتائیے کہ جس امر میں فقط احتیاط تھی اس کو مکروہ و ممنوع کہنا غلط حکم اور مسلمانوں کو دھوکہ دینا اور شریعت کی خیانت ہے یا نہیں۔

اس احتیاط کی تائید میں صاحب سیف یمانی نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ ابن الحاج اور چند غیر معروف اشخاص کی عبارتیں فتاویٰ رشیدیہ سے نقل کی ہیں۔ اور ایک عبارت القول المعتمد کی لکھی ہے۔

### مجدد صاحب کی عبارت کا جواب

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت میں ایسا ایک لفظ بھی نہیں ہے جس سے عدم جواز یا ممنوعیت کی بو بھی آتی ہو۔ بلکہ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے زمانہ میں کسی جگہ کے لوگ مولود شریف کی محفلوں میں راگ گانا قواعد موسیقی کی رعایت کے ساتھ۔ اور قرآن پاک راگ اور نغمے کے ساتھ اور تالی بجا کر پڑھتے تھے۔ اور یقیناً یہ امر قابل رد کرنے کے تھا اس کی نسبت حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ فقیر کے دل میں یہ آتا ہے کہ جب تک اس دروازہ کو بالکل نہ بند کریں بوالہوس لوگ نہ رکیں گے۔ اگر تھوڑے کی اجازت دی تو بہت بھی ہو جائیگا۔ یہ رائے مبارک نہایت صحیح ہے۔ جہاں کے لوگ اس قدر حد سے

گزر گئے ہوں جب تک ان کی وہ خراب عادتیں نہ چھوٹ جائیں انھیں روکنا ہی چاہیئے کہ یہ آداب قرآن کی حفاظت ہے باوجود اس کے مجدد صاحب نے حکم شریعت کو نہایت دیانت داری کے ساتھ بیان فرمایا

## مجدد صاحب کی عبارت گنگوہی کا رد

اور مولوی رشید احمد وغیرہ کی طرح جائز کو ناجائز نہیں کیا۔ اور صاف فرمادیا کہ اگر یہ مفاسد نہ ہوں تو مجلس میلاد شریف میں کوئی مانع نہیں یہ تو صاف رد ہے مولوی رشید احمد اور وہابیہ کا جو یہ کہتے ہیں۔

کہ مجلس میلاد اگرچہ دوسرے منکرات سے خالی بھی ہو تب بھی صرف عقد مجلس اور اہتمام مخصوص کی وجہ سے بدعت و نامشروع ہے۔ (سیف یمانی ص۱۹)

ان لوگوں کو حضرت مجدد صاحب کی عبارت پیش کرتے ہوئے شرمانا چاہیے مقابلہ میں مجدد صاحب کی پوری عبارت لکھتا ہوں۔

## مجدد صاحب کی پوری عبارت

| | |
|---|---|
| درباب مولود خوانی اندراج یافتہ بود در نفس قرآں خواندن بصورت حسن و در قصائد نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است ممنوع تحریف و تغییر حروف قرآن است والتزام رعایت مقامات نغمہ و تردید صوت بآن بطریق الحان با تصفیق مناسب آں کہ در شعر نیز غیر مباح است اگر بر نہجے خوانند کہ تحریفے در کلمات قرآنی واقع نہ شود | مولود خوانی کے باب میں اندراج فرمایا ہے صرف قرآن پڑھنے میں خوش آوازی کیساتھ اور نعت و منقبت کے قصائد پڑھنے میں کیا مضائقہ ہے۔ منع تو قرآن پاک کے حروف کا بدلنا اور ان کو متغیر کرنا ہے۔ اور نغمے کے مقامات کی رعایت کا لازم رکھنا اور اس کے ساتھ راگ کے طریقہ پر آواز گھمانا اور اس کی مناسبت سے تالیاں بجانا |

ودر قصائد خواندن شرائط مذکورہ متحقق نہ گردد وآن راہم بغرض صحیح تجویز نمایند چہ مانع است۔

مخدوما بخاطر فقیر میرسد تا سد ایں باب مطلق نکنند بوالہوسان ممنوع نمی کردند اگر اندک تجویز کردند منجر بہ بسیار خواہد شد قلیلہ یفضی الی کثیرہ قول مشہور است والسلام۔

(مکتوبات ج ۳ ۔ مکتوب ۲، صفحہ ۱۲)

کہ یہ شعر میں بھی مباح نہیں ہے ۔ اور اگر اس طرح پڑھیں کہ کلمات قرآن پاک میں کوئی تحریف واقع نہ ہو اور قصائد پڑھنے میں راگ اور تالی بجانا وغیرہ نہ ہو اور اس کو بھی صحیح غرض سے تجویز کریں تو کوئی مانع نہیں (یعنی جائز ہے)

میرے مخدوم فقیر کے خیال میں یہ آتا ہے کہ جب تک اس دروازہ کو مطلقاً بند نہ کریں گے بوالہوس لوگ اپنی عادتوں سے باز نہ آئیں گے اگر تھوڑی اجازت دی تو بہت تک پہنچائیں گے ۔ یہ مشہور بات ہے والسلام۔

## عبارت مدخل کا جواب

اسی طرح مدخل علامہ ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت وہابیہ کو کچھ مفید نہیں اس میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جو مجلس شریف کے انعقاد کو ممنوع اور نامشروع بتاتا ہو یا مجلس شریف کے مکروہ ہونے کا اس میں کوئی شائبہ یا اشارہ بھی ہو۔ ہاں ان کے زمانہ میں جن لوگوں نے مجلس شریف میں بہت سی بری رسمیں اور گانا اور باجا بجانا اختیار کیا تھا اس پر انہوں نے انکار فرمایا ہے ۔ اگر ہمارے سامنے بھی ایسا ہو تو ہم اسکو رد کریں گے اور مجلس شریف کے آداب کے خلاف بتائیں گے ۔ اور صرف مجلس شریف ہی پر کیا موقوف ہے ۔ قرآن کریم میں تو نشہ و شراب کی حالت میں نماز کو منع فرما دیا۔

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى — نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ۔

لیکن کیا کوئی جاہل بد دین یہ کہہ سکتا ہے کہ اس آیت سے معاذ اللہ نماز ممنوع ہوگی۔ مدخل کی جو عبارت صاحب سیف یمانی نے نقل کی ہے اگرچہ اس میں وہ حسب

عادت قطع و برید سے باز نہیں رہا ہے تاہم اس میں ایسے لفظ موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ جس مجلس کو انہوں نے منع فرمایا ہے وہ محرمات پر مشتمل تھی۔

حضرت شیخ محقق مولٰنا عبد الحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ماثبت بالسنہ میں فرماتے ہیں

قال ابن الجزری فاذا کان ھذا ابولھب الکافر الذی نزل القراٰن بذمہ جوزی فی النار بفرحۃ لیلۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فما حال المسلم من امتہ یسر بمولدہ ویبذل ما تصل الیہ قدرتہ فی محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمری انما کان جزاءہ من اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ العمیم جنات النعیم ولا زال اھل الاسلام یحفلون بشھر مولدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظھرون السرور ویزیدون فی المبرات

ابن جوزی نے کہا کہ ابو لہب کافر جس کی مذمت قرآن پاک میں ہے اس کا یہ حال ہے کہ اس کو دوزخ میں بھی (تخفیف عذاب کے ساتھ) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شب ولادت خوشی کرنے کا بدلہ ملا تو آپ کی امت کے مسلمانوں کے حال کا کیا کہنا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کا سرور کرتے اور آپ کی محبت میں حسب مقدرت خرچ کرتے ہیں قسمیہ کہا جاتا ہے کہ اس کی جزا یہیں خدائے کریم ان کو اپنے فضل عمیم سے جنات نعیم میں داخل فرمائے گا اور اہل اسلام ہمیشہ سے ولادت شریف کے مہینہ میں محفلیں کرتے اور خوشی کے کھانے پکاتے اور اس کی شب ہائے مبارکہ میں طرح طرح کے صدقات دیتے اور نیکیوں میں زیادتی کرتے اور مولود شریف پڑھنے میں اہتمام کرتے رہے ہیں اور اُن کے اوپر فضل عمیم کی برکتیں ظاہر ہوتی

ویعتنون بقراءۃ مولدہ الکریم ویظہر علیہم من برکاتہ کل فضل عمیم ومما جرب من خواصہ انہ امان فی ذٰلک العام وبشریٰ عاجل بنیل البغیہ والمرام فرحم اللہ امراء اتخذ لیالی شہر مولدہ المبارک اعیاداً لیکون اشد علۃ علی من فی قلبہ مرض وعناد ولقد اطنب ابن الحاج فی المدخل فی الانکار علی ما احدثہ الناس من البدع والاھواء والغناء بالاٰلات المحرمۃ عند عمل المولد الشریف فان اللہ تعالیٰ یثیبہ علیٰ قصدہ الجمیل ویسلک بنا سبیل السنۃ فانہ حسبنا ونعم الوکیل۔

ہوتی رہی ہیں۔ اور مولود شریف کے خواص مجربہ میں سے ہے کہ اس سال کے لیے امن ہوتا ہے۔ اور حاجت روائی وحصول مراد کی بشارت عاجلہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے جو ماہ مبارک میلاد کی راتوں کو عید منائیں تاکہ بیمار دل اور اہل عناد پر نہایت گراں ہو۔ اور ابن حاج نے مدخل میں اس کے انکار پر زور دیا جو بدعتیں اور نفسانی حرکتیں اور حرام مزامیر کے ساتھ گانا لوگوں نے عمل پاک مولد شریف میں نکالا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے نیک ارادہ کی جزا دے۔ اور ہمیں راہ سنت پر چلائے وہی ہمیں کافی اور بہتر وکیل ہے۔

(ماثبت بالسنۃ مطبوع قیومی ص۹۳)

## حضرت شیخ محقق کی عبارت کے سات فوائد

اس عبارت سے مسطورۂ ذیل امور معلوم ہوئے۔

۱۔ ولادت مبارکہ کی خوشی کی بدولت جب ابولہب کافر تک محروم نہ رکھا گیا تو مسلمانوں کے لیے رحمت الٰہی سے بے شمار برکات کی امید ہے۔

۲۔ میلاد مبارک کی خوشی میں اپنی مقدرت تک صرف کرنا اللہ تعالیٰ کے فضل کا موجب ہے۔

۳۔ اہل اسلام ماہ ربیع الاول میں ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے رہے ہیں۔ اور عقد محافل مدتہائے دراز سے اہل اسلام کے عمل میں ہے۔ اس کے ساتھ خوشی کے کھانے۔ صدقے۔ اظہار سرور۔ میلاد شریف کا پڑھنا مسلمانوں کا معمول رہا ہے۔

۴۔ حصول مراد اور امن کے لیے میلاد شریف عمل مجرب ہے۔

۵۔ ماہ ربیع الاول کی شبوں کو عید بنانا حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ نے مستحن قرار دیا۔

میلاد شریف بیمار دل پر شاق گزرتا ہے

۶۔ ماہ مبارک میں عید منانا ان لوگوں پر شاق گزرتا ہے جن کے دلوں میں مرض اور عناد ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہابیہ جو میلاد مبارک سے چڑتے ہیں اس کا سبب ان کے دلوں کی بیماری اور عناد ہے۔

۷۔ مدخل میں ابن حاج کا انکار ان لوگوں پر ہے جنھوں نے محفل مولود میں حرام باجے گانے۔ اور ناقص عمل جاری کئے تھے۔

اس عبارت سے صاف ہوگیا کہ عبارت مدخل کو ممانعت محفل میلاد میں کوئی دخل نہیں ہے وہ ممانعت صرف اس زمانہ اور اس مقام کے اہل اہواء سے متعلق ہے جنھوں نے میلاد شریف کی پاک محفل میں گانے۔ باجے۔ اور قبیح افعال کا ارتکاب کر رکھا تھا اور ایسا ہو تو منع کرنا لازم ہے اور یہ ممانعت کچھ میلاد شریف ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جس اجتماع میں بھی حرام کام داخل ہو جائیں گے ان کو روکا جائیگا۔

| | |
|---|---|
| وحیث حصل فی ذٰلک الاجتماع لذکر او صلواۃ التراویح اونحوھا محرم وجب علی کل ذی قدرۃ النھی عن ذلک وعلی غیرہ الامتناع | جہاں کہیں ذکر یا نماز تراویح وغیرہ کے اجتماع میں کوئی حرام کام ہونے لگے تو ہر ایک قدرت رکھنے والے شخص پر اس کو روکنا واجب ہے اور قدرت |

من حضورِ ذٰلك۔ (فتاوی حدیثیہ صلا) نہ رکھے تو اسے شرکت سے باز رہنا لازم ہے۔

## علامہ ابن حجر نے اِس نماز تراویح کو رو کنے کا حکم کیا جس میں کوئی حرام کام ہونے لگے

دیکھئے علماء دین مجلس میلاد مبارک اور نماز تراویح دونوں کیلئے یکساں حکم دیتے ہیں کہ اگر وہاں کوئی حرام کام ہو تو اِس میں شرکت نہ کیجائے، اور اِس کو روکا جائے۔

## سیف یمانی کا گیارھواں کید

اِس سے اگر کوئی مصنف سیف یمانی جیسی عقل کا انسان یہ نتیجہ نکالے کہ تراویح کیلئے اجتماع بہرحال ممنوع ہے خواہ وہ فعل حرام سے خالی ہو۔ تو یہ نتیجہ نکالنا گمراہی اور مکاری ہے لہٰذا عقد محفل میلاد کی ممانعت کے لیے عبارت مدخل کو سند بنانا صاحب سیف یمانی کا گیارھواں کید ہے اور نہایت مکاری اور دیدہ دلیری یہ کہ خود سیف یمانی اور اِس کے اکابر کی قطع و برید کے بعد بھی اِس کی اپنی نقل کی ہوئی عبارت مدخل میں یہ لفظ موجود تھے۔ قد احتوی ذٰلك علی بدع ومحرمات یعنی (حضرت علامہ نے اِس محفل کو منع کیا ہے) جس میں بہت سی بدعتیں اور بہت سے حرام فعل تھے۔

## سیف یمانی نے عبارت مدخل کا ایک جزو ہضم کرلیا

اس کے بعد کی عبارت جو مدخل میں ہے اسکو سیف یمانی والا معلوم نہیں کیوں کھاگیا وہ اسے کیا نقصان پہنچاتی تھی۔ ایک جزو عبارت کا ہضم کرنے کے بعد لکھتا ہے وهذا المفاسد مرتبة علی فعل المولد اذا عمل بالسماع اور اِس کا ترجمہ خود ہی لکھتا ہے۔ اِس مجلس میلاد پر یہ مفاسد اِس صورت میں مرتب ہوتے ہیں جب کہ اِس میں سماع ہو تو اب یہاں کی مجالس جن میں سماع و مزامیر اور کوئی فعل حرام نہیں ہے وہ کیسے ممنوع ہوں گی۔ علامہ ابن الحاج کے اتنے تصریح فرما دینے کے بعد بھی

ان کی عبارت کو سند ممانعت بنا کر پیش کر دینا وہابیہ کی حیاداری کا عجیب نمونہ ہے ۔

## عبارت مدخل اس میلاد کو منع کرتی ہے جس میں سماع و مزامیر ہوں

جس مجلس میں سماع وغیرہ محرمات نہ ہوں اگرچہ اس میں تداعی ہو کھانا پکایا جائے یعنی زبردست اہتمامات کئے جائیں اس کے لیے اپنے زمانہ کے لوگوں کی عادتوں کا لحاظ کرتے ہوئے حضرت علامہ نے دو لفظ فرمائے ۔ ایک بدعۃ اور ایک لیس من عمل السلف الماضیین اور اس کا حکم یہ دیا اتباع السلف اولیٰ اس میں انھوں نے ممنوعۃ ۔ محرمۃ ۔ سیئۃ ۔ مکروھۃ کچھ نہیں فرمایا تو صاحب سیف یمانی اس عبارت سے نامشروع ہونا کیسے نکالتا ہے ۔ اور حضرت علامہ کی طرف اس کی نسبت کس طرح کرتا ہے ۔ یہ اس کا حضرت علامہ پر ایک اور افترا ہے یہ "بِدْعَۃ" ایسا ہی ہے جیسا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نماز چاشت کو بدعت فرما دینا جس کے مستحب ہونے کو صاحب سیف یمانی احادیث صحیحہ سے ثابت مانتا ہے تو جس طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کے "بِدْعَۃ" فرما دینے کے بعد نماز چاشت کی فضیلت اور استحباب میں کوئی کمی نہ آئی ایسے ہی علامہ ابن حاج کے بدعت فرما دینے سے بھی مجلس میلاد مبارک درجہ استحباب سے باہر نہیں ہو سکتی بلکہ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسکو سنت فرمایا اور اس کو احادیث سے ثابت کیا تو ابن حاج کا اطلاق بدعت بھی محتاج تاویل ہوگا ۔

## دیوبندی قابلیت کا نمونہ لفظ اولیٰ سے غلط مطلب نکالا

رہا ابن حاج کا یہ فرمانا واتباع السلف اولیٰ یہ بالکل ایسا ہے جیسا کہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بنا مدارس کے لیے فرمایا کہ اس سے

استنجے میں آداب سنت کی رعایت اولیٰ ہے۔

تو جس طرح یہ فرمانے سے بناء مدارس نامشروع نہیں ثابت ہوئی اسی طرح مدخل کی اس عبارت سے عقد محفل میلاد نامشروع ثابت نہیں ہو سکتا۔

اتنا تو اردو داں اور مدارس کے مبتدی طالب علم تک جانتے ہیں کہ کسی فعل کی نسبت یہ کہہ دینا کہ اس کا نہ کرنا زیادہ بہتر ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ فعل ناجائز ہے یا اس میں بہتری نہیں ہے۔

صاحب سیف یمانی کی اس بے جا جرأت پر بہت تعجب ہے کہ اس نے خود مدخل کے لفظ (اولیٰ) کا ترجمہ (زیادہ بہتر ہے) کیا اور پھر اس کا نتیجہ خود نامشروع نکالا غیر اولیٰ کے معنی نامشروع کس نے بتائے۔ بس اتنا علم رکھتا ہے اور اس پر اشرف علی۔ مرتضیٰ حسن شبیر احمد۔ عبد الشکور کی تصدیقیں ثبت ہیں۔ سیف یمانی کا لفظ (نامشروع) ان سب کے علم و دیانت کا ماتم کر رہا ہے۔ واہ رہے دیوبندی قابلیت۔

## عبارت عبد الرحمٰن مغربی کا جواب

باقی عبارتیں بھی سب اسی طرح کی ہیں۔ عبد الرحمٰن مغربی غیر معروف شخص ہیں ان کی عبارت میں کوئی کلمہ ممانعت و کراہت نہیں ہے۔ صرف لفظ بدعت ہے۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ کون سی محفل مولد کو بدعت کہہ رہے ہیں کچھ تعجب نہیں کہ ان کے سامنے بھی اسی مجلس کا سوال پیش ہوا ہو جو راگ باجے وغیرہ محرمات پر مشتمل ہوتی تھی۔

## فتاویٰ قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی عبارت کا جواب

قاضی شہاب الدین دولت آبادی علیہ الرحمۃ کا فتاویٰ متداول نہیں پھر بھی اس کی عبارت کا ایک ٹکڑا نقل کیا گیا ہے جس میں مجلس میلاد کا لفظ بھی نہیں ہے ایسی تراش خراش کر کے جو عبارتیں پیش کی جائیں ان سے کیا ثابت ہو سکتا ہے کیوں نہیں

پوری عبارت لکھی۔ اس میں کیا چال تھی ہمت ہو تو پوری عبارت پیش کرو۔ اور بتاؤ کہ قاضی صاحب کا فتاویٰ کہاں چھپا ہے۔ مگر انشاء اللہ تعالیٰ وہابی اس میں ناکام رہیں گے۔ اور نہ ثابت کر سکیں گے کہ قاضی صاحب کے کلام سے محض عقد مجلس میلاد بدعت ثابت ہوتا ہے جس کا صاحب سیف یمانی مدعی ہے۔

## نصیر الدین شافعی و شرف الدین مالکی کی عبارات کا جواب

مولوی نصیر الدین شافعی اور مولوی شرف الدین مالکی کس طبقہ کے لوگ ہیں کس زمانہ میں ہوئے ان کی جو عبارات نقل کی ہیں کس کتاب میں ہیں۔ اس کتاب کا نام کیوں چھپایا گیا ہے اور ان دونوں کی عبارتوں میں یہ کہاں ہے کہ صرف عقد مجلس میلاد مبارک ناشروع ہے۔ عبارتیں چالاکی سے بھی لکھیں۔ کتابوں کے نام بھی چھپائے کتر بیونت بھی کی اور اس سے مراد بھی حاصل نہ ہوئی۔

### القول المعتمد کی عبارت پر گفتگو

آخر میں القول المعتمد کی ایک عبارت نقل کی یہ کتاب بھی نامعروف ہے۔ ایسے حوالے ہی پیش کرنے بیکار ہیں اور اس پر دلیل ہیں کہ وہابیہ کے مدعات پر دلالت کرنیوالی کوئی عبارت کتب معتبرہ میں نہیں ہے اس لیے وہ ہر طرف ہاتھ مارتے پھرتے ہیں کتب غیر معروفہ کا ذکر بیکار ہوتا ہے۔ حوالے وہ معتبر ہوتے ہیں جن کو دنیا مانتی ہے۔ اور اگر کوئی غیر معروف شخص ہو تو پہلے ثابت کرو کہ وہ علمائے معتبرین میں سے ہے اور اس کا قول قابل اعتماد ہے بغیر اس کے کسی عبارت کا پیش کر دینا محض بیکار ہے اور اس کے ساتھ یہ جھوٹ کہ۔

### سیف یمانی کی مکاری

اس وقت تک جو عبارتیں پیش کی گئیں وہ صرف ان حضرات کی ہیں جو امت میں مشہور ہونے کے ساتھ ساتھ فریقین کے

نزدیک مسلم الثبوت بھی ہیں۔ (سیف یمانی ص۲۱)

یہ بالکل غلط ہے اور القول المعتمد کی عبارت ناقص اور قطع برید سے خالی نہیں ہے اس میں فَمِمَّنْ یذمہ، کا جملہ ہی ناتمام معلوم ہوتا ہے۔ صاحب سیف یمانی نے ترجمہ میں اس کو بالکل اڑا ہی دیا۔ ایسی بے سروپا عبارتوں کا لکھنا بے حاصل ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ صاحب سیف یمانی نے ص۱۹ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ۔

مجلس میلاد اگرچہ دوسرے منکرات سے خالی بھی ہو تب بھی صرف عقد مجلس اور اہتمام مخصوص کی وجہ سے بدعت و نامشروع ہے۔

## سیف یمانی کا دعویٰ بے دلیل رہا

اس دعوے کو صاحب سیف یمانی نہ حدیث سے ثابت کر سکا نہ فقہ سے نہ اقوال علماء سے اور نہ کبھی کوئی وہابی اس کو ثابت کر سکے گا۔ یہ دعویٰ ہی باطل ہے۔ میں مہلت دیتا ہوں کہ سارے وہابی مل جوڑ کر سال بھر میں تو اس کا کوئی قابل قبول ثبوت پیش کر دیں۔ مگر انشاء اللہ تعالیٰ یہ ان سے قیامت تک بھی نہ ہو سکے گا۔

# عرس کا بیان

صاحب سیف یمانی لکھتا ہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب کے نواسے اور شاگرد خاص حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب دہلوی اپنی مشہور کتاب اربعین میں اسی عرس کے متعلق ارقام فرماتے ہیں

مقرر ساختن روز عرس جائز نیست در تفسیر مظہری مینویسد

لایجوز ما یفعله الجهال بقبور الاولیاء والشهداء

من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد الیھا ومن الاجتماع بعد الحول کالاعیاد ویسمونہ عرسا۔ انتھیٰ۔ (سیف یمانی ص۲۱)

شاہ محمد اسحاق دہلوی وہابیوں کے پیشوا تھے ان کی کتاب اربعین[ع] کا علمائے اہلسنت نے رد لکھا ہے۔ صاحب سیف یمانی کی مجبوری کا یہ عالم ہے کہ کتب معتبرہ میں اسے اپنی تائید کہیں نہیں ملی تو اس نے اپنے پیشوا ہی کے اقوال نقل کر دینے شروع کر دیے یہ بھولا پن قابل دید ہے کہ مخالفین کے مقابلہ میں پیش کیا جائے اپنے ان مقتداؤں کا کلام جن کا انہوں نے رد کیا ہو اور ان کو وہابی جانتے ہوں اور ان کے نقول میں خیانتیں ثابت کر چکے ہوں اور شاہ اسحاق کا اعتبار پیدا کرنے کے لیے لکھا کہ وہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے شاگرد و نواسے ہیں۔ خود حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فتویٰ کیوں نہیں نقل کر دیا جو فرماتے ہیں۔

دوم آنکہ بہیئت اجتماعیہ مردمان کثیر مجتمع شوند وختم قرآن اللہ کنند وفاتحہ بر شیرینی وطعام نمودہ تقسیم درمیان حاضران نمایند این قسم معمول در زمانہ پیغمبر خدا وخلفائے راشدین نہ بود۔ اگر کسے این طور بکند باک نیست زیرا کہ درین قسم قبح نیست بلکہ فائدہ احیاء واموات را حاصل میشود۔ (فتاویٰ عزیزیہ ص۷۰)

(قبروں پر سال میں ایک دن معین کرکے جانیکی) دوسری صورت یہ ہے کہ بہیئت اجتماعیہ کثیر آدمی جمع ہوں اور ختم کلام اللہ کریں اور شیرینی یا کھانے پر فاتحہ دیکر حاضرین میں تقسیم کر دیں یہ طریقہ زمانہ پیغمبر خدا اور زمانہ خلفائے راشدین میں معمول نہیں تھا۔ اگر کوئی اسطرح کرے کوئی حرج نہیں اس لیے کہ اس طریقہ میں کوئی برائی نہیں بلکہ زندوں اور مردوں کو

---

ع اربعین کا حضرت مولٰنا شاہ ابوسعید احمد صاحب مجددی جیسے عالی قدر بزرگ نے رد فرمایا اور اس کا نام حق الیقین ہے ۱۲۔

فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

شاہ صاحب کے اس جواب سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ عرس کے لیے دن معین کرنا جائز ہے۔

۲۔ قبروں پر بہیئت اجتماعیہ آدمیوں کا جمع ہونا جائز ہے۔

۳۔ شیرینی یا کھانے پر فاتحہ دینا اور حاضرین میں تقسیم کرنا جائز ہے خواہ ان حاضرین میں (مالدار) بھی ہوں۔

۴۔ جو امر زمانۂ رسالت وزمانۂ خلفائے راشدین میں معمول نہ ہو اگر اس میں کچھ برائی نہ ہو تو جائز ہے۔ شاہ اسحاق صاحب کے پیر و استاد کی تو یہ عبارت تھی انھوں نے تو عرس کی بیان کی ہوئی شکل کا فتوے دیا تو شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمہ کا قول آپ کے نزدیک معتبر نہ تھا جو استاد کو چھوڑ کر شاگرد کا قول اختیار کیا۔

فقہ کی کتابوں میں ایسی عبارتیں موجود تھیں جن سے عرس کی اصل معلوم ہوتی تھی مگر آپ کو فقہ اور فقہا سے کیا مطلب۔ رد المحتار میں ہے۔

روی ابن شیبة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یاتی قبور الشهداء باحد علی رأس کل حول.

ابن ابی شیبہ نے روایت کی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہدائے احد کی قبروں پر ہر سال کے اوّل تشریف لے جایا کرتے تھے۔

یہی عرس کی اصل ہے۔ جب حضور سے شہدائے احد کے مزار پر سالانہ تشریف لے جانا ثابت ہے تو کون امتی ہے جو حضور کی سنت کے اتباع کو موجب برکت نہ سمجھے گا اور جب اس سنت کے اتباع کے لیے بکثرت لوگ پہنچیں گے تو آپ ہی اجتماع ہو جائیگا۔ پھر وہاں پہنچ کر تلاوت قرآن وذکر وایصال ثواب بہترین مشاغل ہیں۔ اور یہ زیارت کی سنتیں بھی ہیں۔ یہاں تک تو کوئی بات قابل اعتراض نہیں یہ

سب امور احادیث سے ثابت ہیں۔ اور جب وہاں زائرین کا اجتماع ہو تو ان کے لیے اور قرآن کریم کی تلاوت کے لیے روشنی کی حاجت ہوگی۔ اور مقصد حسن کے لیے چراغ جلانا بھی حسن اور بہتر ہوگا کہ فقہ کا قاعدہ مقررہ ہے الامور بمقاصدھا اور حدیث شریف میں وارد ہے۔ انما الاعمال بالنیات حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے۔

اما اذا کان موضع القبور مسجداً او علی طریق او کان هناك احد جالس او کان قبر ولی من الاولیاء او عالم من المحققین تعظیماً لروحه المشرقة علی تراب جسده کاشراق الشمس علی الارض اعلاما للناس انه ولی لیتبرکوا به ویدعوا الله تعالیٰ عنده فیستجاب لهم فهو امر جائز لا منع منه والاعمال بالنیات۔ (حدیقہ ندیہ مصری جلد دوم صفحہ ۴۲۹)

اگر موضع قبور میں مسجد ہو یا قبور سر راہ ہیں یا وہاں کوئی شخص بیٹھا ہے یا مزار کسی ولی اللہ یا محققین علماء سے کسی عالم کا ہے وہاں شمعیں روشن کریں ان کی روح مبارک کی تعظیم کے لیے جو اپنے بدن کی خاک پر ایسی تجلی ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمین پر تاکہ اس روشنی کرنے سے لوگ جانیں کہ یہ ولی کا مزار پاک ہے تو اس سے تبرک کریں اور وہاں اللہ عزوجل سے دعا مانگیں کہ ان کی دعا مقبول ہو تو یہ امر جائز ہے اس سے اصلا ممانعت نہیں اور اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔

الحمد للہ کہ عرس کا جواز حدیث سے ثابت ہوا اور جو لغویات صاحب سیف یمانی نے اختیار کیے باطل ہوئے۔

## قبروں کو سجدہ

قبروں کو سجدہ مفہوم عرس میں داخل نہیں ہے۔ اس کو کوئی جائز نہیں کہتا

ہے۔ سجدہ اگرچہ تعظیمی ہو جب بھی حرام ہے۔

اور صاحب سیف یمانی نے یہ بات عجیب لکھی کہ قبروں کی طرف کو مسجد بنانا اسے بھی داخل عرس کیا ہے۔ ناظرین غور فرمائیں عرس کو ناجائز کرنے کے لیے کیسے کیسے جھوٹ بولے جاتے ہیں۔ ساری دنیا میں جہاں کہیں مسجد بنتی ہے قبلہ کی طرف بنتی ہے قبر کی طرف مسجد آجتک سُنی بھی نہیں۔ ایسی باطل بات لکھتے ہوئے شرم نہیں آئی۔ ایسا صریح جھوٹ بتاؤ تو دنیا میں کہاں کوئی مسجد قبر کی طرف بنی ہوئی ہے اور کون سے عرس میں قبر کی طرف مسجدیں بنائی جاتی ہیں۔ جو قبر کی طرف مسجد بنانا داخل عرس کہا ہے۔ رہا اولیاء اللہ کی قبروں پر گنبد بنانا اس کی نسبت فقہا میں اختلاف ہوا ہے۔ متاخرین نے جائز فرمایا ہے۔ رد المحتار صـ۶۲۷ میں ہے۔

(۱) ولا یرفع علیہ بناء ای یحرم لو للزینۃ ویکرہ لو للاحکام بعد الدفن واما قبلہ فلیس بقبر (امداد) وفی الاحکام عن جامع الفتاوی وقیل لا یکرہ البناء اذا کان المیت من المشائخ والعلماء والسادات (شامی صـ۶۲۷)

(۱) قبر پر بنا بلند نکیجائے یعنی اگر زینت کے لیے عمارت بنائی جائے تو حرام مضبوطی کی غرض سے بعد دفن بنائی جائے تو مکروہ۔ اور اگر قبل دفن بنائی جائے تو اس پر حرمت و کراہت کا حکم نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ قبر ہی نہیں ہے (امداد الفتاوی) اور احکام میں جامع الفتاوی سے ہے اور کہا گیا ہے کہ عمارت مکروہ نہیں جب میت علماء مشائخ اور سادات میں سے ہو۔

(۲) من اتخذ فی المسجد جوار صالح وقصد التبرک بالقرب منہ لا للتعظیم لہ والتوجہ

(۲) جس شخص نے کسی صالح کے مزار کے قریب بقصد تبرک مسجد بنائی اور بہ نیت تعظیم نماز اس کی طرف نہ پڑھی وہ اس

نحوه فلا یدخل فی ذالک الوعید۔ وعید میں داخل نہیں یعنی جائز ہے۔

(فتح الباری صـ۲۶۱ ج ۲)

# قبروں پر چادر ڈالنا

اگرچہ صاحب سیف یمانی نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے لیکن چونکہ عرس کا ذکر آچکا ہے اس لیے مناسب ہے کہ چادر کے متعلق بھی فقہ کی ایک عبارت نقل کردی جائے۔

قال فی فتاوی الحجۃ وتکرہ الستور علی القبور ولکن نحن نقول الآن اذا قصد بہ التعظیم فی عیون العامۃ حتی لا یحتقروا صاحب القبر ولجلب الخشوع والادب للغافلین الزائرین فہو جائز لان الاعمال بالنیات۔ (شامی جلدہ صـ۲۳۹)

فتاوے حجتہ میں کہا ہے مکروہ ہیں پردے قبروں پر لیکن ہم کہتے ہیں کہ آج کل جبکہ اس سے نظر عوام میں تعظیم مقصود ہو کہ وہ صاحب قبر کو حقیر نہ جانیں۔ اور حضور دل اور غافل زائروں کا ادب مطلوب ہو تو جائز ہے۔ کیونکہ اعمال کا حکم نیات کے ساتھ ہے۔

## قبروں کا طواف

اس سلسلہ میں صاحب سیف یمانی نے طواف کا بھی ذکر کیا ہے۔ درحقیقت طواف قبر یعنی اس کے گرد پھرنا نہ حقیقت عرس میں داخل ہے نہ ہمیں اس کی حمایت منظور لیکن وہابیہ کو یہ دکھا دینا چاہیتے ہیں کہ اسی سیف یمانی کے تصدیق کرنیوالے جناب مولوی اشرف علی صاحب اس کے متعلق اپنا اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کیا خیال ظاہر کرتے ہیں۔

مولٰناشاہ[۱] ولی اللہ صاحب کا ارشاد سو اِس میں کچھ حجت نہیں کیونکہ یہ طواف اصطلاحی نہیں ہے جو تعظیم و تقرب کے لیے کیا جاتا ہے۔ اور جس کی ممانعت نصوص شرعیہ سے ثابت ہے بلکہ یہ طواف لغوی ہے یعنی محض اس (قبر) کے گرد پھرنا واسطے پیدا کرنے مناسبت روحی کے صاحب قبر کے ساتھ اور لینے فیوض کے بلا قصد تعظیم و تقرب کے اور وہ بھی عوام کے لیے نہیں جن کو فرق مراتب کی تمیز نہیں بلکہ اہل نسبت کے لیے جو جامع ہوں درمیان شریعت و طریقت کے۔ (حفظ الایمان صـ۶)

اِس عبارت سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر خاص لوگ بہ نیت حصول فیض و اخذ مناسبت روحی قبر کے گرد پھریں تو جائز ہے اس میں اولیاء سے مدد حاصل کرنا بھی آگیا ہے کیونکہ فیض لینا مدد حاصل کرنا ہی ہے۔

# رسالہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کی چوتھی عبارت

التصدیقات لدفع التلبیسات کے صـ۲۷ و ۲۹ میں مولود شریف کو جائز و مستحب ظاہر کیا ہے۔ اس کے جواب میں صاحب سیف یمانی نے لکھا کہ۔

التصدیقات کوئی نایاب کتاب نہیں جو نہ مل سکے کوئی قلمی فتوے نہیں جس میں تغیر و تبدل اور جعل سازی ممکن ہو بلکہ ایک چھپی ہوئی کثیر الاشاعت کتاب ہے جسکے ہزارہا نسخے ہندوستان میں پائے جاتے ہیں ہم اس کی عبارت ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ناظرین اس کو ملاحظہ فرمالیں کہ اس میں نفس ذکر ولادت شریفہ کو مندوب و مستحسن لکھا گیا

[۱] مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی بیان ذکر کشف قبور میں فرماتے ہیں و بعدہ ہفت کرت طواف کند و دراں تکبیر بخواند و آغاز از راست کند بعدہ طرف پایاں رخسارہ نہد انتہیٰ (از حفظ الایمان صـ۶)

ہے یا عقد مجلس میلاد کو۔ (سیف یمانی ص۲۳)

ہاں التصدیقات میں مجلس میلاد ہی کا ذکر ہے اِسکے ص۲۸ میں مولوی احمد علی سہارنپوری کا فتوےٰ درج کیا ہے اور سوال کو اِن لفظوں سے ذکر کیا ہے[۱]۔

وہابیہ کا تقیہ الہند میں مجالس میلاد کو خیر و برکت کہنا

مولانا سے کسی نے سوال کیا تھا کہ مجلس شریف کس طریق سے جائز ہے اور کس طریق سے نا جائز۔ (التصدیقات ص۲۸)

یہاں سائل مجلس کا سوال کر رہا ہے اِس کے جواب میں مولوی صاحب کے یہ لفظ مقبول ہیں۔

اِن مجالس میں جو منکرات شرعیہ سے خالی ہوں سبب خیر و برکت ہے۔ (التصدیقات ص۲۸)

یہاں جواب میں بھی مجلس کا ذکر ہے اِس سے ثابت ہو گیا کہ عقد مجلس شریف ہی کا ذکر ہے اِسی کو سبب خیر و برکت بتایا ہے۔ اور صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کا الزام صحیح ہے وہابیہ کا تقیہ کرنا ان کی کتاب التصدیقات سے ثابت ہو گیا۔ یہ صاحب سیف یمانی کا نیا تقیہ ہے کہ وہ ایسی کثیر الاشاعت کتاب کے چھپے ہوئے الفاظ کا انکار کرتا ہے اور بد ترین خیانت اِس کی یہ ہے کہ اِس نے التصدیقات ص۲۹ کی عبارت کا یہ ٹکڑا[۱] نقل کیا کہ

حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکر ولادت شریفہ نا جائز و بدعت ہے۔ (سیف یمانی ص۲۳)

اِس ٹکڑے کے نقل کرنے سے اِس کو یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ التصدیقات میں مجلس کا لفظ نہیں ہے مگر یہ اِس کا فریب ہے۔ یہیں اِسی عبارت میں مجلس کا لفظ موجود ہے اور یہ کلمے جو اِس نے نقل کئے مجلس مولود ہی کے حق میں ہیں مگر

[۱] عربی عبارت اس سوال کی یہ ہے سئل هو رحمة الله تعالىٰ عليه عن مجلس الميلاد بای طريق لا تجوز

عربی عبارت میں مجلس میلاد کا لفظ تھا اردو کے ترجمہ میں اس کو اڑا دیا۔ یہ بھی ایک تقیہ ہے ۱۲

وہ برائے تقیہ وخیانت عبارت کا وہ جزو چھوڑ گیا جس میں مجلس کا لفظ موجود تھا اور جس سے وہابیہ کا تقیہ ثابت ہوتا تھا پوری عبارت یہ ہے۔

پس اگر کوئی مجلس مولود منکرات سے خالی ہو تو حاشا کہ ہم یو کہیں کہ ذکر ولادت شریفہ ناجائز و بدعت ہے۔ (التصدیقات صہ ۲۹)

اس عبارت کے صاف معنی یہ ہیں کہ جو مجلس مولود منکرات سے خالی ہو اس کو بدعت و ناجائز کہنا ذکر ولادت شریفہ کو بدعت و ناجائز کہنا ہے۔ صاحب سیف یمانی نے تقیہ کا انکار بھی تقیہ کر کے کیا۔ ع

وہ ترک غارت ایماں کو لوٹ لیتا ہے نہیں ممکن کہ فرق آئے ذرا عادات رہزن میں

# رسالہ عقائد وہابیہ کی پانچویں عبارت

## مولوی اشرف علی کا براہ تقیہ محافل میلاد شریف میں شریک ہونا

مولوی اشرف علی صاحب کانپور میں میلاد شریف پڑھتے تھے اور قیام بھی کرتے تھے لیکن ساتھ ساتھ تقیہ بھی کرتے تھے وہ (اشرف علی) لکھتے ہیں۔

تیسرے میں نے دیکھا کہ وہاں (کانپور میں) بدون شرکت ان مجالس کے کسی طرح قیام ممکن نہیں ذرا انکار کرنے سے وہابی کہہ دیا درپے تذلیل و توہین ہو گئے اور شرکت بھی اس نظر سے کہ ان لوگوں کو یہ ہدایت ہو گی اور یوں خیال ہوتا ہے کہ اگر خود ایک مکروہ کے ارتکاب سے دوسرے مسلمانوں کے

فرائض و واجبات کی حفاظت ہو تو اللہ تعالیٰ سے امید تسامح

ہے۔ بہر حال وہاں کانپور میں بدوں شرکت قیام کرنا قریب

بمحال دیکھا اور منظور تھا وہاں رہنا کیونکہ دنیوی منفعت

بھی ہے کہ مدرسہ سے تنخواہ ملتی ہے '' الخ دیکھا آپ

نے یہ ہے ان لوگوں کی حالت ۔ (سیف یمانی ص۲۲-۲۳)

اِس پر صاحب سیف یمانی نے بہت پیچ وتاب کھایا صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کو بہت بُرا بھلا کہا اِس پر خیانت کا الزام بھی لگایا۔ مولوی اشرف علی کے خط کی بہت سی عبارتیں بھی بے فائدہ نقل کیں مگر وہ نہ اس الزام کو اٹھا سکا نہ کوئی معقول جواب دے سکا نہ صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کی کوئی خیانت ثابت کر سکا نہ اس کی نقل عبارت کے کسی حرف کا انکار کر سکا۔ اور یقیناً صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کا مدعیٰ مولوی اشرف علی کی اس عبارت سے ثابت ہے جو اوپر نقل ہوئی۔ اس میں مولوی اشرف نے شرکت مجالس مولود شریف کا اقرار کیا ہے اور اس کی وجہ دنیوی نفع اور لوگوں میں اپنے خیالات کی ترویج اور اپنی وہابیت کا اخفا بتایا ہے اور اپنے خیال میں مولود شریف کا مکروہ ہونا بھی ظاہر کیا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا تقیہ ہوگا۔

## رسالہ عقائد وہابیہ کی چھٹی عبارت

دیکھئے انکا (وہابیہ) کا تقیہ کتاب التصدیقات کے ص۷۵ پر

میلاد شریف کا اقرار کیا اور اس کے قیام کو جائز قرار دیا ہے۔

(سیف یمانی صفحہ ۲۶)

---

اس کے جواب میں صاحب سیف یمانی نے کہا ہے کہ۔

اصل رسالہ التصدیقات مصنفہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب

ص۴۲ پر ختم ہے۔ (سیف یمانی ص۲۶)

## صاحب سیف یمانی کی بدحواسی صرف خلیل احمد کی تحریر کو تصدیقات سمجھ لیا

یہ صاحب سیف یمانی کی بدحواسی ہے۔ تنہا خلیل احمد کا تصنیف کیا ہوا رسالہ التصدیقات کیسے ہو گیا۔ بدعقل کو اتنا شعور نہیں کہ یہاں تک تو ایک بھی تصدیق نہیں تصدیقات تو اُس کے بعد ہی شروع ہوں گی اور وہ خلیل احمد کی مصنفہ کیسے ہو جائیں گی۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ مولوی خلیل احمد نے سب تصدیقات خود ہی تصنیف کر لی ہوں۔

اب رہی یہ بات کہ وہ تمام تصدیقیں مولوی خلیل احمد کو مسلم ہیں یا نہیں تو یقیناً مسلم ہیں اگر مسلم نہ ہوتیں تو ان کی طلب کیوں کرتے اور طلب کے بعد شائع کیوں فرماتے۔ اور انھیں اپنی سند کیوں بناتے اتنا ہی نہیں کہ ان تصدیقات کے مسلم ہونے پر صرف اتنے ہی قرینے ہوں بلکہ مولوی خلیل احمد نے اسی التصدیقات کے ص۴۲ پر جو صاحب سیف یمانی کے اقرار سے بھی مولوی خلیل احمد کی مصنفہ ہے خود تحریر کر دیا ہے۔ کہ

> جو کچھ ہم نے عرض کیا یہ ہمارے عقیدے ہیں اور یہی دین وایمان ہے سو اگر آپ حضرات کی رائے میں صحیح و درست ہوں تو اس پر تصحیح لکھ کر مہر سے مزین کر دیجئے اور اگر غلط و باطل ہوں تو جو کچھ آپ کے نزدیک حق ہو ہمیں بتایئے ہم انشاء اللہ حق سے تجاوز نہ کریں گے۔ اگر ہمیں آپ کے ارشاد میں کوئی شبہ لاحق ہوگا تو دوبارہ پوچھ لیں گے یہانتک کہ حق ظاہر ہو جاوے اور خفا نہ رہے۔
>
> (التصدیقات ص۴۲)

مصدقین کے نزدیک جو کچھ حق تھا وہ انھوں نے لکھا مولوی خلیل احمد کو اگر اس میں کوئی شبہ ہوتا تو وہ اپنے حسب تحریر دوبارہ لکھ کر صاف کرتے مگر جب وہ اس کے بعد برسوں زندہ رہے اور انھوں نے تصدیقات کو چھپوایا اور کوئی شبہ مصدقین کی خدمت میں پیش نہیں کیا تو مولوی خلیل احمد کی تحریر و اقرار سے ثابت ہوگیا کہ وہ تمام تصدیقیں ان کو مسلم ہیں۔ اور خود صاحب سیف یمانی نے تسلیم کرلیا کہ ص۵۶ پر جواز محفل میلاد اور جواز قیام کا بیان ہے تو اب مولود و قیام کا جائز ہونا مولٰنا احمد علی مالکی اور مولٰنا شیخ سلیم مصری کی تحریروں سے ثابت ہوا اور مولوی خلیل احمد اور تمام دیوبندی مصدقین تصدیقات کو تسلیم ہوا۔ اب اس کا انکار تقیہ نہیں تو اور کیا ہے۔

اس وقت صاحبِ سیف یمانی اپنا تحریر کردہ شعر ؎

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا

تین دفعہ پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کرلیں۔

وہابیہ کے نزدیک صحابہ کو کافر کہنے والا اہل سنت میں داخل ہے

## صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کی ساتویں عبارت

وہابیوں دیوبندیوں کے نزدیک اگر صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کی جائے تب بھی وہ کافر کہنے والا شخص خارج از اہلسنت نہیں ہوتا فتاوٰے رشیدیہ جلد ۲ ص۱۱۔ اور جو شخص صحابہ کرام سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام

مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت
جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ (سیف یمانی صلا۲۶)

صاحب سیف یمانی سے اس کا کوئی جواب نہ بنا بجز اس کے کہ کاتب سے غلطی ہو گئی۔ (خارج ہوگا) کی جگہ (نہ ہوگا) لکھا گیا۔ باوجودیکہ فتاوی رشیدیہ کئی مرتبہ چھپ چکا ہے کتابت کی غلطی کی تصحیح ایک مرتبہ نہ ہوتی تو دوسری مرتبہ ہوتی تیسری مرتبہ ہوتی اور پھر اسی عبارت میں لفظ (کبیرہ) اس بات کو بتاتا ہے کہ مولوی رشید احمد کے نزدیک صحابہ کرام کی تکفیر کرنے والا مرتکب کبیرہ و فاسق ہے۔ چنانچہ اسی صفحہ میں اس عبارت سے صرف دو سطر اوپر وہ لکھ چکے ہیں۔ کہ جو شخص حضرات صحابہ کی بے ادبی کرے وہ فاسق ہے۔ اور محض فسق کی بنا پر کسی شخص کو اہلسنت سے خارج نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے کتابت کی غلطی کا عذر غلط و بیجا ہے اور وہابی مولویوں کی تصانیف میں اس قسم کے مسئلے بہت ہیں۔ مولوی اشرف علی صاحب کے فتاوے امدادیہ میں ایک سوال ہے۔

## مولوی اشرف علی نسلی مشرک کی نجات کے قائل ہیں جو بت پرستی کرتے کرتے مرگیا

**سوال**۔ ایک شخص مشرک ہے اور اس کے بزرگوں سے بت پرستی کا سلسلہ چلا آتا ہے نہ اس کو خدا کا ثبوت پہنچا نہ کسی نبی آنے کی خبر ہوئی نہ اس کو کسی سے ہدایت ہوئی کہ خدا ایک ہے کہ جس کی وہ عبادت کرتا اور وہ اسی حالت میں مرگیا اس کا حکم شرع میں کیا ہے۔

اس کے جواب میں مولوی اشرف علی صاحب لکھتے ہیں۔

**الجواب** اس شخص کو اگر کبھی کسی اہل حق کے کہنے سے یا خود کسی خیال کے آنے سے اپنے طریقہ میں شبہ پڑا ہو اور پھر بھی

تحقیق کی فکر نہ کی ہو تب تو اس پر مواخذہ ہوگا۔

(یعنی ابدالآباد کے لیے جہنمی تو کہا نہیں جاتا البتہ ترک تحقیق پر مواخذہ ہوگا۔)

اور اگر محض خالی الذہن رہا تو علماء کا اس میں اختلاف ہے۔

غزالی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اس کی نجات کے قائل ہیں۔

(تتمہ جلد رابع فتاوے امدادیہ صفحہ ۲۲)

دیکھئے جو مشرک شرک کرتے کرتے مر گیا ہو اس کے باپ دادا بھی مشرک و بت پرست ہوں خدا اور رسول کی اسے کچھ خبر نہ ہو اگر اسے کسی نے ہدایت نہ کی ہو خود اسے اپنی بت پرستی میں کوئی شبہ نہ پڑا ہو تو مولوی اشرف علی صاحب اس کی نجات کا اعلان کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرِکَ بِہٖ ط جس گروہ کے عالم مشرک بت پرست تک کی نجات ممکن سمجھتے ہوں اور اس کو ائمہ دین کا قول بتاتے ہوں وہ اگرچہ صحابہ کے کافر کہنے والے کو اہلسنت سے خارج نہ جانیں تو کیا تعجب ہے۔

صاحب سیف یمانی مولوی اشرف علی کی اس عبارت کو بھی کاتب کی غلطی بتا دیں بلکہ اگر وہابیہ کے سارے ضلالات کو ہی کاتب کے سر تھوپ دیں تو معاملہ ہی صاف ہے۔

# صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کی آٹھویں عبارت

## وہابیہ کے نزدیک رحمۃ اللعالمین حضور کی صفت خاصہ نہیں

وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک رحمۃ اللعالمین صفت خاصہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نہیں ہے فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صہ ۱۲
لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی نہیں۔ (سیف یمانی صہ ۲۷)

صاحب سیف یمانی سے اس کا کچھ جواب نہ ہو سکا مولوی رشید احمد کا یہ کہنا کہ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نہیں اس کی وہابیہ کے پاس کیا سند ہے۔

صاحب سیف یمانی نے اپنے پیشوا کی عبارت پر یہ پیوند لگایا کہ۔
جس طرح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک خاص حیثیت
سے سارے عالم کے لیے باعث رحمت ہیں۔ اسی طرح
بعض دوسری حیثیات سے دوسرے انبیاء و اولیاء، و اغواث
و اقطاب بھی عالم کے حق میں رحمت کا سبب ہیں۔

(سیف یمانی صہ ۲۷)

آیت میں وارد ہوا تھا۔
مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

اس میں ایک خاص حیثیت کی قید کہاں سے بڑھائی۔ اور دوسرے انبیاء و اولیاء کو اسی طرح رحمت عالم ماننے کا اگر یہ مطلب ہے کہ وہ دوسری حیثیت سے سارے عالم کے لیے رحمت ہیں تو وزن برابر ہو گیا یعنی انبیاء و اولیاء میں سے ہر ایک رحمت عالم ہونے میں آپ کے مساوی ہے یہ خیال ہو تو اس کی سند میں کوئی آیت یا حدیث پیش کرو جس میں کسی دوسرے کے لیے بھی رحمۃ للعالمین آیا ہو اور اگر کوئی دوسرا سارے عالم کے لیے رحمت نہیں تو یہ حضور کی صفت خاصہ ہو گئی۔ اس کو صفتِ خاصہ کہتے ہیں۔ صفت خاصہ ہونے کا انکار کرنا جہل ہے مگر حقیقۃ الامر یہ ہے کہ وہابی سے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف کمالیہ سنتے ہی نہیں جاتے۔ اسی لیے مولود شریف کی مجلس کا منکر ہے۔ جسمیں حضور کے کمالات کا بیان ہوتا ہے۔ اس سیاہ دلی کی کوئی حد ہے کہ رحمۃ للعالمین کی صفت خاصہ خاتم الانبیاء ہونیکا انکار کر دیا باوجودیکہ وہ نص قطعی میں وارد ہے اور کسی دوسرے کے لیے کہیں بھی یہ صفت وارد نہیں ہوئی۔

## درپردہ گنگوہی جی رحمت عالم ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں

صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کو اپنی دریدہ دہنی سے کہہ دیا کہ اس نے شرمناک خیانت سے کام لیا مگر اس نے تو کوئی خیانت نہ کی تھی جس قدر عبارت قابل اعتراض تھی بہ نظر اختصار اسی قدر نقل کر دی۔ بے شرمی کی خیانت یہ ہے کہ فتاویٰ رشید کی پوری عبارت کہہ کر جو عبارت نقل کی اس میں قطع برید کر گیا۔ فتاویٰ رشیدیہ میں تھا۔ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔ اس میں سے علماء ربانیین کا لفظ اڑا دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس پر اعتراض ہوگا کہ گنگوہی عالم ربانی بنکر اپنے آپ کو رحمت عالم قرار دیکر حضور کی ہمسری کرنا چاہتا ہے۔ اس کے عیب پر پردہ ڈالنے کے لیے فتاویٰ رشیدیہ کی عبارت میں (علماء ربانیین) کا لفظ نقل نہیں کیا۔ اور اسی کی تائید میں جو کلمہ اس نے آخر میں لکھا ہے کہ دوسرے پر اس لفظ (رحمۃ للعالمین) بتاویل بول دیوے تو جائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد۲ ص۱۲) اس سے مشابہ ہے کہ اس کو اور وہابی ملّوں کو رحمۃ للعالمین کہا جائے یہ عبارت بھی صاحب سیف یمانی نے چھوڑ دی۔

## صاحب سیف یمانی کی کمینہ خیانت

اور دعویٰ یہ کیا کہ پوری عبارت نقل کرتا ہوں۔ اس سے زیادہ کمینہ پن کی کیا خیانت ہوگی۔ اس منہ سے ہی دوسروں پر خیانت کا الزام لگایا جاتا ہے۔ ع

بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا یہ کلمہ کہ بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے

بالکل حق ہے یہ تو غوث ہیں مومنین کی شان سناؤں تو آنکھیں کھل جائیں۔

### اگر سات مسلمان بھی باقی نہ رہیں تو زمین اور اس کی کائنات ہلاک ہو جائے

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

اخرج عبد الرزاق فی المصنف وابن المنذر فی التفسیر بسند صحیح علی شرط الشیخین عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ قال لم یزل علی وجہ الدھر فی الارض سبعۃ مسلمون فصاعدا ولولا ذلک ھلکت الارض ومن علیہا (السبل الجلیلہ ص۱۱)

عبد الرزاق نے مصنف میں اور ابن منذر نے تفسیر میں ایسی سند صحیح کے ساتھ جو بخاری و مسلم کی شرط پر ہے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا روئے زمین پر ہمیشہ سات مسلمان یا زیادہ رہے۔ اگر یہ نہ ہوں تو زمین اور اس کی ساری کائنات ہلاک ہو جائے۔

مگر کہاں زمین و آسمان اور کہاں عالمین۔ اعلیٰ حضرت کے اس مقولہ کو کیا سمجھ کر نقل کر دیا کہ ان جاہلوں کے نزدیک عالمین صرف زمین و آسمان میں منحصر ہیں۔ لہذا اعلیحضرات قدس سرہٗ کا قول اس بحث سے بے علاقہ ہے۔

## صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کی نویں عبارت

### وہابیہ ختم نبوت کے منکر ہیں

وہابیہ دیوبندیہ منکر خاتمیت بمعنی آخریت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہیں۔ (سیف یمانی ص۲۶)

صاحب سیف یمانی نے رسالہ مذکورہ کا اتنا ہی قول نقل کیا چاہیے تھا کہ اس کا پورا کلام نقل کرتا تاکہ دیکھنے والے اس کے پیش کئے ہوئے حوالوں سے نتیجہ تک پہنچ سکتے اور اس کا اندازہ کر سکتے کہ اس کے پیش کردہ حوالوں کا صاحب سیف یمانی کچھ جواب بھی دے سکا یا نہیں مگر صاحب سیف یمانی کو اتنی جرأت نہ تھی اور وہ اسکے جواب پر قادر نہ تھا اسلیے اسنے مولوی قاسم نانوتوی کی وہ عبارات پیش نہیں کیں جو انہوں نے تحذیر الناس میں لکھی ہیں اور جن پر علماء عرب و عجم نے کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ پھر جو کچھ لغویات لکھے ہیں وہ اس امر کی شہادت ہیں کہ تحذیر الناس کی کفری عبارات کے کوئی ایسے معنی بیان کرنا جو کفر سے بچادیں وہابیہ کے امکان میں نہیں ہے قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ وعلی آلہ و بارک وسلم کو خاتم النبیین فرمایا اس پر ہمارا ایمان ہے جو اس کا انکار کرے اس میں شک کرے کافر ہے لیکن خاتم النبیین ماننے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس لفظ کا تو اقرار کرے اور معنی جو اس کا دل چاہے گڑھ لے بلکہ اس آیت کے معنی معین ہیں۔ تیرہ سو برس سے مسلم ہیں۔ بہ تواتر ثابت ہیں آیات و احادیث کثیرہ ان معنی کو معین فرماتی ہیں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ نے وہ معنی بتلائے ہیں تمام امت نے آیت کے وہی معنی مراد ہونے پر اجماع کیا اور وہ معنی یہ ہیں کہ حضور آخر الانبیاء ہیں۔ یہ بات مخالفین کو بھی تسلیم ہے۔

## سیف یمانی کا جھوٹ ایک رسالہ کے چار بنا دیئے

مولوی محمد شفیع دیوبندی جسکا ذکر سیف یمانی نے بھی کیا ہے اور بڑے فخر کے ساتھ لکھا ہے کہ مسئلہ ختم نبوت میں ان کے چار رسالے ہیں اگرچہ اس کا یہ قول دروغ تصریح ہے دیوبندی جھوٹ بولنے کے بہت عادی ہیں در حقیقت ایک رسالہ ہے جسکا نام ہدیۃ المہدیین ہے۔ اور اس کے چار باب ہیں اس نے ایک رسالہ کے چار رسالے گنادیے اور بابوں کے عنوانوں کو ایک ایک رسالہ

ظاہر کردیا ایسے جھوٹوں کی کون سی بات قابل التفات ہو سکتی ہے۔

الحاصل سیف یمانی کے اس تسلیم کئے ہوئے رسالہ میں لکھا ہے۔

| | |
|---|---|
| ولعلك قد تبينت بهذا الجملة ان اللغة العربية حاكمتان معنى خاتم النبيين فى الاٰية لاغير (هدية المهديين ص۲۱) | اور امید ہے کہ تم اس گفتگو سے یہ سمجھ گئے ہوگے کہ لغت عربی اس پر حاکم ہے کہ آیت میں جو خاتم النبیین ہے اس کے معنی آخر النبیین ہیں نہ کچھ اور۔ |

نیز اسی میں ہے۔

| | |
|---|---|
| فكان معنى الآية بحكم اللغة وقواعد العربية انه عليه الصلوٰة والسلام رسول الله وآخر النبيين كلهم اجمعين من دون تاويل وتخصيص۔ (هدية المهديين ص۲۴) | پس آیت کے معنی بحکم لغت وبلحاظ قواعد عربیہ بغیر کسی تاویل وتخصیص کے یہ ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور خاتم انبیاء میں سب سے آخر ہیں۔ |

لغت سے لفظ خاتم النبیین کے معنی بیان کرنے کے بعد احادیث سے اس جملہ مبارکہ کی تفسیر نقل کر کے لکھتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| انظر كيف فسر النبى الكريم صلى الله عليه وسلم لفظة خاتم النبيين بقوله لا نبىّ بعدى (هدية المهديين ص۲۷) | دیکھو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں لفظ خاتم النبیین کی کیسی تفسیر فرمادی۔ |

اسی میں آثار صحابہ وتابعین سے آیت کی تفسیر نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

فهذه ستون اسماء من اصحاب النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم منھم الخلفاء الراشدون واکثر العشرۃ المبشرۃ وکتاب الوحی وغیرھم وانا لنعلم بیقین انہ لو وزنت الدنیا وما فیھا باحدھم لرجح بھا ھٰؤلاء کلھم شھداء علی ما ذکر من التفسیر وروی عن کلھم ما یفسر الآیۃ ویعین مرادھا وحسبنا بھم قدوۃ ولعقائدھم واعمالھم اسوۃ. (ہدیۃ المہدیین ص۳۱)

یہ ساٹھ اسما ہیں اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان میں خلفاء راشدین بھی ہیں اور عشرہ بشرہ کے اکثر حضرات بھی اور وحی کے کاتب بھی اور دوسرے اصحاب بھی اور ہم یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ اگر دنیا مع اپنی تمام کائنات کے ان میں سے ایک کے ساتھ بھی وزن کیجائے تو اس ایک صحابی ہی کا وزن زیادہ ہو گا پس یہ تمام حضرات تفسیر مذکور پر شاہد ہیں اور ان تمام حضرات سے آیت کی تفسیر اور اس کی تعیین مراد مروی ہے اور ہمیں عقائد و اعمال میں انھیں کو پیشوا بنانا کافی ہے۔

پھر شفا سے نقل کرتے ہیں۔

اجمعت الامۃ علی حمل ھذا الکلام علی ظاھرہ وان مفھومہ المراد بہ دون تاویل وتخصیص فلا شک فی کفر ھؤلاء الطوائف کلھا قطعًا واجماعًا وسمعًا۔

(ہدیۃ المہدیین ص۳۴)

امت نے اجماع کیا ہے اس پر یہ کلام یعنی آیات و احادیث اپنے ظاہر معنے پر محمول ہیں جو ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی مراد ہے نہ اس میں کوئی تاویل ہے نہ تخصیص تو کچھ شک نہیں کہ یہ سب طائفے قطعًا اجماعًا و سمعًا کافر ہیں۔

دلائل مذکورۂ بالا سے یہ امور ثابت ہوئے (۱) لغت و قواعد عربی اور احادیث

کثیرہ اور آثار صحابہ و تابعین سب سے ثابت ہے کہ آیہ کریمہ میں لفظ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ حضور سب میں آخر نبی ہیں۔ حضور پر نبوت ختم ہوگئی۔ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں اور امت کا اس پر اجماع ہو گیا ہے اور اس کے منکر کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ اب ثابت ہو گیا کہ آیہ خاتم النبیین کے معنی متواترہ و قطعی یہی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیا کے زمانہ کے بعد اور سب میں آخر نبی ہیں۔ اسی معنی پر ایمان لانا فرض اور اس معنی کا انکار کفر ہے۔ مولوی محمد شفیع دیوبندی نے تفسیر روح المعانی سے نقل کیا ہے۔

اجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر۔
(ہدیۃ المہدیین ص۳۵)

امت نے خاتم کے یہی معنی مراد ہونے پر اجماع کیا ہے اس کے خلاف دعویٰ کرنیوالا کافر ہے اگر اصرار کرے قتل کیا جائے۔

یہ تمام عبارات مولوی محمد شفیع دیوبندی کے رسالہ سے نقل کی گئیں جو تمام دیوبندیہ کو اور صاحب سیف یمانی کو تسلیم ہے۔ اب مولوی محمد قاسم نانوتوی کی عبارت سامنے لایئے اور انصاف اور ناظرفداری کے ساتھ دیکھئے کہ یہ عبارات مذکورہ بالا اس پر کیا حکم کرتی ہیں۔ ملاحظہ کیجئے مولوی قاسم لکھتے ہیں۔

بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب گزارش یہ ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء

سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔

یہی معنی متواتر و قطعی آیات و احادیث و آثار صحابہ و اجماع امت سے ثابت ہیں انھیں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ انہیں کو مولوی قاسم عوام کا خیال بتاتے ہیں اور نافہمی ٹھہراتے ہیں چنانچہ اس کے بعد لکھتے ہیں۔

مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔

یعنی اہل فہم اور دانش مند وہ ہیں جو آیات و احادیث و آثار صحابہ و تابعین و اجماع امت کے معین کئے ہوئے معنی کو یہ کہیں کہ اس میں کچھ فضیلت نہیں وہ عوام کا خیال ہے جو اہل فہم کے مقابل ہیں۔ یہاں عوام کس کو بنایا تمام امت کو جملہ صحابہ و تابعین کو اور معاذاللہ اللہ و رسول کو خود خدا اور رسول نے بھی تو وہی معنی بیان فرمائے ہیں۔ اس کے بعد مولوی قاسم لکھتے ہیں۔

پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں جبکہ خدا اور رسول صحابہ و تابعین کے بتائے اور تمام امت کے مانے ہوئے معنی لئے جائیں۔

کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب

---

ع جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس صفت میں اور قد وقامت وشکل ورنگ وحسب ونسب وسکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اور وں کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر (یعنی کم رتبہ ہونے) کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے (جیسے آخر الانبیاء ہونا معاذ اللہ) احوال بیان کرتے ہیں۔

(تحذیر الناس صـ۳)

تحذیر الناس کی عبارت ناظرین کے سامنے ہے ———

ہلالی خطوط کے اندر توضیح کے لیے چند جملے لکھ دیے ہیں۔ انہیں آپ پڑھیے یا نہ پڑھیے۔ تحذیر الناس کی عبارت کو دیکھئے اس میں کس شد و مد سے خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء ہونے کا انکار کیا گیا ہے۔ اس کو فہم عوام بتایا۔ اہل فہم کے خلاف ٹھہرایا۔ یہ کہا کہ اس میں کچھ فضیلت نہیں مقام مدح میں ذکر کرنے کے قابل نہیں خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ نہ مانو کہ یہ مقام مدح کا مقام ہی نہیں ہے اور یہ وصف اوصاف مدح میں سے نہیں ہے اور اگر حضور کو آخر الانبیا مانو اور اس وصف کو مدح جانو تو خدا کی جانب زیادہ گوئی کا وہم ہوتا ہے (معاذ اللہ) اور حضور کی طرف کم مرتبہ ہونے کا احتمال (خدا کی پناہ) اس قسم کے حالات ایسے ویسے لوگوں کے بیان کئے جاتے ہیں۔ اس میں خدا کی بھی توہین ہے اور

اس کے رسول کی بھی تحقیر ہے اللہ تعالیٰ کی نسبت زیادہ گوئی کا لفظ کہا ہے (بیہودہ بکواس) کو کہتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق (ایسے ویسے) کا لفظ کہا ہے۔ یہ دریدہ دہنی اور یہ گستاخیاں العیاذ باللہ غرض اتنی تاکیدوں سے ایسی شدت اور کرہیہ گفتگو سے خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء ہونے کا انکار ہے۔ اس عبارت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا پھر کیا انتظار ہے کیا رعایت ہے کیا طرف داری ہے اپنے ہی لکھے ہوئے احکام ان پر جاری کرنے میں کیا عذر ہے۔ اب تک تو دہابیہ یہ روتے تھے کہ اعلحضرت قدس سرہٗ نے مولوی محمد قاسم کو کافر کہہ دیا۔ علمائے عرب و عجم نے ان پر کفر کا فتویٰ دیا۔ مگر آج تو میں آپ کے سامنے آپ کے مسلم عالم مولوی محمد شفیع کی تحریر پیش کر چکا جس میں انھوں نے کفر و قتل کا حکم دیا ہے۔ اور اس پر پیشوایان و مقتدیان دیوبند کی تصدیقیں ہیں۔

## مولوی قاسم نانوتوی دیوبندیوں کی تحریر سے کافر

لہٰذا مولوی قاسم نانوتوی تمام دیوبندیوں کے نزدیک بھی کافر۔ مرتد۔ واجب القتل ہوا۔

الحمد للہ مسئلہ واضح ہو گیا اب رہا صاحب سیف یمانی کا یہ عذر کہ مولوی قاسم نے خود لکھا ہے کہ حضور کے آخر الانبیاء ہونے کا منکر کافر ہے یہ کہنا کفر سے نہیں بچا سکتا اقرار کفر کسی کافر کو مسلمان نہیں کرتا اور پھر ختم زمانی کے منکر کو کافر کہا لیکن آیت کے معنی ختم زمانی ہونیکا تو انکار پھر بھی باقی رہا۔ کفر کا حکم تو تمام دیوبندی اس پر کر چکے اور پھر یہ نمائشی تکفیر تو

تحذیر الناس کے صنا پر ہے ۔ اس کے بعد پھر اسی کفر کا اعادہ ہی لکھتے ہیں ۔

بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے ۔

(تحذیر الناس صلا)

اس کے بعد پھر اسی کفر کا اعادہ ہے لکھتے ہیں ۔

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کر لیا جاوے ۔

(تحذیر صلا)

اس عبارت کے بعد حضور کا آخر الانبیا ہونا کہاں باقی رہا ۔ اگر حضور کے زمانہ کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا تجویز کیا جائے تو خاتمیت بمعنی آخریت کہاں رہی اور خاتمیت زمانی کو کہا تھا کہ خاتمیت ذاتی کو لازم ہے ۔ جیسا کہ صاحب سیف یمانی نے لکھا ہے ۔

کہ اس (خاتمیت ذاتی) کے لیے خاتمیت زمانی عقلاً لازم ہے ۔ (سیف یمانی صنا)

تو جب بعد زمانہ نبوی نیا نبی تجویز کرنے سے لازم باطل ہوا تو ملزوم کہاں رہا بطلان لازم دلیل ہے ۔ بطلان ملزوم کی اب نہ خاتمیت ذاتی رہی نہ زمانی سب کا خاتمہ ہو گیا اور صاحب سیف یمانی کی کوئی ملمع کاری نہ چلی ۔

الحمد للہ مسئلہ واضح ہو گیا اور صاحب سیف یمانی کا کوئی عذر وحیلہ باقی نہ رہا اور دیوبندی ملاؤں کی تحریر سے ان کے پیشوا کا کفر ثابت ہوا۔

صاحب سیف یمانی سے اس عبارت کی تردید میں بہت سی جہالتیں سرزد ہوئی ہیں۔ مگر وہ اس سے بعید بھی نہیں۔ میں انکا ذکر کر کے کتاب کی تطویل نہیں کرنا چاہتا۔

## صاحب رسالہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کی دسویں عبارت

وہابی کا کلمہ لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ

رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص۳۵ پر ایک مرید کا خواب اور بیداری کا واقعہ ان لفظوں میں لکھا ہے۔

(سیف یمانی ص۳۲)

صاحب سیف یمانی نے رسالۂ مذکورہ کی پوری عبارت نقل نہیں کی نہ اس کے اعتراضات اس کے الفاظ میں نقل کئے اور بیکار اس شخص کے خط کی طویل عبارت نقل کردی جس کے متعلق صاحب رسالۂ عقائد وہابیہ کا اعتراض ہے جس قدر عبارت اس مدعا سے علاقہ رکھتی ہے وہ سیف یمانی ہی سے نقل کیجاتی ہے۔

کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور

کا نام لیتا ہوں۔ اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے
غلطی ہوئی۔ کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہئے
اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ
صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے بیساختہ بجائے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کے نام کے (اشرف علی) نکل جاتا ہے۔ حالانکہ
مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں۔ لیکن بے اختیار
زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت
ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں۔ اور بھی چند شخص حضور
کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ میں
کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہو گئی زمین پر گر گیا۔
اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا
تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ
خواب سے بیدار ہو گیا۔ لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور
وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری
میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف
کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال
کو دل سے دور کیا جاوے۔ اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی
غلطی نہ ہو جاوے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا۔ اور پھر دوسری
کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ
کہتا ہوں۔ اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مولینا

اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا۔ اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں انتہی ابلفظہ۔

(الامداد مجریہ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ صہ ۳۵)

جواب۔ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

(سیف یمانی صہ ۳۵ و صہ ۳۶ و صہ ۳۸)

یہ خبیث مضمون سوائے وہابی کے دنیا میں کسی اور کافر کے ذہن میں بھی نہ آیا ہوگا۔ ایماندار کے دل میں سوتے جاگتے کبھی کلمہ شریف میں بھول چوک نہیں ہوتی۔ چہ جائیکہ محمد رسول اللہ کی جگہ اشرف علی رسول اللہ زبان سے نکلے۔ حدیث شریف میں آیا ہے النوم اخ الموت نیند کو موت سے قوی مناسبت ہے سوتے میں جس کے منہ سے باوجود کوشش کے کلمہ شریف صحیح نہ نکلا موت کے وقت اس کا کیا حال ہوگا جس دل میں ایمان ہو اس میں کلمہ شریف کے اندر حضور کے نام اقدس کی جگہ دوسرے کے نام کا وہم بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ بات ہر ایمان دار کو اس کا ذوق ایمانی بتاتا ہے لیکن جہاں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی سمجھنے کی تعلیم دی گئی ہو جن کے دلوں سے مرتبہ رسالت کی قدر جاتی رہی ہو۔ ان کو یہ کلمے گراں نہ ہوں تو تعجب نہیں۔ یہ حالت اور زیادہ اندیشہ ناک ہے کہ وہ شخص اس طرح غلط کلمے پڑھتے ہوئے غلطی کا خیال بھی دل میں لاتا ہے

صبح پڑھنے کا ارادہ بھی کرتا ہے اور اس حالت میں اشرف علی کو اپنے سامنے دیکھتا ہے۔ احادیث میں ہے کہ میت کے سامنے شیطان آتا ہے اور کلمہ میں اپنے نام لینے کا اشارہ کرتا ہے یہاں مولوی اشرف علی سامنے ہے اور معتقد کلمہ میں انکا نام جپ رہا ہے۔ اللہ کی پناہ اللہ کی پناہ! یہ بات سن کر ایماندار کا کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ قلب اس قدر تاریک ہو گیا تھا کہ اس شخص کو خواب سے بیدار ہو کر بھی وہی خیال رہا اور غلطی کا خیال آیا۔ اور اس کے تدارک کی غرض سے درود شریف پڑھا تو اس میں بھی حضور کا نام زبان سے نہ نکلا۔ نبیّنا کہہ کر بھی اشرف علی کا نام لیا۔ کیسا شیطانی اثر تھا۔ اور وہ قلب جس کی یہ حالت تھی کیسا سیاہ ہو گا۔ اس سے زیادہ سیاہ دل وہ پیر ہے جو مرید کو اس پر اور پختہ کرتا ہے۔ مرید کو تو یہ خیال بھی آیا کہ وہ غلطی پر ہے مگر پیر صاحب نے اس ناشدنی حال کو بہتر قرار دیا اور مرید کو اس پر پختہ اور مستقل کرنے کے لیے حالت خواب کو نہیں بلکہ بیداری کے واقعہ کو کہا۔

## مولوی اشرف علی نے اپنے مریدوں کو ترغیب دلائی کہ انھیں رسول کہا کریں

اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو یعنی اشرف علی وہ متبع سنت ہے۔ اس کے دل سے غلطی کا خطرہ بھی دور کیا اور اُسے خوب جمادیا کہ اشرف علی کے نام کا درود پڑھا کرے۔ اور اس کو... سیدنا و نبیّنا بھی کہے۔ کیونکہ پیر کے متبع ہونے کی تسلی تو کچھ ایک دن کے ساتھ خاص نہیں ہے ہمیشہ ہی مرید کو یہ تسلی چاہیئے تو مطلب یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتا رہے۔ اور ایک وہ ہی کیا بلکہ

سارے مریدوں اور معتقدوں کو جو اشرف علی کے متبع سنت ہونے کی تسلی چاہتے ہوں، بتلقین ہے کہ وہ کلمہ اور درود شریف میں اس کا نام لیا کریں اس کو نبی اور رسول کہا کریں۔ اسی لیے اس کا یہ خط چھاپ کر شائع کر دیا۔ گمراہی کے مراتب میں وہابیہ نے کیا کمال پیدا کیا اب اتنا اور رہ گیا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ میں اللہ کے نام پاک کی جگہ (اشرف علی) کا نام لینے لگیں۔ اور خواب و بیداری میں اس کی مزاولت رکھیں۔ اور جب اشرف علی سے پوچھا جائے تو وہ کہہ دیں کہ اس واقعہ میں تسلی تھی تم جس کی طرف رجوع کرتے ہو وہ موحد کامل ہے۔ جب متبع سنت ہونے کی تسلی رسول کہنے سے ہوتی ہے تو موحد ہونے کی تسلی خدا کہنے سے ہو گی۔ اور کچھ تعجب نہیں ہے جو اشرف علی صاحب کا کوئی مرید یہ مرتبہ بھی حاصل کرے۔ اور بجائے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے لَا اِلٰہَ اِلَّا اَشْرَفْ عَلِیْ کا ورد کرنے لگے۔ سیف یمانی کے فرضی مصنف مولوی منظور بھی بڑی محبت کرنے والے ہیں خدا نہ کرے کہ یہ قربت ان کے نصیب میں ہو۔ صراط مستقیم میں یہ راستہ بھی بتا دیا ہے لکھا ہے۔

| | |
|---|---|
| از جملہ آں شدت تعلق قلب | جب عشق کے آثار میں |
| است بمرشد خود استقلالاً | سے دل کا انتہائی تعلق اپنے |
| یعنی نہ بآں ملاحظہ کہ ایں شخص | مرشد کے ساتھ ہے اور |
| نا دداں فیض حضرت حق | وہ بھی استقلالاً یعنی اس |
| و واسطہ ہدایت اوست | لحاظ سے نہیں کہ یہ شخص |
| بلکہ بحیثیتیکہ متعلق عشق ہماں | اللہ تعالیٰ کے فیض وہدایت |
| میگردد۔ چنانکہ یکے از | کا واسطہ ہے بلکہ اس طرح |

اکابر ایں طریق فرمودہ کہ اگر
حق جل و علا در غیر کسوف
مرشد من تجلی فرماید۔ ہر آئینہ
مرا با دالتفات در کار نیست
صراط مستقیم مطبوعہ ضیائی میرٹھ ص۱۲۱

کہ عشق کا تعلق خاص اسی
سے ہو کہ چنانچہ اس طریق کے
اکابر میں سے ایک نے
فرمایا کہ اگر حق تعالیٰ میرے
پیر کے سوا اور کسی شان میں
ظاہر ہو تو مجھے اس کی طرف التفات درکار نہیں۔

صاحب سیف یمانی کو کلمہ اور درود شریف میں حضور کے نام پاک کی جگہ اشرف علی کا نام لیا جانا ناگوار نہ ہوا۔ اسکے دلکو ذرا بھی نہ کھٹکا اس نے نہ کہا کہ یہ کفری کلمے ہیں۔ اور ایسا حال نہایت خراب ہے جلد توبہ کرو۔ استغفار کرو۔ مجھے ان کلموں سے بہت تکلیف ہوئی۔ خبردار پھر اس حال کا اعادہ نہ ہونے پائے بلکہ بجائے اس کے اس نے اس کی حمایت اور طرفداری کی اس سے اس کے ایمان کا حال معلوم ہوتا ہے۔

## وہابیہ کی پیر پرستی

درحقیقت وہابیہ کو اپنے پیروں کے ساتھ جو تعلق ہے وہ خدا اور اس کے رسول کے ساتھ نہیں۔ ان کی پیر پرستی انتہا کو پہنچ گئی۔

صاحب سیف یمانی نے اس بے دینی کی حمایت میں ورق کے ورق سیاہ کر دیے مگر لا یعنی گفتگو کا طومار کیا نتیجہ رکھتا ہے۔ ایک پورے صفحہ میں تو اس نے اس کفری کلمات والے بیان کو نمبر دے دے کر دوہرایا ہے مگر اس میں یہ نہیں لکھا کہ اس نے خواب کے علاوہ بیداری میں اللّٰھم صلِّ علی سیدنا ونبینا ومولٰنا اشرف علی کہا اور اشرف علی نے خواب کو نہیں بلکہ بیداری کے اس واقعہ کو تسلی بتایا۔

صاحب سیف یمانی نے یہ تو اقرار کیا کہ اس کی ضرورت تھی کہ مولوی اشرف علی اپنی ذات سے نبوت و رسالت کی نفی کرتے۔ لیکن بعد میں یہ کہہ دیا کہ مولوی اشرف علی نے تبع سنت کا لفظ لکھ کر یہ تبلادیا کہ مجھ کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف غلامی کی نسبت ہے۔ یہاں نبوت و رسالت کا احتمال بھی نہیں۔

صاحب سیف یمانی کا یہ حیلہ بیکار ہے یہ کہہ دینا کہ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ تم جس کی طرف رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ تبع سنت ہے۔ یہ لفظ اس وقت کے مذموم اور برُے ہوئے پر تنبیہ نہیں کرتے۔ اور ان سے اس قائل کی جرأت اور زیادہ ہوگی۔ یہ تو اس واقعہ کی مدح ہے اور یہ کہہ دینا کہ اپنے آپ کو متبع سنت کہہ دینے میں انکار رسالت و نبوت ہو گیا غلط ہے کیونکہ حضور کے تبع ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

لو کان موسیٰ حیاً لما وسعہ الا اتباعی۔ کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بحیات ظاہر اس وقت ہوتے تو انہیں میرے اتباع کے سوا کوئی چارہ کار ہی نہ تھا۔

کسی نے کہا ہے کہ حضور کا اتباع منافی نبوت ہے۔ اور کیا دوسرے انبیا بھی باہم ایک دوسرے کے متبع نہیں ہیں۔ مرزائی بھی یہی کہا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب تو غلام احمد ہیں انھیں اسی غلامی پر فخر ہے تو کیا ان کا یہ قول مرزا کے ساتھ اعتقاد نبوت کا انکار ہو جاتا ہے۔

صاحب سیف یمانی نے اس بحث میں بہت سر کھپایا ہے کہ حالت خواب قابل اعتبار نہیں ہوتی۔ اس نادان سے کہو کہ خواب کی بحث تو جب کرنی تھی جبکہ بیدار ہی ہیں اس نے اپنے دل میں اشرف علی کی

بنوت کے خیال کے جمے ہونے کا بیان نہ کیا ہوتا۔ اور جاگتے ہوئے
بحالت ہوش و حواس اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَمَوْلٰنَا
اشرف علی نہ کہا ہوتا جب وہ جاگتے میں کہہ رہا ہے بحالت ہوش کہہ
رہا ہے یہ بھی سمجھ رہا ہے کہ یہ کلمے اس کی زبان سے ادا ہو رہے ہیں۔ ان
کلموں کی غلطی کا بھی اس کو خیال آجاتا ہے باوجود اس کے وہ یہی رٹے
جاتا ہے اسی پر جما ہوا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں مجبور تھا بے اختیار تھا
تو کیا شریعت نے ایسی کوئی ضعیف سے ضعیف سند بھی صاحب
سیف یمانی پیش نہ کر سکا ایسے تو ہر کافر کہہ سکتا ہے کہ کلام کفری کے لیے
وہ بے قرار ہو رہا تھا اور بے اختیار اس کی زبان سے نکلتا تھا اس
بے اختیاری کے دعوے پر کون سی دلیل شرعی ہے کون تلوار لیے اُس
کے سر پر سوار تھا ہاں اشرف علی کی محبت نے اسے بے قرار کیا ہو تو
ایسی محبت ہر بت پرست کو اپنے باطل معبودوں کے ساتھ ہوتی ہے
کیا وہ ان کے لیے عذر ہو جائے گی۔ اس کو عذر قرار دینا صریح بے
ایمانی ہے۔ صاحب سیف یمانی اس کفر کی حمایت میں راہ گم کردہ
مسافر کی طرح چاروں طرف بھاگتا ہے اور کسی طرف اس کو راہ نہیں
ملتی۔ اسی سراسیمگی میں اس نے کوئی عذر چلتا نہ دیکھ کر لغزش زبان
اور خطا کا بہانہ بنایا۔ آدمی سے کبھی لغزش بھی ہوتی ہے زبان کبھی
خطا بھی کرتی ہے۔

### سیف یمانی کے عذرِ لغزش و خطا کا جواب

مگر ایسا اچانک واقع ہوتا ہے۔ لمحہ دو لمحہ یہ کیفیت رہتی ہے اکثر تو

ایسا بے شعوری میں ہوتا ہے اور اس کو خبر نہیں ہوتی کہ اس کی زبان سے کیا کلمہ نکل گیا۔ اور اگر شعور ہوا تو دوسری تیسری دفعہ میں اس کو صحیح کر لیتا ہے ایسی لغزش زبان بھی کبھی نہیں سُنی کہ مدتوں کوشش کرنے سے بھی صحیح کلمہ زبان پر نہیں آیا۔ اور شام تک اس کے ادا کرنے سے مجبور رہا۔ پھر کلمہ بھی کونسا کوئی غیر مانوس کلمہ نہیں کوئی غیر معروف لفظ نہیں وہ کلمہ جو مومن کا حرزِ جان اور وردِ زبان ہے یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک محمد یہ نام اقدس دن بھر زبان پر نہ آئے اور وہ بھی درود شریف میں یہ بات کس کی عقل قبول کر سکتی ہے۔ ایسی خطا تو کسی نسلی کافر سے بھی واقع نہیں ہوئی علاوہ بریں زبان کی لغزش سے ایک کلمہ کی جگہ دوسرا ایسا کلمہ کبھی ادا ہو سکتا ہے جو لفظاً اس سے قریب ہو یا کسی طرح کی مشاکلت رکھتا ہو نام پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ لفظ اشرف علی کو نہ لفظی قرب ہے نہ کسی طرح کی مشاکلت۔ محمد کی جگہ زبان کی لغزش سے محبت نکلجاتا تو اس کو کچھ لفظی قرب بھی تھا نہ کہ اشرف علی نکل گیا۔ کوئی عاقل باور نہیں کر سکتا کہ ایسے موقع پر زبان کی لغزش یا خطا ہو سکتی ہے نہ کوئی اس بیان کو صادق سمجھ سکتا ہے کہ کسی مدعی ایمان کی زبان سے دن بھر محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک ادا ہونا اختیار سے باہر ہو سکتا ہے۔ اور اشرف علی کا نام جو کبھی درود شریف میں نہیں آمادہ زبان سے بے اختیار ادا ہوتا ہے۔ یہ زبان کی لغزش و خطا نہیں قلب کا فساد ہے کہ دن بھر کوشش کرنے سے بھی اللہ کے محبوب کا نام زبان پر نہ آئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے کہ اپنے محبوب کے نام سے کسی کو محروم کرے۔ یہی حالت اگر وقت نزاع ہوئی یا قبر میں وقت سوال نکیر ہوئی

## وہابیہ کو کفن میں سیف یمانی رکھ دینے کا مشورہ

تو سیف یمانی کی ایک جلد اس کے کفن میں رکھوا دینا کہ ملائکہ کے سامنے خطاء لسانی کا لایعنی حیلہ تو پیش کر دے۔ وہابیو تباؤ کہ سیف یمانی والی حجت وہاں چل جائے گی اور یہ بہانے کچھ کام آسکیں گے۔

## سیف یمانی کی حدیث مسلم شریف سے غلط استناد

اس حال پر ضلال کی تائید میں حدیث مسلم کی وہ تمثیل پیش کرنا محض تلبیس و تزویر ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تصویر کمال فرحت کے لیے ذکر فرمائی۔

کہ خدائے تعالیٰ اپنے گنہگار بندے کی توبہ پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جیسے کہ کوئی مسافر کسی بے آب و گیاہ لق و دق میدان میں جا رہا ہو۔ اور وہاں اس کی سواری کا اونٹ جس پر اُس کے کھانے پینے کا سامان بھی لدا ہوا ہو اس سے گم ہو جائے اور وہ ادھر اُدھر تلاش کر کے اس سے نا امید ہو کر مرنے کے لیے کسی درخت کے سایہ میں آ لیٹے پھر اُسی حال میں اس کی آنکھ بھی لگ جائے پھر تھوڑی دیر کے بعد اس کی آنکھ کھلے تو وہ دیکھے کہ اس کا وہ اونٹ مع اپنے ساز و سامان کے اس کے پاس کھڑا ہو اور اس کی زبان سے انتہائی خوشی میں یہ لفظ نکل جائیں اللھم انت عبدی وانا ربک۔ اے پروردگار تو ہی میرا بندہ ہے اور میں تیرا

رب ہوں (معاذ اللہ منہ) اتنا فرمانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اخطاء من شدۃ الفرح یعنی زیادتی خوشی کی وجہ سے اس کی زبان بہک گئی اور اس سے خطاءً یہ کلمات کفریہ سرزد ہو گئے۔ حالانکہ وہ بیچارا یہ کہنا چاہتا تھا کہ اے اللہ تو میرا پروردگار ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ (سیف یمانی صـ۴۲)

**پہلی بات** یہ ہے کہ اس حدیث میں کسی واقعہ کا تو بیان نہیں۔ شدت فرحت کی یہ ایک تمثیل ہے اس تمثیل میں اَنْتَ و اَنَا کے دو لفظ ہیں اور دو ضمیریں ہیں ایک یائے متکلم دوسری کاف خطاب خطاء یہ ہوئی کہ کلمات کے محل بدل گئے۔

اَنَا کی جگہ اَنْتَ اور اَنْتَ کی جگہ اَنَا اور کاف خطاب کی جگہ یائے متکلم اور یائے متکلم کی جگہ کاف خطاب ادا ہوا کسی جملہ میں احیاناً ایسی خطا ہو سکتی ہے اس کلمہ کفر کو کوئی مناسبت نہیں اس میں کہیں اشرف علی نہیں تھا کہ محل بدلنے سے کلمہ کی یہ صورت پیدا ہوئی وہ موقع ہی خطا کا نہیں ہے علاوہ بریں حدیث شریف میں ہے اخطاء من شدۃ الفرح جس سے ظاہر ہے کہ شدت فرحت میں بیخودی کا یہ عالم ہوا کہ اس کو شعور نہ رہا کہ اس کی زبان سے کیا نکلتا ہے۔ اور اشرف کے کلمے پڑھنے والے کا بیان ہے کہ اس کو شعور ہے اور وہ غلطی بھی سمجھ رہا ہے جو کچھ کہتا ہے جان بوجھ کر کہتا ہے اس کے حال کو اس تمثیل سے کیا مناسبت۔

**دوسری بات** یہ ہے کہ تمثیل میں جو خطا ہوئی وہ ایک لمحہ یا دو لمحہ رہی۔ یہ ممکن ہے کہ ایک مرتبہ حالت بے شعوری میں آدمی کی زبان سے کچھ کا کچھ نکل جائے مگر اشرف علی رسول اللہ کہنے والے کی زبان پر باوجود

شعور کے دن بھر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک نہ آیا اور وہ اسی کلمۂ کفر کی تکرار کرتا رہا۔ خطا کی یہ شان نہیں ہوتی۔

**تیسری بات** یہ ہے کہ حدیث شریف میں یہ کہاں ہے کہ ایسا کہنا بحالت شعور بھی ہو اور دیر تک یہ کیفیت بھی رہے تو اس پر نہ کوئی مواخذہ نہ توبہ و استغفار لازم۔

## شفا شریف سے باب کفر میں مدعی لغزش کا حکم

**چوتھی بات** یہ ہے کہ اگر یہ بھی ہوتا کہ خطا پر مواخذہ نہیں تو اس سے یہ کب ثابت ہوتا تھا کہ کلمات کفریہ بکنے والے کا دعویٰ خطا بہر حال مقبول ہے شفا قاضی عیاض میں ہے۔

لا یعذر احد فی الکفر بالجھالۃ ولا بدعوی زلل اللسان۔

یعنی کفر میں نادانی اور زبان بہکنے کا دعویٰ کرنے سے کوئی شخص معذور نہیں سمجھا جاتا۔ (شفا شریف جلد ۲ صـ۲۵۸)

جب زبان بہکنے کا دعویٰ مسموع نہیں اور شریعت محض دعوے سے کفر بکنے والے کا خاطی ہونا نہیں مانتی تو خاطی کے متعلق جس قدر عبارات پیش کیں سب بے محل اور بے کار ہوئیں۔ پہلے دلیل شرعی سے ثابت تو کرلے کہ وہ شخص خاطی ہے جب یہ ثابت ہی نہیں تو خطا و زلت کی بحث بے فائدہ ہے۔

# فتاویٰ رشیدیہ سے کفریات میں عذر کرنے والوں کا حکم

اور خود وہابیہ کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ میں شفاء شریف سے نقل کرتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| الوجه الثانی وھو ان یکون | وجہ ثانی یہ ہے کہ حضور اقدس |
| القائل لما قال فی جھتہ صلی | صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان |
| اللہ علیہ وسلم غیر قاصد | میں زبان کھولنے والے نے |
| للسب والازراء ولا معتقد | جبکہ گالی اور گستاخی کا قصد |
| لہ ولکنہ تکلم فی جھتہ | نہ کیا ہو اور نہ اس کا معتقد |
| صلی اللہ علیہ وسلم | ہو لیکن شان اقدس میں اُس |
| بکلمۃ الکفر من لعنہ | نے کلمۂ کفر کہا ہو لعنت یا |
| او سبہ او تکذیبہ | دشنام یا تکذیب یا ان کی |
| او اضافۃ مالا یجوز علیہ | طرف ایسی چیز کی نسبت کی |
| او نفی ما یجب لہ مما ھو | جو آپ پر جائز نہیں۔ یا ایسی |
| فی حقہ علیہ الصلوٰۃ والسلام | چیز کی نفی کی جو آپ کے |
| نقیصۃ الی ان قال او یاتی | لیے واجب ہے۔ غرض |
| بسفہ من القول او قبیح | کوئی بات جو حضور کے حق |
| من الکلام و نوع من | میں نقص ہو (الیٰ ان قال) |
| السب فی جھتہ وان | یا کوئی گستاخی کی بات کہی |
| ظھر بدلیل حالہ انہ لم | یا بُرا کلام کہا یا کسی طرح کی |
| یتعمد ذمہ ولم یقصد | دشنام دی تو اگرچہ اس کے |

سبہ اما لجہالۃ حملتہ علی ما قالہ او بضجر او سکر او قلۃ مراقبہ وضبط للسان او عجزمۃ وتہوّر فی کلامہ فحکم ھذا الوجہ حکم وجہ الاول القتل دون تعلثم۔ انتھیٰ ملخصاً۔ (فتاوی رشیدیہ جلد ۳ صلا)

حال سے ظاہر ہو کہ اس نے حضور کی بدگوئی اور دشنام دہی کا ارادہ نہ کیا بلکہ یا تو اس کی جہالت اس قول کا باعث ہوئی یا کسی قلق یا نشہ نے اس کو مضطر کیا یا قلت نگہداشت اور زبان کے بے قابو ہونے کی وجہ سے یا بے پروائی یا بیباکی کی وجہ سے اس سے صادر ہوا اس وجہ کا وہی حکم ہے جو وجہ اول کا ہے کہ بے توقف قتل کیا جائے۔

## سیف یمانی کی دوسری مثال کا جواب

صاحب سیف یمانی نے دوسری مثال اس کی تائید میں واعظ کی پیش کی کہ واعظ کہنا کچھ چاہتا ہے اور منہ سے کچھ نکلتا ہے اور غلطی کا احساس بھی ہوتا ہے۔ لیکن تصحیح کی قدرت نہیں ہوتی تو کس نے کہا ہے کہ ایسے واعظ کو وعظ کہنا حلال ہے۔ وہ تو خلق خدا کو گمراہ کرے گا اور غلطی کا احساس ہونے کے باوجود تصحیح نہ کرنے پر ماخوذ ہوگا اور قدرت نہ ہونے کا جھوٹا حیلہ اس کو بچا نہ سکے گا۔ کہیں سارے وہابی ایسے ہی تو نہیں ہیں کہ چاہتے کچھ ہیں اور زبان و قلم سے کچھ نکل جاتا ہے اس تقدیر پر

تو آپ کی یہ تحریر بھی تو ابل اعتبار نہیں۔ شاید آپ اس کو کافر کہنا چاہتے ہوں اور بقول آپ کے بے اختیار آپ کے قلم سے مجبوراً اس کی تائید نکلتی ہو۔

یہی نہ کہہ دیا کہ مولوی اشرف علی اِسے لکھنا تو چاہتے تھے کافر۔ مگر بے اختیار ان کے قلم سے اس کی تائید نکل گئی۔ تفسہے اس اندھی حمایت پر۔

## سیف یمانی کی تیسری نظیر کا جواب

**تیسری نظیر** یہ دی ہے کہ کچہری میں سادہ مزاج گواہ وکیلوں کی جرح میں کچھ سے کچھ کہہ جاتا ہے کہیں یہ آپ بیتی تو نہیں فرمائی کہ کبھی کسی کچہری میں جناب کی عقل گٹی ہو۔

مگر اس آدھی بات کے کہنے سے کیا حاصل۔ گواہ اگر بہک جائے تو کیا اس کا کلام لغو کر دیا جاتا ہے یہ نہ کہا کہ وکیل مخالف اس سے فائدہ اٹھا لیتا ہے اور وہ شخص کہ جس نے اِسے گواہی میں پیش کیا ہے۔ اگر یہ عذر کرے کہ گواہ نے جو بیان کیا ہے یہ اس کی مرضی اور منشاء کے خلاف ہے۔ اس کی زبان بہک گئی تو یہ عذر کبھی نہ چلے گا بلکہ اس کے اسی بیان میں مقدمہ کا حکم لکھ دیا جائے گا۔

دہا بیو! کیا ایسی لغو باتوں سے کفر کو اسلام بنانے کی کوشش کرتے ہو۔ ذرا تو شرماؤ۔

دیکھو! نہ قانون میں نہ شریعت میں نہ دنیا کے کسی اہل خرد کے سامنے کہیں بھی یہ عذر نہیں چلتا کہ زید بحالتِ ہوش وحواس یہ سمجھتے ہوئے کہ کیا کہہ رہا ہے اور یہ جانتے ہوئے کہ اسے کیا کہنا چاہیئے کلمۂ کفر کی رٹ

لگا رہا ہے۔ اگر یہ عذر چل جایا کرے تو عورت پر طلاق ہی واقع نہ ہو۔ آپ اپنے ہی مولویوں سے یہ مسئلہ پوچھئے

## تمام وہابیہ سے اس طرح کے ایک خواب اور واقعہ طلاق کا سوال

ایک شخص سو کر اٹھا خواب میں اس نے دیکھا تھا کہ اپنی عورت کو طلاق دے رہا ہے۔ بیدار ہونے کے بعد یہ جانتے ہوئے کہ طلاق دینا برا ہے۔ اور یہ سمجھتے ہوئے کہ جو کلمے اس کی زبان پر جاری ہیں وہ طلاق کے ہیں۔ دیر تک اپنی عورت کو صدہا طلاقیں دے ڈالیں اور وہ اپنے قائل کی طرح یہ کہتا ہے کہ حالت بیداری میں جب طلاق کے کلمہ کی برائی کا خیال آیا تو ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے۔ پھر دوسری کروٹ پر لیٹ کر اس بیوی سے محبت کی باتیں کہتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں میں نے تجھے طلاق دی میں نے تجھے طلاق دی۔ میں نے تجھے طلاق دی۔ حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں ایسے شخص کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں عجب بات ہے کہ طلاق تو واقع ہو جائے اس میں تو یہ کوئی عذر نہ چلے مگر اشرف علی کو نبی کہنا کفر نہ ہو اس میں مجبوری و بے اختیاری کا حیلہ کافی ہو جائے۔

## وہابیہ سے مولوی اشرف علی کے گالی دینے کے ایسے عذر کا سوال

اگر اسی معتقد کی طرح کوئی شخص مولوی اشرف علی کو کافر کہے اور گالیاں دے اور یہ بیان کرے کہ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں بے اختیار ہوں تو آپ

کے نزدیک اس کا بیان قابل قبول ہوگا اگر ایسا نہ ہو تو وجہ فرق بتاؤ۔

الحمدللہ اس تحریر سے مہر منیر کی طرح روشن ہوگیا کہ اشرف علی کو نبی کہنا یقیناً کفر اور کفر کی حمایت بھی کفر۔ اگرچہ مولوی اشرف علی صاحب نے اس شخص کی حوصلہ افزائی کی جس نے ان پر درود بھیجا اور ان کو نبی کہا۔ اور اس کو کوئی تنبیہ نہ کی۔ یہ نہ بتایا کہ یہ کلمۂ کفر ہے۔ اور کلمۂ کفر کا ایسا عاشق بن جانا بہت بدتر حال ہے۔ مگر اہل سنت کے اعتراضات سے مجبور ہو کر صاحب سیف یمانی کو اقرار کرنا پڑا کہ وہ کلمۂ کفر ہے اور ظاہر ہے کہ وہ کلمہ محتمل المعانی نہیں تو کلمات محتملۃ المعانی کے متعلق جو عبارتیں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی کتاب تمہید الایمان سے ص۴۴ میں نقل کیں ہیں انکا مسئلہ زیر بحث سے کوئی علاقہ نہیں ان کو نقل کرنا صاحب سیف یمانی کی نافہمی یا فریب کاری ہے۔

# وہابیہ کی طرف سے تقیہ کی تعلیم اور کلمات کفریہ کی عام اجازت

مولوی اشرف علی کی نبوت کا وظیفہ پڑھنے والے کی تائید و حمایت صاحب سیف یمانی کو وہ جوش آیا کہ اس نے اپنا باطنی عقیدہ تقیہ بھی لکھ ڈالا جسکو وہابیہ ہمیشہ چھپاتے ہیں اور وہ یہی۔

---

سیف یمانی میں صاحب رسالہ عقائد وہابیہ نے جہاں وہابیہ کا تقیہ ثابت کیا تھا وہاں صاحب سیف یمانی انکار کر چکا ہے۔ مگر اشرف علی کو نبی کہنے والے کی طرف داری کے جوش میں وہ اپنے اس راز کو مخفی نہ رکھ سکا اور اس نے لکھدیا کہ ارتداد کے لیے قصد و ارادہ لازمی ہے۔

(سیف یمانی ص۴۷)

اس کے بعد درمختار وغیرہ کی چند عبارتیں پیش کرنے کے بعد لکھتا ہے

فقہاء کرام کی ان تمام عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ اگر بلا قصد کسی سے کلمات کفریہ سرزد ہو جائیں اور اعتقاد میں کوئی تبدیلی نہ ہو تو وہ صرف ان کلمات کفر کے تلفظ کی وجہ سے کافر نہ ہوگا۔ (سیف یمانی ص۴۷)

یہ تو کفر بکنے کی عام اجازت دے دی۔ وہابی دہریوں کے پاس بیٹھ کر خدا کے وجود کا انکار کرے۔ عیسائیوں سے ملے تو مسیح کو خدا کہے۔ ہندؤں سے ملے تو بت پرستی کا قائل بنے اور ان کے تمام اعتقادات میں ہم نوائی کرے مرزائی کے پاس جائے تو مرزا کو نبی بتائے دنیا کے سارے کفریات زبان سے بکتا رہے فرعون کی طرح خدائی کا بھی دعویٰ کرے مگر دل میں اسلامی عقیدہ رکھتا ہو۔ اور معنی کفریہ کا قصد نہ کرے تو حسب تحریر سیف یمانی پکا مسلمان ہے۔ اور اس کی دلیل میں وہ کہتا ہے کہ درمختار میں ہے۔

# وہابیہ کا تقیہ

جبکہ دل میں تذبذب نہ ہو تو صرف زبان کی وجہ سے ارتداد متحقق نہ ہوگا۔

(سیف یمانی ص۴۲)

یہاں صاف کر دیا کہ دار و مدار دل پر ہے زبان سے چاہے کتنے ہی کفریات بکے کافر نہ ہوگا۔ یہاں بلا قصد کی بھی قید نہیں۔

ستم ہے کہ اشرف علی کو رسول کہلوانے کے لیے کلمات کفریہ کا بکنا جائز کیا جا رہا ہے۔ دیکھئے کتنا زبردست تقیہ ہے۔ دل میں تو اعتقاد وہی اسلام کا اور ظاہر کرے کفر یہی تو تقیہ ہے۔ جو عبارتیں صاحب سیف یمانی نے نقل کیں وہ سب بے محل نقل کیں۔ ان میں خیانت بھی کی در مختار کی عبارت مُکرَہ کے حق میں تھی اسی کے لیے قرآن کریم میں وارد ہوا تھا۔

| | |
|---|---|
| الا من اکرہ وقلبہ .... | سوا اس کے جو مجبور کیا جائے |
| مطمئن بالایمان ؕ | اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو۔ |

مگر صاحب سیف یمانی نے مکرہ کا نام تک نہ لیا اور عام حکم دے دیا کہ جب دل میں تذبذب نہ ہو تو صرف زبان کی وجہ سے ارتداد متحقق نہ ہوگا یہ محض باطل ہے اور اس کی نسبت در مختار کی طرف خالص دجل و فریب ہے۔ در مختار میں ہے۔

در مختار نے کہا اگر بلا اعتقاد براہ تمسخر کفر بکے تو مرتد ہوگا۔

| | |
|---|---|
| وفی الفتح من ھزل بلفظ | جس شخص نے براہ ہزل |
| کفر ارتد وان لم یعتقدہ۔ | و تمسخر کلمہ کفر کہا مرتد ہو گیا |
| (شامی جلد ۳ ص ۲۹۳) | اگرچہ اس کفری مضمون کا معتقد نہ ہو۔ |

## شامی کی عبارت کا حکم کفر

| | |
|---|---|
| والحاصل ان من تکلم | خلاصہ یہ ہے کہ جس نے کلمۂ |
| بکلمۃ الکفر ھازلاً | کفر زبان سے نکالا براہ ہزل و |
| اولاعباً کفر عند الکل | تمسخر یا بطریق لعب وہ سب |
| ولا اعتبار باعتقادہ | کے نزدیک کافر ہو گیا اور |
| کما صرح بہ فی الخانیۃ | اس کے اعتقاد کا کچھ اعتبار |
| (شامی جلد ۳ صـ ۲۹۳) | نہیں۔ ایسے ہی فتاوے قاضی |
| | خاں میں تصریح کی ہے۔ |

ان عبارات کو وہابیہ کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی فتاوے رشیدیہ جلد دوم صـ ۲ میں لکھا ہے۔ اور اسی فتاوے رشیدیہ جلد صـ ۲ میں قاضی خاں سے یہ عبارت نقل کی ہے۔

| | |
|---|---|
| رجل کفر بلسانہ طائعاً | جس شخص نے بحالت اختیار |
| وقلبہ مطمئن علی | کلمہ کفر کہا اور اس کا دل ایمان |
| الایمان یکون کافراً | پر مطمئن تھا کافر ہو جائے گا |
| ولا یکون عند اللہ | اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک |
| مؤمناً (قاضی خاں جلد ۳ صـ ۵۹۷) | مومن نہ ہو گا۔ |

## اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ملفوظات کی عبارت کا جواب

صاحب سیف یمانی نے اخیر میں پھر یہ کہا ہے کہ اشرف علی کو نبی کہنے والا بے اختیار تھا اور اس کی تائید میں اعلیٰحضرت قدس سرہ کے ملفوظات کے یہ لفظ نقل کئے ہیں کہ شریعت میں احکام اضطرار احکام اختیار سے

جدا ایں۔ باوجودیکہ اس نقل میں خیانت ہے فریب ہے یہ الفاظ مسئلہ کفر اور کلمات کفر کے متعلق ارشاد نہیں ہوئے ہیں اس کو اس پر حمل کرنا اور اعلیٰحضرت کی یہ مراد ظاہر کرنا دجل و فریب ہے پھر بھی اس سے صاحب سیف یمانی کو کیا فائدہ جبکہ اشرف علی کے نبی کہنے والے کو مجبور و بے اختیار قرار دے دینا محض باطل ہے کیونکہ اس کی گردن پہ کسی نے تلوار نہیں رکھی تھی کوئی اکراہ نہیں کر رہا تھا۔ خطاو لغزش کا عذر بھی غلط ہے اس کا ہم مفصل بیان کر چکے تو مجبوری کیا تھی۔ وہی اشرف علی کا عشق تو ایسا عشق تو ہر بت پرست کو اپنے معبودان باطل کے ساتھ ہوتا ہے اس عشق باطل کے جذبات سے مغلوب ہو کر باوجود صحت حواس و ثبات عقل و فہم معانی مجبوری کا دعویٰ کسی شخص کو کفر سے نہیں بچا سکتا البتہ اشرف علی کے نبی کہنے والے کو اگر کچھ تائید پہنچ سکتی ہے تو سیف یمانی کی اسی بات سے پہنچ سکتی ہے کہ دل میں تذبذب نہ ہو تو صرف زبان کی وجہ سے ارتداد ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر یہ عقیدہ صرف اسی کا ہے اسلام کا نہیں قرآن پاک کے خلاف ہے اور خود گنگوہی کی تصریحات کے خلاف ہے۔

## سیف یمانی کے وسوسہ شیطانی کو محمود کہنے کا جواب

اس کے بعد صاحب سیف یمانی نے لکھا۔

اب صرف تیسرا اعتراض رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ اس شیطانی وسوسہ کو حالت محمودہ کیوں سمجھا گیا۔

(سیف یمانی صہ ۲۹)

وسوسہ کیسا شیطانی حال ہے وہ شخص اشرف علی پر درود پڑھ رہا ہے اس کو زبان سے نبی کہتا جاتا ہے اس کی رٹ لگائے ہوئے ہے دن بھر اسی خیال میں غرق رہتا ہے اس کو وسوسہ کہنا غلط ہے اعتراض یہ ہے کہ اس شیطانی حال اور کفری قال کو مولوی اشرف علی نے محمود اور بہتر کیوں قرار دیا اس کا جواب صاحب سیف یمانی سے کچھ نہ بنا تو اس نے یہ کہہ دیا کہ خواب کی تعبیر کچھ کی کچھ ہوا کرتی ہے یہ جواب ہے یا فریب کاری خواب کیسا وہ شخص خود تصریح کر رہا ہے کہ بیدار ہوں خواب نہیں ۔ مولوی اشرف علی خود خواب پر حکم نہیں کرتے ۔ یہ نہیں لکھتے کہ اس خواب کی یہ تعبیر ہے بلکہ خواب کے بعد جو واقعہ ہے وہ جاگتے ہوئے بحالت ہوش و حواس سمجھتے بوجھتے مولوی اشرف علی کو نبی کہتا ہے ۔ مولوی اشرف علی اس واقعہ کو کہتے ہیں کہ اس واقعہ میں تسلی تھی ۔ یہ نہیں کہتے کہ شیطانی حال تھا وہ کفری قول تھا یہ اعتراض ہے اس کا کیا جواب ہوا نہ اب ہوا نہ کبھی ہوا انشاء اللہ تعالیٰ ۔

## سیف یمانی کے خواب پیش کرنا بے محل ہے

صاحب سیف یمانی نے بیکار بہت سے خواب لکھ کر اوراق سیاہ کئے اعتراض تو واقعہ یعنی بیداری کے حال پر ۔ اور جواب میں خوابوں کی تمثیلیں پیش کی جا رہی ہیں ۔ اب پڑھو اپنے اوپر شعر ؎

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا      الا یا ایہا الساقی ادر کاساً وناولہا

سیف یمانی نے جو فوائد الفواد اردو اور انوار خواجہ سے دو واقعے کی طرف نسبت کی ہے غلط ہے ۔

اسی سلسلہ میں صاحب سیف یمانی نے دو واقعے لکھے ہیں اور انکا حوالہ فوائد الفواد اردو اور کسی رسالہ انوار خواجہ کی طرف کیا ہے۔ جنکے مضامین قطعًا باطل ہیں۔ اور ان کی نسبت اولیاء کی طرف ہرگز صحیح نہیں۔ ہم صاحب سیف یمانی کی بہت خیانتوں کا تجربہ کر چکے ہیں۔ اس کو قرآن و حدیث وکتب فقہ بلکہ خود اپنے بزرگوں تک پر بہتان لگانے میں تامل نہیں ہے ناظرین کو گذشتہ اوراق سے اس کا کافی ثبوت مل چکا ہے۔ لہذا ہم ان واقعات کی نسبت کو صاحب سیف یمانی کی چالاکی پر محمول کرتے ہیں۔ مولوی اشرف علی تو شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کے فتاوے کے نقول تک کو معتبر نہ مانیں تو کیا ہم پر یہ لازم ہے کہ ہم غیر معروف و نامعلوم اشخاص کے ترجمے اور تالیف پر اعتماد کر کے اہل اللہ کی نسبت سوء ظن کریں۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ۔

یقینًا ان نقول کی نسبت حضرت خواجہ صاحب رح اور محبوب الٰہی صاحب رح کی طرف غلط ہے اگر صاحب سیف یمانی کے نزدیک یہ نسبت صحیح نہ تھی تو اس کو چاہیے تھا کہ اُس کا حکم بیان کرتا۔ بد نصیبو! حضرت خواجہ صاحب رح کا نام لیتے ہو۔ وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہیں۔ کفار کا سر قلم فرماتے تھے ایسا کفری کلمہ بکنے والا جس نے اشرف علی کو نبی بنایا۔ جس کی تم حمایت کرتے ہو ان کے سامنے آتا تو سر سلامت نہ لیجاتا۔

## مولوی محمود حسن دیوبندی کا پہلا شعر

مولوی محمود حسن دیوبندی نے مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرثیہ میں لکھا ہے

زبان پر اہل ہوا کے ہے کیوں اعل ہبل شاید　　اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

(مرثیہ ص۶)

## صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کی گیارھویں عبارت

اس پر صاحب عقائد وہابیہ کے جو اعتراض کیا ہوگا اس کو صاحب سیف یمانی نے نقل نہیں کیا۔

## گنگوہی جی کو ثانی بانی اسلام کہنے کی تاویل کا رد

شعر کی نسبت یہ عذر کیا کہ شعر میں لفظ (ثانی) واقع ہے وہ (مماثل) کے معنی میں نہیں بلکہ دوسرے کے معنی میں ہے۔ باوجودیکہ اردو محاورات کے جاننے والے خوب سمجھتے ہیں کہ ایسے موقع پر لفظ (ثانی) مثل کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ گنتی اور شمار کا موقع نہیں تھا اس لغو عذر کے بعد دوسرا اس سے اور واہیات عذر یہ کیا ہے۔

کہ دنیا میں پہلی مرتبہ تو اس وقت اعل ہبل کہا گیا تھا جب شیطان نے مسلمانوں کی ہمت توڑنے کے لیے الا ان محمداً قد قتل پکارا تھا اب دوسری مرتبہ جو اہل باطل کی زبان سے وہی کلمہ ملعونہ سنا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی حامئ سنت دنیا سے اٹھ گیا۔ انتہی ملخصاً۔　　(سیف یمانی ص۵۵)

## سیف یمانی کے جھوٹ

فر عن المطر، وقام تحت المیزاب۔ کہئے اب تو آپ ہی کے قول ثانی بمعنی مثل ہو گیا۔ البتہ اس کے لیے یہ جھوٹ اور بولنا پڑا کہ گنگوہی کی موت موت کے وقت اعل ہبل کا کلمہ سنا گیا۔ یہ محض جھوٹ ہے۔ افترا ہے

بہتان ہے۔ نہ اب ہبل باقی ہے نہ ہبل کے پوجنے والے باقی ہیں مصطفائی ہدایت کے انوار نے ہبل اور ہبل پرستی کو خاک میں ملا دیا۔ اب وہابیوں کے دماغوں میں ہی ہبل کی یاد ہو تو ہو اور اس کے علو کے نقشے کھنچیں تو کھنچیں دنیا میں کوئی اس کا پکار نے والا موجود نہیں۔ یہ جھوٹ بھی بولے اور اور محاورہ کے خلاف ثانی کے معنی بھی بدلے اور پھر کام بھی نہ چلا۔

## سیف یمانی کا ثانی اثنین سے استناد اور اُس کا جواب

اس کے بعد صاحب سیف یمانی نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصف ثانی اثنین سے رشید احمد کے ثانی رسول ہونے پر محض بے جا اور گستاخانہ، اور بے ادبانہ استدلال کیا۔ اور پھر بھی کچھ کام نہ بنا کیونکہ وہابی عقیدہ میں تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بانی اسلام کہا ہی نہیں جاسکتا۔ دیکھو وہابیوں کے امام مولوی اسمٰعیل دہلوی تقویت الایمان میں لکھتے ہیں۔

## تقویت الایمانی حکم سے حضور کو بانی اسلام کہنا شرک

یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انھیں کا حکم ہے انکا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات ان کی امت پر لازم ہو جاتی تھی سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویت الایمان مطبوعہ مرکنٹائل ص۲۷)

اس عبارت میں حضور کے بانی اسلام نہ ہونے کی صاف تصریح ہے کہ شرع ان کا حکم نہیں اور وہ اپنی مرضی سے جو کہیں امت کو لازم نہیں ہوتا بلکہ اس اعتقاد کو شرک بتایا ہے تو جو شخص حضور کو بانی اسلام قرار دے وہ تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ۔ اور پھر گنگوہی کو بانی اسلام کا ثانی کہہ کر دوسرے شرک میں گرفتار ۔

## تمام وہابیہ تقویت الایمانی حکم سے مشرک ہوئے

صاحب سیف یمانی نے اس شعر کی توجیہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بانی اسلام قرار دیا یا وہ اور سیف یمانی کے جملہ مصدقین تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ہو گئے اور نیز اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بانی اسلام کہنا وہابیوں کے عقیدہ میں شرک ہے تو اب بانی اسلام نہیں کہہ سکتے مگر اللہ تعالیٰ کو اور حقیقتۃً دین اسی کا ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ تو اب بانیٔ اسلام کا ثانی کہنے کے یہ معنی ہوئے کہ خدا کا ثانی ۔ تو حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثانی فرمایا جانا رشید احمد کے ثانی خدا کے کہے جانے کی سند کیسے ہو سکتا ہے ۔

## وہابیہ کے نزدیک گنگوہی جی ثانی خدا ہیں

اگر مولوی محمود حسن کے شعر کا صحیح کرنا مقصود ہو تو صاف مولوی رشید احمد

کو ثانی خدا کہنے کے جوازکا حکم کرو۔

اور تمھیں یہ بھی کیا مشکل ہے جب ایمان ہی نہیں تو سب کچھ کر سکتے ہو۔ ڈر تو ایماندار کو ہوتا ہے وہ ایسے لفظ نہ خود زبان پر لاتا ہے نہ اور کسی نے بکے ہوں تو ان کی حمایت کرتا ہے۔

# مولوی محمود حسن کا دوسرا شعر

## گنگوہی جی کے ہر کالے غلمٹے کو یوسف ثانی کہنے کا رد

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں      عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

(عبید سود) کا صحیح اردو ترجمہ (کالے غلمٹے) ہے۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ مولوی رشید احمد کی مقبولیت اس مرتبہ کی ہے کہ ان کے یہاں چھوٹے سے چھوٹا کالا غلام بھی یوسف ثانی کا لقب رکھتا ہے۔

## صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کی بارھویں عبارت

اگر یوسف سے صرف حسین مراد لیا جائے تو بھی اہل علم وادب ایک جلیل القدر نبی کا نام پاک ہونے کی وجہ سے اس کو ایسے موقع پر استعمال نہیں کرتے جہاں مظنۂ اہانت ہو۔ بلکہ آپ کے طریقہ پر شیطان کے معنی چالاک کے ہو سکتے ہیں تو کیا آپ کو گوارا ہے کہ اس معنے سے آپ کا لقب شیطان ثانی قرار دیا جائے۔ اگر اپنے لیے یہ گوارا نہیں ہے تو کیا مراتب انبیاء علیہم السلام کا ادب اپنی برابر بھی ملحوظ نہیں۔

پھر حسین کو یوسف ثانی اس لیے نہیں کہا جاتا کہ حسین کے معنی میں یہ لفظ دوبارہ وضع کیا گیا ہے بلکہ ملحوظ وہی جمال پاک حضرت یوسف علیہ السلام ہوتا ہے۔ بے باک لوگ مبالغۃً حسینوں کو حضرت سے تشبیہ دے دیا کرتے ہیں۔ دیکھئے کہا جاتا ہے کہ فلاں رستم وقت ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ لفظ رستم پہلوان کے معنی میں دوبارہ وضع کر لیا گیا ہے۔ بلکہ اس میں رستم پہلوان کی شجاعت ملحوظ ہوتی ہے۔ اس کو آپ نہ سمجھے۔ اس کا باعث یہی تھا کہ آپ نے اردو اسکول کے ٹیچروں سے سیکھی ہے

## سیف یمانی کی ایک نئی گستاخی

اسی لیے آپ صفحہ میں یہ بھی لکھ چکے ہیں۔ ع

مان لیا ہم نے کہ عیسیٰ سے سوا ہو

اور یہ نہ سمجھا کہ اس کا کیا مفہوم ہے۔ اور اس کا مخاطب کون ہے۔ اگر آپ نے کسی زبان دان کی صحبت کا فیض اٹھایا ہوتا تو آپ سمجھ سکتے کہ ایسے موقع پر یوسف ثانی یا عیسیٰ سے سوا کہنا طریقہ ادب سے دور ہے۔

## لکل فرعون موسیٰ کی مثال کا جواب

لکل فرعون موسیٰ کی مثال جو پیش کی تو یہ قرآن نہیں حدیث نہیں پھر بھی یہاں لفظ موسیٰ کسی بری تشبیہ کے ساتھ استعمال نہیں کیا گیا۔

# مولوی محمود حسن کا تیسرا شعر

## صاحب عقائد وہابیہ کی تیرھویں عبارت

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

صاحب سیف یمانی نے اس شعر کی توجیہ میں یہ کہا ہے کہ مردوں سے گمراہ اور زندوں سے راہ یاب مراد ہیں۔ لیکن اس کو مان بھی لیا جائے تو شعر سے لازم کس طرح دفع ہوگا۔ یہاں تو حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مقابلہ ہو رہا ہے اور یہ کہا جا رہا ہے کہ حضرت مسیح ذرا گنگوہی کی مسیحائی کو دیکھیں کہ گنگوہی کی مسیحائی ان کی مسیحائی سے بڑھ گئی ہے۔ ان کی مسیحائی تو اتنی ہی تھی کہ وہ مردوں کو زندہ فرمادیا کرتے تھے۔

## وہابیہ کا حضرت مسیح علیہ السلام کی سچی مسیحائی سے گنگوہی کی جھوٹی مسیحائی کو بڑھانا

لیکن گنگوہی کی مسیحائی ایسی ہے کہ مردوں کو زندہ بھی کرتے ہیں اور زندوں کو مرنے بھی نہیں دیتے۔ اب موت وحیات کے معنی ضلالت وہدایت بھی سمجھئے تو اس مقابلہ اور گنگوہی کی ترجیح کی گستاخی کا کیا جواب ہے۔

# سیف یمانی کی تحقیق سے گنگوہی جی جاہل

## حافظ صاحب اور خسرو صاحب کے اشعار کا جواب

اس کے بعد صاحب سیف یمانی نے خواجہ حافظ شیرازی اور امیر خسرو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی طرف نسبت کر کے چند شعر لکھدیے ہیں اور یہ کہا کہ جو طریقہ دیوبندیوں کے ساتھ اختیار کیا گیا اگر ان کے ساتھ بھی اختیار کیا جائے تو ان کے لیے بھی فتادے صادر کئے جائیں۔

پہلے تو میں یہ دکھادوں کہ اولیاء اللہ کے کلام پر دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد کیا فتویٰ صادر کرتے ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ صاحب

سیف یمانی کی تمام تاویلات گنگوہی صاحب کے قول سے بھی باطل ہیں۔ اور حقیقی معنی مراد نہ ہونے کا عذر بیکار اور نامسموع۔

حضرت مولٰنا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلیات میں ہے۔ ؎

روحی فداک اے صنم البطحی لقب
آشوب ترک وشور عجم فتنہ عرب

اس پر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا فتوےٰ دیکھئے۔

## گنگوہی جی کے نزدیک معنی حقیقی مراد نہ ہونیکا عذر بیکار ہے

سوال۔ شاعر جو اپنے اشعار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صنم یا بُت یا آشوب ترک فتنہ عرب باندھتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا اگرچہ معنی حقیقیہ معانی ظاہرہ خود مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے مگر تاہم ایہام گستاخی واہانت واذیت ذات پاک حق تعالیٰ شانہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہیں۔ (فتاوٰی رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۲)

## گنگوہی کا مولٰنا جامی پر فتوائے کفر

صاحب سیف یمانی یاد رکھے کہ شان انبیاء کرام میں گستاخانہ کلمات بول کر معنی مجازی مراد لینا بحکم گنگوہی کفر سے نہیں بچاتا۔ پھر گنگوہی صاحب اسی فتوے کے آخر میں لکھتے ہیں۔

الحاصل ان الفاظ میں گستاخی اور اذیت ظاہرہ ہے۔ پس

ان الفاظ کا بکنا کفر ہوگا۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم صا۳۱)

## گنگوہی جی کے نزدیک ایہام گستاخی اور گستاخی ایک ہی چیز ہیں

یہ تو وہابی سمجھتے رہیں گے کہ ایہام گستاخی اور گستاخی دولوں کو گنگوہی صاحب نے ایک کس طرح کردیا۔ ایک ہی چیز۔ کو پہلے ایہام گستاخی اور پھر اسی کو گستاخی و اذیت مظاہرہ کہا۔ مگر ہمیں تو صاحب سیف یمانی سے یہ پوچھنا ہے کہ یہ حکم کفر انھوں نے کس پر دیا؟ اور اس فتوے کے بعد آپ مولٰنا جامی علیہ الرحمہ کو کیسا سمجھتے ہیں؟ کیا مولانا جامی علیہ الرحمۃ اولیاء میں سے نہیں ہیں؟

پھر کیا اب مولوی رشید احمد گنگوہی کو ناآشنائے حقیقت کہو گے یا مولٰنا جامی علیہ الرحمہ کو کافر سمجھو گے؟ کچھ تو بولو؟

صاحب سیف یمانی نے جو شعر لکھے ہیں انکا ترجمہ بھی اُس سے صحیح نہوا۔ اس نے ٹیچر سے اردو ہی پڑھی تو فارسی کا ترجمہ کیسے صحیح کرسکتا ہے۔ میرے سامنے آکر شاگردی کا اقرار کرے تو میں حافظ و خسرو رحمہا اللہ تعالیٰ کے اشعار کا ترجمہ اسے بڑھا دوں اور مطلب بتادوں پھر وہ سمجھ لیگا کہ ان اشعار کا پیش کرنا اس کی نادانی ایک کرشمہ تھا۔

ایک شعر اس نے خواجہ کی طرف نسبت کرکے یہ لکھا ہے۔

مباش در پئے آزار و ہر چہ خواہی کن
کہ در شریعتِ ما غیر ازیں گناہے نیست

اس شعر کے متعلق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں۔

نہ آنکہ ہر کہ ایں صفت دارد تنہا مسلمان کامل است اگرچہ در باقی احکام دار کان دین تقصیر کند چنانکہ ملحداں گویند ے

مباش در پے آزار وہر چہ خواہی کن
کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

(اشعۃ اللمعات طبع کلکتہ جلد اول صہ۳۹)

حضرت شیخ نے اس شعر کو ملحدوں کا مقولہ فرمایا۔
اب سیف یمانی کے مصنفین و مصدقین بتائیں کہ بقول ان کے حضرت شیخ حقیقت سے ناآشنا ہیں۔ یا حافظ شیرازی معاذ اللہ تعالیٰ ملحد۔ ان سے تو اس کا جواب کیا ہو سکتا ہے۔ مگر میں اس معمے کو حل کر دوں تاکہ مسلمان پریشانی میں نہ پڑیں۔
بات یہ ہے کہ حضرت شیخ کا حکم صحیح ہے۔ مگر خواجہ حافظ پر حکم نہیں ہے کیونکہ شعر ہی انکا نہیں بلکہ الحاقی ہے۔ بزرگوں کے کلاموں میں ارباب نفس و ہوا نے بہت سے الحاق کئے ہیں۔ صاحب بصیرت کو اس کی تمیز چاہیئے۔

(۱۴)

## صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کی چودھویں عبارت

وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک اگر اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب
بالذات مانیں اور حضور کو بواسطہ عالم الغیب مانیں تو غلط
ہے۔ خلاف نصوص شرعیہ ہے۔ الخ

(سیف یمانی صہ۱۶)

اگر رسالہ عقائد وہابیہ میں یہ عبارت اسی طرح ہے اور صاحب سیف یمانی کی خیانت اور بہتان سے یہ محفوظ ہے تو غلط چھپی ہے۔ صحیح عبارت یہ ہونی چاہیئے۔ اور حضور کو بواسطہ غیب پر مطلع فرمائیں۔ کیونکہ ہمارا یہی مسلک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیوب پر مطلع کہتے ہیں۔ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اس کثرت سے علوم غیبی ثابت ہیں جن کی نسبت اکابر علمائے معتمدین فرماتے ہیں کہ حضور پر غیوب کے دروازے کھولدیے

گئے۔ لیکن پھر بھی لفظ عالم الغیب کے اطلاق میں احتیاط کی جاتی ہے۔ یہی ہمارا مسلک ہے اگرچہ بعض علماء قیام مبداء کو علت حمل مشتق کی قرار دیکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں اس قدر کا اطلاق کرتے ہیں۔ وللناس فی ما یعشقون مذاھب:: اعلیٰ حضرت امام اہلسنت قدس سرہٗ نے اس کی تصریحیں فرمائیں جن کو خود صاحب سیف یمانی نے نقل کیا۔

## رسالہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کی پندرھویں عبارت

وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک حضور کا علم اتنا اور ایسا ہے جتنا جانور اور چوپایوں کو ہے۔ حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرفعلی صاحب میں ہے۔

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہونگا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو

وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے۔ اور اگر التزام نہ کیا
جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے؟ اور
اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی
خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت
ہے۔ (حفظ الایمان مطبوعہ بلالی پریس ساڈھورہ صـ۷،۸)

ہر اردو سمجھنے والا اس عبارت سے بے تکلف اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ مولوی اشرف علی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے تمام علوم غیبیہ کا ثابت ہونا تو دلیل عقلی و نقلی سے باطل بنا یا اب رہ گیا بعض اور وہی ان کے عقیدہ میں حضور کے لیے ثابت بھی ہے جیسا کہ انہوں نے ان لفظوں میں تصریح کی ہے۔

بلکہ عموم و استغراق اضافی مراد ہے یعنی باعتبار بعض علوم کے۔
(حفظ الایمان صـ۷)

اب ثابت ہو گیا کہ مولوی اشرف علی کے اعتقاد میں حضور کے لیے بعض علوم ہی ثابت ہیں۔ اور اس بعض کی نسبت وہ یہ لکھتے ہیں کہ۔

اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص
ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع
حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔
(حفظ الایمان صـ۶)

تو اب قطعاً ثابت ہو گیا کہ مولوی اشرف نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو زید و عمر اور ہر صبی و مجنون اور تمام جانوروں اور چوپاؤں کی برابر کر دیا۔ اور یہ خاص ان کا اپنا عقیدہ ہے کیونکہ وہ حضور کے لیے بعض کے قائل ہیں اور بعض ہی میں تمام حیوانات وغیرہ کو حضور کا شریک کرتے ہیں تو اب صاحب سیف یمانی کا یہ قول کہ

جو ملعون ایسا عقیدہ رکھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم
معاذ اللہ زید و عمرو پاگلوں اور چوپایوں کی برابر ہے وہ ہمارے
نزدیک کافر ہے۔ (سیف یمانی صـ۶۳)

## مولوی اشرف علی تمام وہابیہ اور خود اپنے حکم سے کافر و ملعون

اس کا مصداق خاص مولوی اشرف علی ہیں اور اگر مولوی اشرف علی نے بھی ایسا لکھا ہے تو انھوں نے خود اپنی تکفیر کی ہے۔ اب تو حفظ الایمان کی اس عبارت کا کفر اور اس کے قائل کا کافر ہونا خود اشرف علی اور اس کے حمایتیوں کے کلام سے ثابت گیا۔

## سیف یمانی کا اہلسنت پر بہتان

صاحب سیف یمانی کا اہلسنت پر یہ اتہام رکھنا کہ ان کا یہ اصول ہے۔
کہ جس کو بعض مغیبات کا علم بھی حاصل ہو عام ازیں کہ ایک کا ہو یا
ایک کرور کا اسی کو عالم الغیب کہا جا سکتا ہے۔

(سیف یمانی صـ۶۳)

یہ خاص جھوٹ ہے علماء اہلسنت نے کہیں یہ نہ لکھا اور صاحب سیف یمانی کوئی حوالہ پیش نہ کر سکا اور اس کو گریز کے لیے سوائے جھوٹ کے اور کوئی راہ نہ ملی اور اہل باطل کو راہ ہی کہاں مل سکتی ہے اسی باطل فریب کاری اور جھوٹ پر اس نے یہ تفریع کی ہے کہ اشرف علی نے تو اہل سنت کو مساوات سے بچانے کی کوشش کی ہے۔ لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ۔

## (۱۶) صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کی سولھویں عبارت

"عوام الناس کو جمع کر کے سورۂ ملک وغیرہ سورتیں پڑھنا اور نقد و
طعام تقسیم کرنا اور تیجہ و دسواں مقرر کرنا سب امور بدعت ضلالہ ہیں۔
(سیف یمانی صـ۶۵)

صاحب سیف یمانی نے ان امور کے نادرست ہونے پر وہی نماز چاشت اور دعوت ختنہ والے دو حوالے پیش کر دیے جن کا جواب مفصلاً گزر چکا کہ ان میں خیانت ہے اور مسلم شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ حدیث مروی ہی نہیں۔ علاوہ بریں ان حوالوں سے اسے قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اور ان کو سند بنانا اس کے جہل کی سند ہے اور اس کا یہ دعویٰ کہ مستحسن فعل اہتمامات کی وجہ سے نادرست اور واجب الترک ہو جاتا ہے۔ (ملخصاً سیف یمانی ص۶۶) ان دونوں حوالوں سے ثابت نہیں ہوتا نہ اس کی اور کوئی دلیل صاحب سیف یمانی پیش کر سکا اور پیش کہاں سے کرتا جبکہ یہ دعویٰ حدیث کے خلاف ہے۔

## اہتمام کا حدیث سے ثبوت

حدیث شریف میں ارشاد ہوا۔

احب الامور الی اللہ ادومہا — اللہ تعالیٰ کو وہ کام پسند ہیں جن پر خوب اچھی طرح مداومت کی جاوے۔ (از مشکوٰۃ شریف ص۱۱۰)

یہی تو اہتمام ہوا۔ وہ اہتمام اللہ کو تو پسند اور وہابیہ کو ناپسند۔ اپنی رائے سے احادیث کی مخالفت کرتے ہیں اور حلال خدا کو حرام بناتے ہیں۔ اس سے بدترین بدعت اور کیا ہو گی۔ سیف یمانی میں ہے۔

اگر کوئی فعل فی نفسہ اچھا بھی ہو لیکن لوگ اس میں وہ اہتمام کرنے لگیں جن کی تعلیم ہم کو شریعت نے نہ دی ہو تو وہ فعل صرف ان اہتمامات کی وجہ سے ممنوع اور قابل ترک ہو جاتا ہے۔

(سیف یمانی ص۶۶)

وہابیہ کا یہ ایک دعویٰ ہے جس سے انھوں نے بہت سے امور نیک اور خیر کے کاموں کو روک دیا اور معصیت ٹھہرا دیا۔ مگر اس دعوے کی کوئی دلیل ان کے پاس نہیں ہے

علاوہ بریں اس قاعدہ کلیہ کے تحت میں کیا دیوبندیوں کے مدارس نہیں آتے ان میں تو اس قدر اہتمامات ہیں کہ تیجے۔ فاتحہ۔ عرس۔ گیارھویں۔ مجالس ذکر شہادت وغیرہ کے مجموعہ میں بھی نہیں۔ اگر یہ اہتمام وہابیہ کے عقیدہ میں اچھے فعل کو بھی ممنوع کرتے ہیں تو وہابیو! پہلے ان مدارس کی بدعتوں کو مٹاؤ! اور اس معصیت سے باز آؤ! جو بقول تمھارے معصیت و گناہ ہیں۔ مسجدوں میں چارپائیاں رکھی ہیں اور یہ اہتمام ہے کہ مردوں ہی کے کام آئیں۔ مردہ انھیں پر لیجایا جائے۔ یہ اہتمام کہیں زمانۂ اقدس میں تھا۔ دستار بندی کے جلسے اور ان کے اہتمام جس حدیث میں آئے ہوں وہ پیش کرو۔

## وہابیہ خود اپنے قاعدے سے پکے بدعتی ہیں

ورنہ بقول خود اس بدعت سے باز آؤ۔ تمھارے سر پر تو بدعت کی دستار بندھی ہے تمھارا تو ہر ہر فعل بدعت ہے۔ مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی جنھیں سیف یمانی میں خاتم المحققین اور آیۃ من آیات اللہ لکھا ہے وہ سیف یمانی کے اس قاعدہ کو خاک میں ملا رہے ہیں۔ دیکھو مجموعۃ الفتاوے جلد اول صہ ۱۵۳ کتب فقہ میں نظائر اس کے بہت موجود ہیں کہ ازمنہ سابقہ میں انکا وجود نہ تھا مگر بسبب اغراض صالحہ کے حکم اس کے جواز کا دیا گیا۔ صہ ۲۹۷ پر ہے۔ الوداع یا الفراق کا خطبہ آخر رمضان میں پڑھنا اور کلمات حسرت و رخصت کے ادا کرنا فی نفسہ امر مباح ہے بلکہ اگر یہ کلمات باعث ندامت و توبہ سامعان ہوئے تو امید ثواب ہے مگر اس کا طریقہ کا ثبوت قرون ثلثہ میں نہیں۔ آلخ۔ جلد دوم صہ ۱۴۰ پر ہے۔ کسی کہ میگوید کہ وجودیہ و شہودیہ از اہل بدعت اند قولش قابل اعتبار نیست و منشاء قولش جہل و نا واقفیت است از احوال اولیاء و از معنی توحید وجودی و شہودی و شاعرے کہ ذم ہر دو فرقہ ساختہ قابل ملامت است صہ ۲۱۹ پر ہے۔ شغل برزخ اس طور پر کہ حضرات صوفیہ صافیہ نے لکھا ہے نہ شرک نہ ضلالت ہاں افراط و تفریط اس میں منجر ضلالت کی طرف ہے۔

تصریح اس کی مکتوبات مجدد الف ثانی میں جا بجا موجود ہے۔ جلد سوم صفحہ ۱۸ میں ہے۔

سوال۔ وقت ختم قرآن در تراویح سہ بار سورۂ اخلاص میخوانند مستحسن است یا نہ۔ جواب۔ مستحسن است۔ صفحہ ۱۲۷ پر ہے۔ بسم اللہ نوشتن بر پیشانی میت از انگشت درست است یا نہ۔ جواب۔ درست است۔ صفحہ ۱۵۲ میں ہے۔ در مجالس مولد شریف کہ از سورۂ والضحیٰ تا آخر میخوانند البتہ بعد ختم ہر سورت تکبیر میگویند راقم شریک مجالس متبرکہ بودہ ایں امر را مشاہدہ کردہ ام ہم در مکہ معظمہ وہم در مدینہ منورہ دہم در جدہ۔ صفحہ ۱۲۰ پر لکھتے ہیں۔ پارچہ جھنڈا سالار مسعود غازی در مصرف خود آرد یا تصدق نماید۔ جواب۔ ظاہر اور استعمال پارچہ مذکورہ بصرف خود وجہے کہ موجب بزہ کاری باشد نیست داولی آنست کہ بمساکین وفقرا دہد۔

## وہابیہ کے خاتم المحققین نے وہابیت کی جھونپڑی پھونک دی

کچھ دیکھا کہاں گیا تمہارا اس گڑھنت قاعدہ تمہارے خاتم المحققین نے جن کو تم آیۃ ’’ من آیات اللہ ‘‘ کہتے ہو تمہارے پرزے اڑا دیے۔

## شرح سفر السعادت کی عبارت کا جواب

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک عبارت صاحب سیف یمانی نے پیش کی اس میں یتیموں کے مال کو بغیر وصیت مورث صرف کرنا منع فرمایا ہے۔ اور یہ منع حق ہے۔

۔ اہل سنت تیجہ ایصال ثواب کو جائز و مستحب کہتے ہیں۔ نہ پرائے مال کا بے وصیت خرچ کرنا یہ تو ایسا ہوا کہ اگر کوئی عالم کہے کہ رشوت اور چوری کے مالوں میں سے زکوٰۃ دینا اور بہ نیت ثواب راہ خدا میں خرچ کرنا حرام ہے اس سے کوئی وہبڑا یہ نتیجہ نکالے

کہ زکوٰۃ اور خیرات ہی حرام ہے۔ دعویٰ تو یہ ہے کہ نیک کام صرف اہتمام سے ناجائز و ممنوع ہو جاتے ہیں۔ اور دلیل یہ لائے کہ پرائے مال کا بے وصیت صرف کرنا ناجائز ہے، وہی اپنا شعر ہے

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا
اَلَا یَا اَیُّھَا السَّاقِی اَدِرْ کَاسًا وَّنَاوِلْھَا

پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لو۔

## سوم کی بحث

پھر اس عبارت سے سند لاتے وقت یہ بھی ظاہر کرنا ضرور تھا کہ ارتکاب تکلفات جس کو اجتماع سوم میں شیخ نے منع فرمایا ہے وہ تکلفات کیا تھے تاکہ معلوم ہو تا کہ حکم ممانعت کس چیز پہ ہے۔ شیخ کے زمانہ کو صدیاں گزر گئیں جب تک یہ واضح نہ کر دیا جائے کہ اُسوقت کے لوگ کس قسم کا اجتماع کرتے تھے اور کیا تکلفات عمل میں لاتے تھے اُس وقت تک عبارت شیخ سے استدلال محض ہرزہ سرائی ہے اگر آپ یہ ناز کریں کہ اس عبارت کے اول میں قرآن خوانی برسر قبر وغیرہ اور میت کے لیے غیر وقت نماز میں جمع ہونا بدعت و مکروہ کہا ہے۔

## سیف یمانی کی خیانت

تو اس کی نسبت بھی گزارش کر دیا جائے کہ یہ جناب کی خیانت ہے کہ مسئلہ لکھا مراد ظاہر نہ کی۔ لفظ برائے میت کس طرف مشیر ہے کچھ خبر ہے۔ اور قبر پر ختم قرآن پڑھنا مکروہ کس معنی سے ہے۔

شرح سفر السعادت میں اس مسئلہ کے متعلق سیف یمانی کی نقل کردہ عبارت کے کچھ بعد فرماتے ہیں۔

## قبر پر قرآن خوانی کا جواز

شیخ ابن ہمام در شرح ہدایہ گفتہ کہ اختلاف کردہ اند در نشاندان قاریاں تا بخوانند نزد قبر و مختار عدم کراہت است۔ (شرح سفر السعادت صـ۲۵۲)

قرآن خوانی کے لیے قاریوں کو قبر کے پاس بٹھانے میں اختلاف ہے۔ اور مختار عدم کراہت ہے۔

## سیف یمانی کی عبارت شرح سفر السعادۃ میں قطع و برید

اب کہاں گئی وہ کراہت۔ آدھی عبارت لکھ دی اور آدھی چھوڑ دی۔ ذہن میں خیانت اور چھوڑی بھی وہ جس میں مذہب صحیح وراجح کا بیان تھا۔ ایسی قطع و برید کرو تو جو چاہو کتابوں کی طرف نسبت کر کے جاہلوں کو دھوکہ دے سکتے ہو۔

نیز یہی شیخ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں۔

ومختار آنست کہ خواندن قرآن بر سر قبر مکروہ نیست خلافاً للبعض کذا قال الشیخ ابن الہمام۔ (اشعۃ اللمعات صـ۱۰۰)

مختار مذہب یہ ہے کہ قرآن کا پڑھنا قبر پر مکروہ نہیں ہے بخلاف بعض کے۔ ایسے ہی ابن ہمام نے فرمایا۔

## فتاویٰ بزازیہ کی عبارت کا جواب

اس کے بعد صاحب سیف یمانی نے فتاویٰ بزازیہ کی عبارت اہل میت کے روز سوم کھانا تیار کرنے کے متعلق نقل کی ہے۔ اور یہ نہیں ظاہر کیا کہ اس میں برادری کی

دعوت کو مکروہ کہا گیا ہے۔ اور نہ بزازیہ کی یہ عبارت نقل کی ہے۔

وان اتخذ واطعامًا للفقراء کان حسنا۔

اگر اہل میت فقراء کے لیے کھانا تیار کریں تو بہتر ہے۔

## سوم کے کھانے کی بحث

اور اتنا علم تو صاحب سیف یمانی کو کہاں ہوگا کہ برادری کی دعوت کے متعلق بزازیہ کا قول فقہا نے رد کیا ہے اور اس کی کراہت کو خلاف حدیث بتایا ہے۔ اور حدیث حریر ابن عبد اللہ جو بزازیہ کے حکم کراہت کا مدار ہے اس کو طعام وقت موت پر حمل کیا ہے۔ اس کے علاوہ طعام بعد دفن کے جواز پر حضرت عاصم ابن کلیب کی حدیث سے استناد کیا ہے۔ حلبی میں ہے۔

## فقہاء کرام نے قول بزازیہ کا رد کیا

ولا یخلو عن نظر لانہ لا دلیل علی الکراھۃ الاحدیث جریر ابن عبد اللہ المتقدم وانما یدل علی کراھۃ ذلك عند الموت فقط علی انہ قد عارضہ ماروا ہ الامام احمد بسند صحیح وابو داؤد عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن رجل من الانصار قال خرجنا مع

بزازیہ کا کلام نظر و اعتراض سے خالی نہیں کیونکہ اس میں حدیث جریر ابن عبد اللہ کے سوا کراہت کی کوئی دلیل نہیں اور حدیث جریر فقط موت کے وقت اہل میت کے کھانا تیار کرنیکی کراہت پر دلالت کرتی ہے۔ علاوہ بریں یہ بات ہے کہ اس کے معارض وہ حدیث ہے جسکو امام احمد نے بسند صحیح وابو داؤد نے عاصم ابن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی جنازۃ فرأیت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وھو علی القبر یوصی
الحافر یقول اوسع من قبل رجلیہ
اوسع من قبل رأسہ فلما رجع
استقبلہ داعی امرأتہ فجاء و
جیئ بالطعام فوضع یدہ ووضع
القوم فاکلوا ورسول اللہ صلی
اللہ تعالی علیہ وسلم یلوک
لقمۃ فی فیہ ثم قال انی اجد لحم
شاۃ اخذت بغیر اذن اھلھا
فسلت المرأۃ تقول یا رسول
اللہ انی ارسلت الی البقیع استری
شاۃ فلم اجد فارسلت الی
جار لی قد اشتری شاۃ ان
یرسل الی بثمنھا فلم یجد فارسلت
الی امرأتہ فارسلت بھا الی
فقال (رسول اللہ) صلی اللہ علیہ
وسلم اطعمیہ الاساری
فھذا یدل علی اباحۃ صنع اھل
المیت الطعام والدعوۃ

کلیب سے انہوں نے اپنے والد سے
انھوں نے ایک انصاری سے روایت
کیا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
کے ساتھ ایک جنازہ میں گئے میں
نے حضور کو دیکھا قبر پر گورکن کو فرماتے
تھے کہ قبر کو پائتی سے کشادہ کر۔
سرہانے سے کشادہ کر۔ پھر جب دفن
کر کے واپس ہوئے تو حضور کو میت
کی بی بی کی طرف سے ایک دعوت
کرنے والا ملا۔ حضور وہاں تشریف
لائے۔ اور کھانا حاضر کیا گیا۔ حضور
نے اس میں اپنا دست مبارک رکھا
اور قوم نے ہاتھ ڈالے اور کھانا شروع
کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم دہن اقدس میں لقمہ پھراتے تھے
پھر فرمایا میں ایسی بکری کا گوشت
پاتا ہوں جو اپنے مالک کے بغیر اجازت
کی گئی۔ عورت سے دریافت کیا
گیا انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ
میں نے بقیع کی طرف بکری خریدنے
بھیجا نہ ملی۔ تو میں نے اپنے پڑوسی

البہ (حلبی مطبوعہ محمدی لاہور صـ۵۶۳) کے پاس جس نے بکری خرید کی تھی پیام بھیجا کہ جس قیمت پر تم نے بکری خریدی ہے میرے پاس بھیجدو وہ نہ ملا تو میں نے اس کی عورت کے پاس آدمی بھیجا اس نے مجھے بکری بھیجی حضور نے فرمایا کہ اسیروں کو کھلا۔ یہ حدیث اہل میت کے کھانا تیار کرنے کی اباحت اور اس کی دعوت دینے کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔

کیوں جناب کچھ کھلیں آنکھیں کہ بزازیہ کے حکم کو فقہا نے مجروح کر دیا۔

صاحب سیف یمانی نے بحوالہ ملا علی قاری ایک عبارت علامہ طیبی کی نقل کی ہیں۔ آپ کے نقل تو ہمیشہ غلط ہی ہوا کرتی ہے۔ مگر یہاں ایک کمال اور ہے کہ آپ سے اِس عبارت کا ترجمہ بھی نہ ہو سکا۔

## ملا علی قاری کی عبارت کا جواب

عجب باکمال ہیں کہ جس عبارت کا ترجمہ بھی نہ کر سکیں اسی کو سند میں پیش کر دیں۔ اِس حیا داری پر آفریں۔ اس عبارت میں ہے من اصر علی امر مندوب وجعل عرفا ولم یعمل بالرخصۃ،

## صاحب سیف یمانی کی قابلیت

اس میں جعل عرفا کا ترجمہ صاحب سیف یمانی سے نہ ہو سکا اس کے ترجمے میں آپ لکھتے ہیں۔ اور اس کو عزیمت قرار دے لے۔ ہیں تو اتنے سادہ لوح اور بھولے یہ نہیں جانتے کہ عزیمت کسے کہتے ہیں اور استدلال کے لیے مستعد کسی لغت ہی میں دیکھ لیا ہوتا عربی کی فہم دشوار تھی تو منتہی الادب ہی میں تلاش کیا ہوتا جو اکثر فارسی کے ترجموں سے لغات کا حل کرتا ہے اس میں لکھا ہے۔

عزمة بالفتح واجب وثابت وعزمة من عزمات الله ای حق من حقوقه او واجب مما اوجبه۔ اگر آپ یہ لغت دیکھ لیتے تو آپ کو عبارت کا ترجمہ معلوم ہو جاتا۔ اب میں ترجمہ کر کے بتا دیتا ہوں۔ ترجمہ یہ ہے کہ جس شخص نے کسی امر مستحب پر اصرار کیا۔ اور اس کو واجب سمجھا اور رخصت پر عمل نہ کیا اس پر شیطان کا فریب کچھ نہ کچھ چل گیا۔ اگر یہ ترجمہ آپ جانتے تو عبارت کو سند ہی میں نہ لاتے کیونکہ غیر واجب کو واجب جاننا اس عبارت میں مذموم بتایا گیا ہے تو تیجہ فاتحہ چالیسویں وغیرہ کو کوئی بھی واجب نہیں جانتا لہذا یہ عبارت اس سے متعلق ہی نہیں ہوئی اگر کسی زمانہ کے لوگ ایسا سمجھنے لگے ہوں تو ان کا حکم آج کل کے مسلمانوں پر کیسے جاری ہو سکتا۔ لاتزر وازرۃ وزر اخری۔

## شرح منہاج کی عبارت کا جواب

سیف یمانی میں امام نووی کا قول نقل کیا ہے اور شرح منہاج کا حوالہ دیا ہے کوئی حوالہ اس شخص کا قابل اعتبار نہیں باوجود اس کے ترجمہ غلط کیا ہے۔ عبارت میں تو یہ ہے اطعام الطعام فی الایام المخصوصۃ اور ترجمہ یہ کیا ہے۔ اور خاص خاص دنوں میں (فقیروں) کو کھانا کھلانا (سیف یمانی ص۶۶)

فقیروں کا لفظ عربی عبارت میں کہیں نہیں تھا اس کو اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ پھر یہ بھی خلاف تصریحات فقہا کے لکھا۔ عالمگیری۔ حلبی۔ اور انھیں کے پیش کردہ فتاوے بزازیہ میں تصریح ہے کہ فقیروں کے لیے کھانا تیار کرنا حسن ہے۔

## سیف یمانی کا ترجمہ میں تصرف

اس طرح کی پیوند کاری کرو تو جس عبارت سے جو چاہو مطلب نکال لو ایک

لفظ اپنی طرف سے بڑھا دیا اور کچھ کا کچھ بنا دیا۔ مگر وہابیت کی بدقسمتی کام پھر بھی نہ چلا کہ اس عبارت میں حکم یہ ہے بدعۃ جس سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ ایام مخصوصہ میں کھانا کھلانا بدعت ہے۔ پھر اس سے ناجائز ہونا کس طرح ثابت ہوگا۔ ایسے تو جماعت تراویح کے لیے بھی بدعت کا لفظ حدیث میں موجود ہے تو کیا اس سے کراہت ثابت ہو گئی۔ اس مسئلہ کی تحقیق ہم اوپر شرح سفر السعادۃ کی عبارت کے جواب میں لکھ چکے ہیں کہ صحیح یہ ہے کھانے کو کھانا مکروہ نہیں۔ اور اس پہ حدیث بھی پیش کی جا چکی ہے اور حدیث کے موجود ہوتے ہوئے اگر کسی کا قول اس کے خلاف بھی ہوتا تو متروک ہو جاتا۔

## صاحب سیف یمانی کا وصیت نامہ حضرت شاہ ولی اللہ سے غلط استدلال

صاحب سیف یمانی نے شاہ ولی اللہ صاحب کے وصیت نامہ کی ایک عبارت نقل کی ہے اور وہ بالکل فضول نقل کی ہے اس میں کہیں نہیں ہے کہ تیجہ ناجائز ہے بلکہ چہلم فاتحہ برسی میں اسراف کرنے کو برا بتایا ہے۔ اس سے تیجہ فاتحہ عرس کی ممانعت کہاں نکلی۔ بلکہ اجازت نکلی کہ اسراف برا ہے یعنی بے اسراف درست ہے اور ظاہر ہے کہ صدقہ و ایصال ثواب کو تو کوئی اسراف کہہ نہیں سکتا۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اور اسراف ہو تو وہ تیجے اور چالیسویں میں داخل نہیں اس کے مذموم ہونے سے اسراف کا ترک لازم آئیگا نہ کہ تیجے فاتحہ چالیسویں وغیرہ کا۔ شاہ صاحب کا یہ لفظ کہ مصلحت آنست اس طرف مشیر ہے کہ اس کے زمانہ کی جس رسم کو وہ روکنا چاہتے ہیں وہ ناجائز ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ بر بنائے مصلحت احتیاطاً ہے۔ پھر یہ شاہ صاحب کی وصیت میں بیان نہیں کہ رسم سے کیا مراد ہے۔

## سیف یمانی کا فریب

صاحب سیف یمانی نے اس سے تیجہ مراد لیا اس پر اس کے پاس کوئی دلیل نہیں اور وصیت میں جو لفظ نہیں ہیں اس کو اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ یہ شاہ صاحب کے لفظ تو نہ ہوئے خود اپنے ہی لفظ ہوئے۔ عجب مدعی ہے کہ اپنے ہی کلام کو سند بنا کر پیش کرتا ہے کسی علم والے کی صحبت سے بہرہ ور ہوا ہوتا تو ایسی جاہلانہ باتیں تو نہ کرتا۔

## سیف یمانی کا عبارت تفسیر فتح العزیز کو بے فائدہ پیش کرنا

صاحب سیف یمانی نے تفسیر فتح العزیز کے حوالہ سے ایک عبارت پیش کی ہے جو اس کو تفسیر مذکور میں تو دیکھنی نصیب نہیں ہوئی ہے۔ باوجود اس کے اس میں ضروری انگاشتن کا لفظ ہے اس سے صرف اتنا نتیجہ نکلتا ہے کہ روز سوم کی تخصیص کو ضروری قرار دینا شریعت میں ثابت نہیں ہے اور ضروری قرار دینا واجب سمجھنے کا ترجمہ ہے لہذا یہ عبارت بھی اس کو کچھ مفید نہیں ہے۔

## تفسیر فتح العزیز سے فاتحہ چالیسویں وغیرہ کا ثبوت

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو تفسیر فتح العزیز میں یہ فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| و مدد زندگاں بمردگاں دریں حالت | اس حالت میں مردوں کو زندوں کی مدد |
| زود تر می رسد و مردگاں منتظر | بہت جلد پہنچتی ہے اور مردے اس طرف |
| لحوق مدد ازیں طرف میباشند | سے مدد پہنچنے کے منتظر ہوتے ہیں۔ انکو |

وچناں گمان می برند کہ ہنوز زندہ ایم۔ ولہذا در حدیث شریف در احوال قبر وارد ست کہ مرد مسلمان در آنجا میگوید کہ دَعُوۡنِیۡ اُصَلِّیۡ یعنی بگذارید مرا تا نماز خوانیم و نیز وارد ست کہ مردہ در آنحالت مانند غریق ست کہ انتظار فریادرسی میبرد صدقات وادعیہ و فاتحہ دریں وقت بسیار بکار او می آید وازیں جہت کہ طوائف بنی آدم تا یک سال وعلی الخصوص تا یک چلہ بعد موت دریں نوع امداد کوشش تمام می نمایند در روح مردہ نیز در قرب موت در خواب وعالم تمثل ملاقات زندگاں می کند۔ وما فی الضمیر خود را اظہار می نماید۔

(تفسیر فتح العزیز پارہ عم سورۂ اذا السماء انشقت)

گمان ہوتا ہے کہ ہم زندہ ہیں۔ اسی لیے حدیث شریف میں احوال قبر میں وارد ہے کہ مسلمان آدمی وہاں (نکیرین سے) کہتا ہے مجھے چھوڑ دو میں نماز پڑھونگا۔ اور یہ بھی وارد ہے کہ مردہ اس حالت میں ڈوبتے کی شکل فریاد رسی کا منتظر ہوتا ہے اور صدقے دعائیں۔ فاتحہ اس وقت اس کے بہت کام آتی ہیں۔ یہی باعث ہے کہ بنی آدم کے گروہ ایک سال تک اور خاص کر چالیس روز تک موت کے بعد اس میں امداد اور پوری کوشش کرتے ہیں۔ اور مردہ کی روح بھی موت کے قریب خواب اور عالم مثال میں زندوں سے ملاقات کرتی ہے اور اپنا ما فی الضمیر کہتی ہے۔

اب دیکھیے کہ برسی اور چالیسویں تک کی ہر ایک فاتحہ تیجہ۔ دسواں۔ بیسواں۔ وغیرہ سب کچھ اس میں آگیا اور شاہ صاحب نے یہ فرمایا کہ یہ بہت کار آمد ہے اور مردہ ڈوبتے کی طرح اس کا انتظار کرتا ہے۔

---

## شاہ صاحب کے خاندان میں تیجہ کا رواج تھا شاہ ولی اللہ صاحب کا بھی تیجہ ہوا

شاہ صاحب کے تمام خاندان میں تیجے کا رواج تھا۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی تیجہ ہوا۔ شاہ صاحب نے اپنے بھائیوں کا بھی تیجہ کیا۔ شاہ صاحب کے ملفوظات میں ہے۔

| | |
|---|---|
| روز سوم کثرت ہجوم مردم آں قدر بود ند کہ بیروں از حساب است ہشتادو یک ختم کلام اللہ بہ شمار آمد وزیادہ ہم شدہ باشد و کلمہ را حصر نیست۔ (ملفوظات صـ۸۰) | تیجہ کے روز آدمیوں کا ہجوم اس کثرت سے تھا کہ شمار میں نہیں آسکتا اکیاسی ختم کلام اللہ شریف شمار میں آئے۔ اور شاید اور زیادہ بھی ہو گئے ہوں۔ اور کلمہ کی تو انتہا ہی نہیں۔ |

یہ ہیں صاحب سیف یمانی کے مانے ہوئے شاہد۔ اور یہ ہیں ان کی شہادتیں۔

## صاحب سیف یمانی کا وصیت نامہ قاضی ثناء اللہ صاحب سے بیجا استدلال

اسی طرح قاضی ثناء اللہ صاحب کے وصیت نامہ کی عبارت جس کا مضمون یہ ظاہر کیا ہے کہ

مرنے کے بعد دنیوی رسمیں جیسے دسواں۔ بیسواں۔ چالیسواں۔
چھ ماہی اور برسی کچھ نہ کیجائے۔ (سیف یمانی صـ۶۹)

اس میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جسمیں یہ بتایا ہو کہ یہ امور ممنوع و ناجائز ہیں۔ نادان کو اتنی فہم نہیں کہ جس عبارت کو سند بنا کر پیش کرتا ہے۔ اس میں اس کے مدعا کی ہوا بھی نہیں

بلکہ اگر یہ فرض بھی کرلیا جائے کہ قاضی صاحب کے وصیت نامہ میں یہ مضمون ہے تو صاحب سیف یمانی کو تیجے۔ دسویں۔ بیسویں۔ چالیسویں۔ چھ ماہی۔ برسی کے بدعت کہنے کی کوئی سبیل ہی باقی نہیں رہی۔ بلکہ اس کو ماننا پڑیگا کہ یہ امور ہرگز بدعت نہیں ہیں کیونکہ ان کو قاضی صاحب نے رسم دنیوی بتایا ہے اور صاحب سیف یمانی شاہ ولی اللہ صاحب کے وصیت نامہ کی عبارت کے ترجمے میں تیجے وغیرہ کو رسم دینا کہہ چکا ہے۔ تو جب یہ دنیوی رسمیں ہوئیں اور ان کے کرنے والوں نے انھیں داخل دین نہ سمجھا۔

## صاحب سیف یمانی کے اقرار سے تیجہ دسویں بیسویں چالیسویں کو بدعت کہنا غلط اور جھوٹ ہے۔

تو باقرار صاحب سیف یمانی تیجہ۔ دسواں۔ بیسواں۔ چالیسواں۔ برسی۔ عرس کوئی چیز بدعت نہ ہوئی اور اس کو بدعت کہنا غلط اور جھوٹ ہے۔ چنانچہ سیف یمانی میں لکھا ہے۔

## شہادت اس کو کہتے ہیں کہ خود قائل ہوا دشمن

چونکہ امور مندرجہ فی السوال کو داخل دین نہیں سمجھا جاتا لہذا یہ چیزیں سرے سے بدعت ہی نہیں بلکہ مباح الاصل ہیں۔

سیف یمانی ص۱۷

## صاحب سیف یمانی کا قاضی ثناء اللہ صاحب پر افترا

اب کس منہ سے بدعت کہو گے۔ شہادت ایسے کہتے ہیں کہ دشمن کی زبان سے

کہلوایا۔ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی پر سیف یمانی نے طوفان باندھا۔ اور ان کی تصریحات کے خلاف یہ جعلی مضمون ان کی طرف نسبت کیا۔ قاضی صاحب تذکرۃ الموتیٰ میں فرماتے ہیں۔

حافظ شمس الدین ابن عبد الواحد گفتہ از قدیم در ہر شہر مسلمانان جمع می شوند وبرائے اموات قرآن می خوانند۔ پس اجماع شدہ۔ وخلال از شعبی روایت کردہ بودند کہ انصار وقتیکہ کسی می مرد از آنہا بسوئے قبر او میرفتند وبرائے او قرآن میخواندند۔ (تذکرۃ الموتیٰ ص ۳۶)

حافظ شمس الدین ابن عبد الواحد نے کہا کہ قدیم سے ہر شہر میں مسلمان جمع ہوتے ہیں۔ اور اموات کیلئے قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ پس اس پر اجماع ہوگیا۔ اور خلال نے شعبی سے روایت کی کہ انصار میں سے جب کوئی مرجاتا تھا تو اس کی قبر کی طرف جاتے تھے اور اس کے لیے قرآن شریف پڑھتے تھے۔

## قاضی ثناء اللہ صاحب تیجہ پر اجماع بتاتے ہیں کہ صحابہ کے عہد میں موجود تھا

یہ ہیں وہ قاضی صاحب جنھیں صاحب سیف یمانی نے بیہقی وقت کہا ہے قدیم سے ہر شہر میں مسلمانوں کا جمع ہونا۔ اور اموات کے لیے قرآن پڑھنا یہ تیجہ ہی تو ہے تیجے ہی کے لیے تو ہر شہر کے مسلمانوں کا معمول رہا ہے اس پر قاضی صاحب اجماع فرماتے ہیں۔ تیجہ قاضی صاسب کے نزدیک اجماعی مسئلہ ہے اور اتنا ہی نہیں بلکہ قاضی صاحب کے نزدیک تیجہ قرون ثلثہ میں بھی رائج تھا اور اصحاب کرام بھی کرتے تھے جیسا کہ قاضی صاحب نے شعبی کی روایت سے نقل کیا۔

کہو اپنے تسلیم کئے ہوئے بیہقی وقت کی شہادت مانو گے یا اپنی ہوائے نفس پر

اڑے ہوئے رہو گے۔ ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔

صفحہ ۷۰ سے ۷۲ تک صاحب سیف یمانی نے تیجہ۔ دسویں۔ بیسویں وغیرہ کو رد کرنے کے لیے ایک کہانی سے کام لیا ہے۔ یہ آپ کی سندیں ہیں۔ اگر اس قسم کے واقعات دیوبند اور دیوبندی سلسلہ کے مدارس کے سامنے لائے جائیں تو صاحب سیف یمانی کو ان مدارس کی حرمت کا بھی حکم دینا پڑیگا۔

ابھی قریب کے زمانہ میں مدرسہ دیوبند کی کیسی کیسی بدنامیاں ہو چکیں۔ ہندوستان میں شور مچے۔ جماعت میں تفرقے پڑ گئے مگر آج تک وہابیوں نے مدرسہ کے ناجائز ہونے کا فتویٰ صادر نہیں کیا۔ الحمد للہ کہ صاحب سیف یمانی کی وہ شہادتیں جن پر اس نے ناز کیا تھا بے پردہ ہوئیں۔ ان کی تمام فریب کاریاں اور چالبازیاں ظاہر ہو چکیں۔ خداوند عالم ہر مسلمان کو ایسی فریب کاری سے بچائے۔ ایسی پر تلبیس شہادتیں کوئی ایماندار پسند نہیں کرتا۔ یہ آپ ہی کو مبارک رہیں۔ حیادار تو ایسی شہادتوں کو شہادت کہتے ہوئے بھی شرمائے گا۔ مگر وہابیہ کے یہاں تو یہ معاملہ ہے۔ ع بیحیا باش وہر چہ خواہی کن ؎

# صاحب رسالہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کی

# سترھویں عبارت

## مسئلہ علم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک علم غیب عطائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ماننا بھی محض خرافات اور باطل ہے۔

(سیف یمانی صے۷)

اس کے جواب میں صاحب سیف یمانی نے فتاوی رشیدیہ کی یہ عبارت لکھی ہے۔

اور جو یہ کہتے ہیں کہ علم غیب بجمیع اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے۔ سو محض باطل و خرافات میں سے ہے۔ کہیئے اس میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔

(سیف یمانی صـ۶۲)

جی ہاں! اسی کو کلام ہو سکتا ہے جو قرآن و حدیث پر ایمان رکھتا ہے اور وہی یہ کہہ سکتا ہے کہ وہابی کا یہ کلام غلط و باطل۔ اور قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ قرآن پاک میں تو یہ ارشاد ہوا۔

نزلنا علیك الکتاب تبیانا لکل شئی۔

ہم نے آپ پر کتاب (قرآن پاک) کو نازل کیا جو ہر شے کا بیان واضح ہے۔

## حضور علیہ السلام کے لیے جمیع اشیاء کا علم

جمیع اشیاء کے علم عطائی کو یہ آیت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت کر رہی ہے۔ ایسے ہی حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

فتجلی لی کل شئی وعرفت

مشکوٰۃ شریف صـ۷۲

پس میرے لیے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے اسے پہچان لیا۔

جمیع اشیاء کا علم عطائی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے قرآن و حدیث سے ثابت ہوا۔ مسلمان قرآن و حدیث پر ایمان رکھتے ہیں وہ فتاویٰ رشیدیہ کی مخالف قرآن حدیث عبارت کو ٹھکرا دیں گے۔ اسی مسئلہ کے ضمن میں سیف یمانی میں یہ بھی لکھا ہے۔

اگر کوئی احمق علم غیب عطائی کا یہ مطلب سمجھتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی ایسی قوت مدرکہ عطا فرمائی تھی جس سے آپ باختیار خود بدون اعلام خداوندی مغیبات کا ادراک فرما لیتے تھے (جیسا کہ بعض جاہل رضا خانیوں سے میں نے خود سنا ہے.)
تو ایسا شخص بلاشبہ تمام اہلسنت و جماعت کے نزدیک کافر و مشرک ہے۔ جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خلق و تکوین احیاء و امانت کا ثابت کرنے والا اگرچہ عطائی اڑلے مشرک ہے۔ (سیف یمانی ص ۴۳)

جاہل اور احمق کے الفاظ علمائے دین کی شان میں لکھنا یہ تو صاحب سیف یمانی کے اخلاق کا معمولی نمونہ ہے۔ ساری کتاب بدزبانیوں گستاخیوں سے بھری ہوئی ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ یہ دشمن عقل و ایمان احمق و جاہل کس کو کہتا ہے اور اس کے یہ گستاخانہ کلمے کہاں تک پہنچتے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں حدیث عبدالرحمٰن بن عائش میں یہ کلمے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| فوضع کفه بین کتفی | اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت |
| فوجدت برد ھا بین | میرے دونوں شانوں کے درمیان |
| ثدیی فعلمت ما فی | رکھا۔ اس کے فیض کا اثر میں نے |
| السموات والارض | اپنے سینہ میں پایا تو آسمان زمین کی |

(مشکوٰۃ شریف ص ۶۹)

تمام کائنات کا مجھے علم ہو گیا۔

علامہ علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کی شرح میں یہ لفظ لکھتے ہیں

فتح علی ابواب الغیوب     مجھ پر غیبوں کے دروازے کھول دیے گئے۔

ایسے ہی علامہ طیبی نے بھی لکھا ہے۔

یہ حال و مقام تو اس سے بھی اعلیٰ ہے جس کو صاحب سیف یمانی نے کفر و شرک بتایا کیونکہ قوت مدرکہ حاصل ہونے سے یہ ضروری نہیں کہ جملہ مافی السموات والارض دفعۃً منکشف ہو جائیں۔ یہاں تو یہ ثابت ہے کہ غیبوں کے دروازے کھل گئے اور غیوب پیش نظر اقدس ہو گئے۔ زرقانی نے شرح مواہب میں امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ نقل کیا۔

ثالثھا ان لہ صفۃ بھا یبصر الملئکۃ و یشاھدھم کما ان للبصیر صفۃ بھا یفارق الاعمی رابعھا ان لہ صفۃ بھا یدرک ما سیکون فی الغیب

سوم یہ کہ نبی کو ایک وصف ایسا حاصل ہوتا ہے جس سے وہ ملائکہ کو دیکھتے اور ان کا مشاہدہ کرتے ہیں جس طرح کہ بینا کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس کے باعث وہ نابینا سے ممتاز ہے۔ چہارم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے آئندہ کے غیبی امور کا ادراک کرتے ہیں۔

یہی وہ مضمون ہے جس کے قائل کو صاحب سیف یمانی نے احمق اور جاہل اور کافر و مشرک کہا۔

بے دینو! اہل اللہ کو، ائمہ دین کو، سلف کو، سلف صالحین کو، کافر و مشرک کہتے ہو کیا تم ان ائمہ دین کو بھی رضا خانی سمجھتے ہو بات یہ ہے کہ بفضل اللہ تعالیٰ اعلیحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ کے اور اکابر اسلام کے عقیدے ایک ہیں۔ مگر مصیبت تو انھیں جب معلوم ہو گی جب ان کے گھر کے پیروں کے اقوال دکھائے

جائیں گے۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الطاف القدس میں فرماتے ہیں۔

نفس کلیہ بجائے جسد عارف می شود و ذات عارف بجائے روح او ہمہ عالم را بعلم حضوری در خود می بیند۔

عارف کا نفس بالکل اس کے جسم کا قائم مقام ہو جاتا ہے اور عارف کی ذات بجائے اس کی روح کے تمام عالم کو بعلم حضوری طبعًا اپنے اندر دیکھتا ہے۔

یہاں فقط انبیاء کے لیے ہی نہیں بلکہ عرفا کے لیے بھی شاہ صاحب تمام عالم کا علم حضوری ثابت کر رہے ہیں وہ بھی طبعًا۔ اب کہئے شاہ صاحب کے لیے کیا فتویٰ ہے سیف یمانی کے مصنفین و مصدقین جن میں مولوی اشرف علی مولوی مرتضیٰ حسن، مولوی عبدالشکور۔ مولوی شبیر احمد بھی ہیں۔ یہ سب شاہ صاحب پر کتنے ڈبل شرک اور کفر کا فتویٰ دیتے ہیں۔ رہا ہو! کرو تو کچھ ہمت۔ جہاں اور بہت سے بزرگوں کی شان میں گستاخیاں کی ہیں ایک شاہ صاحب بھی سہی۔

اب میں آپ کو وہابیہ کے امام الطائفہ تقویۃ الایمان والے مولوی اسمٰعیل کی تحریر دکھا دوں جن کی تعریف میں وہابی دفتر کے دفتر سیاہ کرتے ہیں۔ اور جن کی بدولت صدہا گمراہیوں کے ٹھیکے دار بنتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

## صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک ایک معمولی آدمی کیلئے آسمان و زمین جنت دوزخ کے مقامات کی سیر کا اختیار

پس باستعانت ہماں شغل بہر مقامیکہ از زمین و آسمان و بہشت و دوزخ خواہد

شغل دورہ کی مدد سے زمین و آسمان۔ بہشت دوزخ کے جس مقام کی چاہے

---

ع غیر خدا کی استعانت کا علم بردار ہو کر ایک شرک اور کیا ۱۲

متوجہ شدہ سیر آں مقام نماید واحوال آنجا دریافت کند وبا اہل آں مقام ملاقات سازد۔ سیر کرے اور اس جگہ کے حالات دریافت کرے۔ اور اس مقام والوں سے ملاقات کرے۔

(صراط مستقیم ص۱۱۷)

ایک وہابی کو تو دورہ کا شغل کر کے ایسی قوت حاصل ہو جائے کہ آسمان زمین بہشت دوزخ کے جس مقام کے چاہے اپنے اختیار سے حالات معلوم کرے۔ اور جہاں چاہے چلا جائے اور اس مقام کے جن اصحاب سے چاہے ملاقات کرے کوئی روک ٹوک کرنے والا نہیں۔

## سیف یمانی والوں کے قول پر اسمعیل دہلوی مشرک کافر

او سیف یمانی والے مسکینو! اپنے گروہ کو تو دیکھو؟ تمہارے عقیدہ کے بموجب خدائی کے دعوے کر رہا ہے اس کے لیے کفر و شرک کا حکم جاری کرو اور پھر یہ بھی بتاؤ کہ ایسے مشرکوں کے متبع ہو کر تم کہاں کے مومن ہو گئے؟ جنھوں نے سیف یمانی کی تصدیقیں کی ہیں۔ ان سب کے نزدیک اسمعیل کافر و مشرک ہو گئے

اب ذرا سیف یمانی والے کے اس حکم کفر و شرک کی نبض بھی دیکھتے چلیں۔ سارے وہابی ملجاؤ؟ کمیٹیاں کرو؟ مشورے لو؟ اور ایک مجموعی قوت سے یہ ثابت تو کرو کہ کفر و شرک کا حکم جو یہاں صاحب سیف یمانی نے کیا ہے کسی طرح بھی صحیح ہے؟ جاہل کتاب لکھنے تو بیٹھ گیا مگر لفظوں کا ترجمہ تک بھی معلوم نہیں۔ شرک۔ شرک۔ تو کرتا ہے مگر شرک کے معنی نہیں جانتا۔ وہابیہ کے پیشوا مولوی اسمعیل دہلوی نے شرک کے معنی یہ لکھے ہیں۔

شرک کے معنی یہ کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی

ہیں اور اپنے بندوں کے ذمہ نشان بندگی کی ٹھہرائی ہیں
وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی۔ (تقویت الایمان ص۵)

اب کہئے کیا یہ معنی شرک کے صادق آتے ہیں۔ کیا کسی کی عطا کی ہوئی قوت مدرکہ سے باختیار خود غیب کا ادراک اللہ نے اپنے ساتھ خاص کیا ہے۔ وہابیو! کیا تم ایسا ہی خدا مانتے ہو جو غیر کی عطا کی ہوئی قوت مدرکہ رکھتا ہو؟ خدا کی ایسی شان سمجھنے والا اور عطائی قوت ادراک کو خدا کے ساتھ خاص بتانے والا خدا کا منکر اور کافر ہے یا نہیں۔؟

مسکینو! دین کے نادارو! عطائی قوت مدرکہ کو شرک کہنے کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ علم غیب میں کسی اور کی عطا کا محتاج ہے؟ نادانو کیا تم خدا کے لیے کوئی دوسرا خدا تجویز کرتے ہو؟ ہوش میں آؤ؟ رضوی مؤمن صحیح العقیدہ کو احمق و جاہل کافر و مشرک کہنے کا یہ نتیجہ ہے۔

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

اس حکم کفر و شرک کے ثبوت میں صاحب سیف یمانی نے شرح عقائد و بحر و شرح فقہ اکبر کی تین عبارتیں پیش کی ہیں۔ اس مسکین کی یہ محتاجی قابل دید ہے کہ تینوں عبارتوں میں سے ایک بھی اس کے مفید مدعا نہیں۔ کسی میں یہ نہیں کہ عطائی قوت مدرکہ کا اثبات غیر خدا کے لیے شرک ہے۔ بلکہ پہلی اور تیسری میں تو علم عطائی کا صریح اثبات ہے مگر ایسے شخص کو کیا کہا جائے جو اپنے خلاف مدعا عبارت نقل کر ڈالی۔ مہربانی کر کے صاحب سیف یمانی اپنے کلمے جاہل و احمق اپنے اوپر کہہ کر اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیر لے۔ رہی بحر کی عبارت وہ خانیہ سے نقل کی ہے۔ اور خانیہ میں لفظ قالوا کے ساتھ لکھا ہے۔ اور لفظ قالوا مرجوحیت و اختلاف پر دلالت کرتا ہے۔ رد المحتار میں ہے لفظة قالوا تذکر فیما فیه خلاف معدن الحقائق۔ وخزانة الروایات میں ہے وفی المضمرات والصحیح انه لایکفر لان الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام یعلمون الغیب ویعرض علیهم الاشیاء فلا یکون کفراً۔

صاحب سیف یمانی نے ایک عبارت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فتح العزیز سے نقل کی ہے وہ بھی مدعا سے علاقہ نہیں رکھتی۔ شاہ صاحب لوازم الوہیت ذکر فرمارہے ہیں علم غیب عطائی کو کون لوازم الوہیت سے کہتا ہے آخر میں شرح عقائد کی ایک عبارت لکھ دی ہے (اولاً) تو وہ عبارت کاہن کے متعلق ہے (ثانیاً) اس پر انھوں نے کوئی حکم نہیں دیا نہ کفر کا نہ شرک کا (ثالثاً) اس کے بعد ہی علم غیب کا اثبات اس میں انبیاء و اولیاء کے لیے بصراحت مذکور تھا۔ اس سے آنکھ چرا گیا اور یہ صاحب سیف یمانی اور اس کے ہم مذہبوں کی عادت ہے کہ کتابوں کی عبارتوں میں قطع و برید کرتے ہیں اور جو مخالف مدعا ہوا اس کو چھوڑ جاتے ہیں۔ شرح عقائد میں اس کو یہ نظر نہ آیا۔

| | |
|---|---|
| بالجملۃ العلم بالغیب امر تفرد بہ اللہ تعالیٰ لا سبیل الیہ للعباد الا باعلام منہ او الہام بطریقۃ المعجزۃ او الکرامۃ الخ (شرح عقائد ص ۱۰۷) | حاصل کلام یہ ہے کہ علم غیب ایسا امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ متفرد ہے بندوں کو اس کی طرف راہ نہیں مگر اسی کے علم دینے یا الہام کرنے سے بطریقہ معجزہ یا کرامت کے۔ |

اس میں صاف تھا کہ غیب کا علم باعلام الٰہی ہوتا ہے۔ اس کو شرک و کفر قرار دینا محض فریب و باطل ہے۔

## رسالہ عقائد وہابیہ کی اٹھارھویں عبارت

### دیوبندیوں کے نزدیک امتیوں کا عمل میں انبیاء سے بڑھ جانا

وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے

عمل کم بھی ہو جاتے ہیں اور امتی عمل میں انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں۔ الخ (سیف یمانی صہ)

وہابیہ کے پیشوا مولوی محمد قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا ہے۔

انبیاءؑ اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں (تحذیر الناس صہ)

## وہابیہ کو انبیاء سے عمل میں فائق ہونے کا گھمنڈ

اس پر اہل سنت کا یہ اعتراض ہے کہ وہابیہ نے فضل و کمال کو علم و عمل میں منحصر کیا اور عمل کی نسبت کہہ دیا کہ اس میں انبیاء کا ممتاز ہونا ضروری نہیں بلکہ بسا اوقات بظاہر امتی ان کے مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ امتیوں سے مقابلہ کرنا اور پھر ان کو ترجیح دے دینا شان انبیاء میں ترک ادب ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ کوئی گنوار ہو اور اُسے ادب اور بے ادبی کی بات میں فرق معلوم نہ ہو۔ مگر جو کوئی ذرا سا سلیقہ رکھنے والا ہے تحذیر الناس کے ان کلموں سے اس کا دل دکھ جاتا ہے۔

رہا سیف یمانی کا یہ عذر کہ بظاہر کا لفظ کہنا اسے ترک ادب سے بچا لینا ہے۔ یہ اس بے چارہ کا جہل ہے یا حق پوشی و باطل کوشی ہے۔ جب مولوی قاسم یہ کہہ رہے ہیں کہ انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے تو علوم ہی میں ہوتے ہیں تو انھوں نے انبیا کے لیے عملی تفوق تو باقی ہی نہیں رکھا اب صاحب سیف یمانی لفظ بظاہر سے کیا فائدہ اٹھائے گا۔

مولوی جی بات تو پوری لکھ گئے جو انھیں کہنی تھی مگر ذرا پردہ میں کہی اتنا ہی کہہ کر رہ گئے کہ بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ اگر اہل سنت کا اندیشہ نہ ہوتا تو وہ یہ دل کی بات کھول کر بھی کہہ دیتے کہ جو امتی انبیا سے عمل میں بڑھ جاتے ہیں وہ علماء دیوبند ہیں۔

مقصد یہ ہے کہ انبیاء پر اپنی عملی فوقیت جتانی مدنظر ہے۔ چنانچہ وہابیوں نے اپنی نماز روزہ کی پابندیوں کی بہت شیخیاں ماری ہیں اور بہت اعلان کئے ہیں۔

الحمدللہ مؤمنین مخلصین جو اللہ کے لیے عبادت کرتے ہیں اپنے اعمال کو چھپاتے ہیں اس پر اتراتے نہیں۔ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مقابلہ کا تو تصور بھی کسی ایماندار کے دل میں نہیں گزرتا۔ چہ جائیکہ ترجیح۔ اور پھر خطا پر شرمندگی نہیں۔ انفعال نہیں۔ اور بقول صاحب سیف یمانی کے اگر بظاہر کا لفظ اس قسم کے مقابلہ و ترجیح کو جائز کر دیتا ہے تو یہی کلمہ جو اس کے پیشوا نے سارے انبیا کی شان میں کہا فقط اپنے والد ہی کی شان میں لکھ کر چھاپ دے کہ باقی رہا نافع اور کارآمد ہونا تو بسا اوقات بظاہر کتے (وہابی کے باباکی) برابر ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ باہمت کر کے مولوی قاسم صاحب کی شان میں یہ کلمے لکھ دیکھے کہ مولوی محمد قاسم کو اگر امتیاز ہے تو وعظ گوئی میں۔ باقی رہا تصنیف کرنا اس میں بسا اوقات ناول نویس اور ناٹک کے لکھنے والے بظاہر ان کے مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ یہ کہے اور لکھے اور چھاپے۔ اور یہ سمجھتا رہے کہ لفظ بظاہر موجود ہے تو بقول اس کے ان کی کچھ توہین نہیں ہوئی۔ اگر واقعی اسمیں ان کی توہین نہ سمجھتا ہو تو سارے دیوبندی مولویوں کی نسبت علیحدہ علیحدہ لکھ کر چھاپ دے۔ اور اگر یہ ہمت نہ کر سکے تو ہزار تف اس ایمان کے جھوٹے دعوے پر کہ جو انداز سخن اپنے مولویوں کے لیے گوارا نہیں وہ شان انبیاء میں اختیار کیا جاتا ہے۔

## وہابیہ کے نزدیک انبیاء کو نہ عملی فوقیت حاصل ہے نہ علمی معاذاللہ

یہاں تو مولوی محمد قاسم نے عملی امتیاز کو اڑا کر انبیاء کی فضیلت فقط ایک ہی

امتیاز علمی ہیں منحصر کی۔ اور براہین قاطعہ ہیں ان کے جوڑ یدار نے ملک الموت کے اور شیطان کے علم کو حضور کے علم پر بڑھا کر کمال علمی کا بھی انکار کر دیا۔ اب وہابیہ کے نزدیک انبیاء کو نہ علمی فضیلت میں فوقیت رہی نہ عملی میں۔ یہ کیسی سخت ترتوہین ہے۔ سیف یمانی لکھنے والی کمیٹی سے اُس کا کچھ بھی جواب نہ بنا۔ اور وہ اپنے نجد تک کے ہمنواؤں کو بلالیں تب بھی جواب نہ دے سکیں گے۔

# رسالہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کی انیسویں عبارت

## فاتحہ اماہین کا شربت وہابیہ کے نزدیک حرام ہے

وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک امام حسین علیہ السلام کی نیاز کا شربت حرام ہے۔ فتاوے رشید جلد ۳ صفحہ ۱۴۲ پر ہے۔

محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا دودھ پلانا۔ چندہ سبیل شربت میں دینا نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہے ملخصًا۔

اقوال۔ بیشک بالتخصیص ایام محرم میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اور واقعات کربلا کا ذکر کرنا اور سبیلیں وغیرہ لگانا اہلسنت کے نزدیک ممنوع اور ناجائز ہے کیونکہ اس میں روافض (خذلہم اللہ تعالےٰ) کے ساتھ ظاہر باہر مشابہت ہے (سیف یمانی صـ۷۶)

اس عبارت میں وہابیہ نے محرم میں ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اگرچہ روایات صحیحہ کے ساتھ ہونا جائز و ممنوع و حرام بتایا۔ سبیل لگانا۔ دودھ پلانا۔ شربت پلانا۔ چندہ سبیل شربت میں دینا۔ سب کو ممنوع و حرام کہا۔ اور تشبہ بروافض بتایا۔ اور حدیث مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ سے استدلال کیا۔ حدیث تو مسلّم ہے مگر اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے۔

## سبیلوں کو منع کرنا بقاعدہ سیف یمانی تشبہ بخوارج و حرام ہے

کہ ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جلنا اور ان کے لیے ایصال ثواب کو روکنا شعار خوارج ہے اور پانی کی سبیلوں اور دودھ شربت پلانے کو منع کرنا یزیدیوں کا اتباع ہے کہ انھوں نے اہل بیت سے پانی کو روکا۔ اور بند کیا۔ تو صاحب سیف یمانی کی پیش کی ہوئی حدیث مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ سے ثابت ہوا کہ مجلس شہادت اور سبیل کو منع کرنا حرام اور ناجائز اور مشابہت خوارج ہے اور یہ دعوے وہابیہ کا کہ مجلس شہادت

---

ع سیف یمانی کی فرضی مصنف مولوی منظور صاحب کو حضرت امام عالی مقام سے ایسی سخت عداوت و دشمنی ہے کہ ان کا نام ان کے والد نے منظور حسین رکھا تھا مگر ان کو حضرت امام کی جانب اتنی نسبت بھی گوارہ نہ ہوئی۔ لہذا اپنا نام بجائے منظور حسین کے محمد منظور بنا لیا۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ سنئے کہ ان کے والد کا نام احمد حسین تھا۔ مگر اس لائق فرزند نے ان کا نام بجائے احمد حسین کے صرف احمد رکھا۔ چنانچہ صاعقہ آسمانی صـ۲ پر لکھتے ہیں احقر العباد ابو الطیب محمد منظور بن احمد دیکھئے اسے کہتے ہیں دشمنی کہ حضرت امام کی طرف اتنی نسبت بھی ناگوار گزری۔

کرنا بیلیں لگانا۔ مشابہت روافض و ناجائز ہے غلط ہے۔ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنکے فتاوے کی عبارتوں کو صاحب سیف یمانی سند آپیش کرتا ہے۔ اپنے فتاوے میں فرماتے ہیں۔

## شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کے یہاں مجلس شہادت امامین ہوئی

در تمام سال دو مجلس در خانۂ فقیر منعقد میشوند۔

مجلس ذکر وفات شریف و مجلس شہادت حسینؓ اول کہ مردم روز عاشورا یا یک دو روز پیش ازیں قریب چہار صد کس یا پنجصد بلکہ ہزار فراہم می آیند و درود میخوانند۔

بعد ازاں کہ فقیر می آید می نشیند ذکر فضائل حسنینؓ کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیان می آید و آنچہ در احادیث اخبار شہادت ایں بزرگان و تفصیل بعضے حالات و بد انجامی قاتلان ایشاں وارد شدہ نیز مذکور می شود بایں تقریب بعضے شدائد کہ در جناب ایشاں گزشتہ از روئے احادیث

سال بھر میں دو مجلسیں فقیر کے یہاں ہوتی ہیں۔

ایک مجلس ذکر وفات شریف دوسری مجلس شہادت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اول کہ دسویں محرم کو یا اس سے ایک دو روز پہلے قریب چار سو آدمی کے پانسو کے بلکہ ہزار جمع ہوتے ہیں۔ بعد ازاں فقیر آکر بیٹھتا ہے اور حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل جو حدیث شریف میں وارد ہوئے ہیں بیان میں آتے ہیں۔ اور ان بزرگوں کی شہادت کی خبریں جو احادیث میں وارد ہوئی ہیں اور بعضے حالات کی تفصیل اور قاتلوں کا خراب انجام مذکور ہوتا ہے

---

۲ نقد اپنے نام ہی میں نہیں بلکہ والد کے نام میں بھی تغیر کر ڈالا۔ واہ رے لائق فرزند کہ والد کا نام بھی آدھا کر دیا!!

معتبرہ بیان کردہ می شود۔
دریں ضمن بعضے مرثیہ ہا کہ از مردم غیر یعنی جن و پری حضرت ام سلمہؓ و دیگر صحابہ شنیدہ اند نیز مذکور می شود۔ خوابہائے متوحش کہ حضرتِ ابن عباسؓ و دیگر صحابہ دیدہ اند و دلالت بر فرطِ حزن داندوہ روح مبارک جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میکنند مذکور میگردد۔
بعد ازاں ختم قرآن مجید و پنج آیت خواندہ بر ما حضرت فاتحہ نمودہ می آید۔
ودریں بین

اس تقریب میں بعض سختیاں جو ان کی جناب میں گزریں احادیث معتبرہ سے بیان کی جاتی ہیں۔
اسی دربیان میں بعضے مرثیے جو حضرت ام سلمہ اور دوسرے صحابہ نے جن و پری سے سنے ہیں مذکور ہوتے ہیں اور وہ متوحش خواب میں جو حضرت ابن عباسؓ اور دوسرے صحابہ نے دیکھی ہیں۔ اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو رنج واندوہ پر دلالت کرتی ہیں ذکر کی جاتی ہیں۔

بعد اس کے ختم قرآن مجید اور پنج آیت پڑھ کر ماحضر پر فاتحہ کی جاتی ہیں اور اس درمیان میں۔

## شاہ صاحب کے یہاں ختم قرآن و پنج آیت کے ساتھ کھانے پر فاتحہ اور مرثیہ خوانی

اگر شخصی خوش الحان سلام میخواند یا مرثیہ شروع ایں اتفاق می شود۔ ظاہر است کہ دریں بین اکثر حضار مجلس را و ایں فقیر را ہم رقت و بکعہ لاحق می شود ایں است قدر یکہ بعمل می آید پس اگر ایں چیزہا نزد فقیر بہمیں وضع کہ

اگر کوئی خوش الحان شخص سلام پڑھے یا مرثیہ جائز اس کا اتفاق ہوتا ہے ظاہر ہے کہ اس درمیان میں اکثر حاضرین مجلس کو اور اس فقیر کو رقت اور رونا بھی لاحق ہوتا ہے یہ وہ قدر ہے جو عمل

مذکورشدہ جائز نمی بود اقدام برآں اصلاً نمیکرد۔
(فتاوے عزیزی صـ۱۱۱ مجتبائی)

میں آتی ہیں۔ اگر یہ چیزیں اسی وضع مذکور کے ساتھ فقیر کے نزدیک جائز نہ ہوتیں تو ان پر ہرگز اقدام نہ کرتا۔

## وہابیہ دیوبندیہ کے قول سے شاہ صاحبؒ اہلسنت سے خارج ہیں

شاہ صاحب نے محرم میں ذکر شہادت کی محفل کو جائز بھی بتایا اور اپنا معمول بھی تو صاحب سیف یمانی اور اس کے مصدقین مولوی اشرف علی مولوی عبدالشکور مرتضی حسن مولوی شبیر احمد اور مولوی رشید احمد گنگوہی اب سب کے نزدیک شاہ صاحب بدعتی مرتکب حرام۔ امر ممنوع کے فاعل۔ ناجائز کام کرنے والے۔ روافض کیساتھ تشبہ کرنے والے۔ اہلسنت سے خارج۔ روافض میں داخل ہوئے۔ اب بتاؤ شاہ صاحب کے لیے یہ احکام لگاتے ہو یا اپنے آپ کو مخالف اہلسنت۔ دشمن حق و اہل حق۔ خارجی تسلیم کرتے ہو۔ ان دونوں میں سے کون سی بات پسند ہے۔ اعلان فرمایئے۔

شاہ صاحب کی محفل شریف میں ایام محرم کا تعین ہے اور اجتماع بھی ہوتا ہے شاہ صاحب اور اہل مجلس روتے بھی ہیں۔ برسی بھی منائی جاتی ہے۔ یعنی عرس بھی شہدائے کربلا کا کیا جاتا ہے۔ اس میں ختم قرآن بھی ہوتا ہے۔ پنج آیت بھی پڑھی جاتی ہے۔ کھانے پر فاتحہ بھی دی جاتی ہے۔ شاہ صاحب نے تو وہابیت کو آگ دی۔ یہ تو بڑے رضاخانی ہی نکلے۔

انھیں شاہ صاحب کا حوالہ ذکر شہادت و سبیل شربت کو حرام ٹھہرانے کے لیے دیا ہے باوجودیکہ وہ اس کو قول و عمل دونوں سے جائز فرمارہے ہیں۔

# صاحب سیف یمانی کی بدحواسی

صاحب سیف یمانی کی بدحواسی بھی قابل دید ہے۔ ص۶۶ میں تو ذکر شہادت کی مخفلیں۔ سبیلیں۔ دودھ شربت پلانا سب کو حرام و ممنوع ناجائز لکھا اور اس کی دلیل یہ لکھی کہ اس میں روافض کے ساتھ ظاہر باہر مشابہت ہے۔ اور ص۸۷ میں لکھتا ہے۔

اگر سبیلوں سے صرف ایصال ثواب مقصود ہو اور حضرت امام حسین کی نذر کی نیت نہ ہو تو سبیلوں کا شربت حرام نہ ہوگا۔ (سیف یمانی ص۸۷)

ص۶۶ میں حرام ہوگا اور ص۸۷ میں حرام نہ ہوگا۔ اتنی دیر میں حکم بدل گیا۔ دروغگو را حافظہ نباشد اب کیا روافض کی ظاہر باہر مشابہت حلال ہوگئی۔ ایسی بدحواسی تھی تو کتاب لکھنے کا کیا شوق تھا۔ اپنے کلام کو خود ہی کاٹ دیا۔ اپنی بات کا خود ہی رد کر دیا۔ کسی جھوٹے کے کذب کی اس سے زیادہ کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ خود ہی اپنے کلام کو جھٹلا دے۔ جو شخص اپنی بات کو جھٹلاتے ہوئے نہ شرمائے اس کا دوسروں کی عبارتیں نقل کرنے میں کیا اعتبار۔

صاحب سیف یمانی مجلس ذکر شہادت اور سبیل اور شربت وغیرہ کے متعلق لکھتا ہے۔

اگر یہ چیزیں نذر و منت کے طور پر کی جائیں جیسا کہ بہت سے عوام کالانعام کی نسبت سنا گیا ہے تو پھر شربت وغیرہ کے حرام ہونے میں بھی شبہ نہیں۔

فتاوے عزیزیہ جلد اول میں ہے۔

| | |
|---|---|
| سوال۔ طعام منت بزرگان خوردن آں جائز است یا نہ۔ | سوال۔ بزرگوں کی منت کا کھانا درست ہے یا نہیں۔ |
| جواب۔ خوردن آں قریب بحرام است بشرطیکہ نیت نذر غیر اللہ باشد۔ ملخصاً۔ | جواب۔ اس کا کھانا قریبًا حرام ہے بشرطیکہ نذر بغیر اللہ کی نیت سے ہو۔ |

(از فتاویٰ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب صـ۹ ۱۷۰) (سیف یمانی صـ۸)

فتاویٰ عزیزیہ کے صـ۹ میں یہ عبارت نہیں آسکا حوالہ بھی بدحواسی میں غلط بتا دیا۔ یہ سوال صـ۹۷ پر ہے اور شاہ صاحب نے جو اس کا جواب تحریر فرمایا ہے اس میں صاحب سیف یمانی نے حسب عادت قطع برید سے کام لیا ہے۔ پھر بھی یہ عبارت اس کے مفید مدعا نہیں۔ کیونکہ یہاں نذر بمعنی عبادت ہے اور عرف عام میں نذر بمعنی پیشکش اور ہدیہ ہے۔ ایصال ثواب کے طعام کو اسی عرفی معنی میں نذر کہا جاتا ہے۔ وہ ناجائز نہیں۔ اس نذر کی نسبت شاہ صاحب فتاویٰ عزیزیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| حقیقت این نذر آنست که اہداء ثواب طعام وانفاق وبذل مال بر روح میت که امر یست مسنون واز روئے احادیث صحیحہ ثابت است مثل ماورد فی الصحیحین من حال ام سعد وغیرہ این نذر | اس نذر کی حقیقت یہ ہے کہ کھانے اور مال کے خرچ کا ثواب میت کی روح کو پہنچانا جو مسنون امر ہے اور صحیح احادیث سے ثابت ہے (جیسا کہ صحیحین میں ام سعد وغیرہ کا حال) |

مستلزم می شود۔ پس حاصل
این نذر آنست کہ آں نسبت
مثلاً اہداء ثواب ہذا القدر رائے
روح فلاں و ذکر ولی برائے
تعیین عمل منذور ست نہ
برائے مصرف و مصرف
این نذر نزد ایشاں متوسلان
آں ولی میباشند۔ از اقارب
و خدمہ و ہمطریقاں و امثال
ذلک و ہمیں است مقصود
نذر کنندگاں بلاشبہ
و حکمہ انہ صحیح یجب الوفاء
لانہ قربۃ معتبرۃ فی الشرع۔
(فتاویٰ عزیزیہ ص۱۲۸)

اس کو یہ نذر مستلزم ہوتی
ہے۔ پس حاصل اس نذر کا
یہ ہے کہ وہ نسبت مثلاً
اس مقدار کا ثواب فلاں
ولی کی روح کو پہنچانا۔
اور ذکر ولی کا عمل منذور
کی تعیین کے لیے ہے
نہ واسطے مصرف کے اور
مصرف اس نذر کا ان کے
نزدیک اس ولی کے متوسل
اور اقارب اور خادم اور
طریقے والے اور انھیں کے
مثل لوگ ہیں اور بلاشبہ نذر
کرنے والوں کا یہی مقصود
ہے اور حکم اس کا یہ ہے کہ یہ نذر صحیح ہے اور اس کی وفا واجب
ہے کیونکہ وہ قربت معتبرہ فی الشرع ہے۔

## صاحب سیف یمانی اور اس کے ہم نوا شاہ صاحب اور اور گنگوہی صاحب کا حکم بتائیں جنھوں نے نذر غیر اللہ کو جائز کیا

شاہ صاحب نے نذر منت کی پوری تفصیل کردی اس کو صحیح بتایا اور اس کی

دفاواجب کہی ۔ صاحب سیف یمانی شاہ صاحب پر افترا کرتا ہے اور بغیر افترا کے اس کا کام ہی نہیں چلتا۔

اخیر ہیں اپنے انھیں مولوی رشید احمد صاحب کے بھی چند لفظ دیکھ لیجیے ۔

جو اموات اولیاء کی نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنی ہیں کہ اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچے تو صدقہ ہے درست ہے ۔

(فتاوائے رشیدیہ ج ا ص ۱۲)

صاحب سیف یمانی کے نزدیک نذر حرام ہے ۔ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اور مولوی رشید احمد نے نذر کو جائز کیا تو اس کے نزدیک انھوں نے حرام کو حلال کہا ان کا کیا حکم ہے ۔ سیف یمانی کے سارے مصدقین بھی شاہ صاحب اور اپنے گنگوہی جی کے متعلق فتوے صادر کریں کہ وہ مسلمان ہیں یا کافر۔

## صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کی بیسویں عبارت

### وہابیہ کے نزدیک محرم کا شربت ناجائز اور ہولی دیوالی کی پوری کچوری جائز

وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک ہولی دیوالی کی پوری کچوری جائز ہے فتاوے رشیدیہ جلد ۲ ص ۱۰۷ میں ہے ۔ ہندو تہوار ہولی ہو یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں اور ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں

الجواب - درست ہے - ملخصاً - (سیف یمانی ص۷۹)

یہ بات درحقیقت قابل دید ہے کہ محرم کی سبیلیں اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کا شربت تو ناجائز و ممنوع و حرام بتایا جائے - اور ہولی دیوالی کی پوجا اور مشرکانہ بت پرستی کی پوری اور کھیلیں تک درست ہوں - اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عداوت اہل اللہ سے ہے اس کا صاحب سیف یمانی کچھ جواب نہ دے سکا اور اس نے اعلیحضرت امام اہلسنت قدس سرہٗ کے ملفوظات کا حوالہ دیا - مگر ذرا شرماتے ہوئے - اسی لیے عبارت نقل نہیں کی - اگر عبارت موافق تھی تو نقل کرنے میں جھینپ کیا تھی اس میں یہ کہاں ہے کہ محرم کا شربت ناجائز اور ہولی دیوالی کی پوری کھیلیں جائز - یہ بھی نہ سہی تو ہولی، دیوالی کی پوری کھیلوں کے مطلق جواز کا حکم ہی دکھادوں - بات یہ ہے کہ اعلیحضرت نے وہ جواب تحریر فرمایا جو عالم اسلام کی شان کے لایق ہے اس کے سامنے مولوی رشید احمد کا فتویٰ ذلیل ہوا جاتا تھا - اس لیے نقل نہیں کیا - اب میں اعلیحضرت قدس سرہ کے الفاظ سنادوں

عرض - کافر جو ہولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں - مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں -

ارشاد - اس روز نہ لے ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے نہ یہ سمجھ کر کہ ان خبثار کی تہوار کی مٹھائی ہے - بلکہ مال موذی نصیب غازی سمجھے - (ملفوظات شریف جلد۱ ص۹۲)

دیکھا! کچھ آنکھیں کھلیں ہولی دیوالی کے دن تو لینے ہی کو منع فرمادیا - اور تہوار کے دن کے علاوہ اور کسی دن میں بھی ہولی دیوالی کا سمجھ کر لینے کی اجازت نہیں دی - بلکہ مال موذی نصیب غازی سمجھ کر - سبحان اللہ کیا جواب ہے - مولوی رشید احمد کی طرح نہیں کہ وہ ہولی دیوالی کی پوری کھیلیں مطلقاً جائز کر رہے ہیں - اور محرم کا شربت حرام -

صاحب سیف یمانی نے اس موقع پر ایک شعر بھی لکھا ہے - فن عروض کے بھی آپ ماہر ہیں - وزن شعر سمجھنے میں بڑا کمال رکھتے ہیں - شاعر اس نظم کی داد دیں -

وہ شعر یہ ہے ؎

سمجھتے تھے جس کو طبیب اپنا دل اس کا کسی پر نثار ہے
مژدہ باد اسے مرگ یہ عیسے آپ ہی بیمار ہیں

پہلے مصرع کی پیمائش کر کے فرمایئے تو کتنے جریب کا ہے اور تقطیع کر کے وزن بھی لکھ دیجئے تو عین عنایت ہوگی۔ اس سلیقہ پر مصنف بننا تو بہت ہی سجتا ہے یہ مولوی عبدالشکور صاحب لکھنوی کی نزاکت طبع ہے یا شیخ صاحب تھانوی کی نازک خیالی۔

# مسئلہ امکان کذب

صاحب سیف یمانی نے اس مسئلہ میں بھی حسب عادت بڑی تدلیس و تلبیس سے کام لیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اس مسئلہ کا نام امکان کذب اہل بدعت نے رکھا ہے۔ اب وہ اہل بدعت کون ہیں ان کے تلاش کرنے میں زیادہ وقت نہیں ہے۔ کیونکہ اسی سیف یمانی میں بحوالہ صاحب رسالہ عقائد وہابیہ براہین قاطعہ صے کے یہ عبارت نقل کی ہے کہ۔

"امکان ع کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا" (سیف یمانی صہ)

اب معلوم ہو گیا کہ امکان کذب نام رکھنے والے اہل بدعت صاحب سیف یمانی کے مقتدا و پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد وغیرہ وہابیہ ہیں۔ اب اس نام کی اگر کچھ شکایت ہو تو انہیں سے نبٹ لے۔

پہلے وہابیہ کے چند اقوال اسی مسئلہ کے متعلق لکھے جاتے ہیں۔ ان کو ملاحظہ کیجئے تاکہ

---

ع یہ قول اس معنی میں صحیح ہے کہ مصنف براہین سے پہلے امام الطائفہ مولوی اسمعیل دہلوی امکان کذب کا بہت شور مچا چکے ہیں۔ ۱۲

یہ معلوم ہو کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی جناب میں کیا اعتقاد رکھتے ہیں۔

امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں۔

(۱) لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد۔ ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہو۔

(یکروزی مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی ص۱۲۵)

## خدائے وہابیہ کو جھوٹ بولنے میں بندوں کا ڈر

(۲) بعد اخبار ممکن است کہ ایشاں را فراموش گردانیدہ شود و پس قول بامکان وجود مثل اصلا منجر بہ تکذیب نصے از نصوص نہ گردد۔

ممکن ہے کہ بعد اخبار یہ آیت لوگوں کو بھلا دی جائے تو اب اگر حضور کی مثل دوسرا ہو سکا تو بندوں کا کسی آیت کو جھوٹا کہنا لازم نہ آئے گا۔ (یکروزی ص۱۴۴)

معاذ اللہ یہ خدا کی شان ہے کہ جھوٹ بولنے میں اسکو بندوں کا ڈر ہے۔ بندوں کو خبر نہ ہو تو پھر جھوٹ میں روک ٹوٹ ہی نہیں۔ یہ ہیں وہابیہ کے ناپاک گندے گھنونے عقیدے پھر اسی میں لکھا ہے۔

(۳) عدم کذب را از کمالا حضرت حق سبحانہ می شمارند و او را جلشانہ بآں مدح میکنند بر خلاف اخرس و جماد کہ ایشان را کسی بعدم کذب مدح نمی کند و پر ظاہر ست کہ صفت کمال ہمیں است کہ شخصے قدرت بر تکلم بکلام کاذب می دارد و بنا بر رعایت مصلحت و مقتضائے حکمت بہ تنزہ از شوب کذب تکلم بکلام کاذب نمی نماید۔ ہماں شخص ممدوح میگردد بخلاف کسیکہ لسان او ماؤف شدہ یا ہر گاہ ارادہ

جھوٹ نہ بولنے کو اللہ کے کمالات سے گنتے ہیں۔ اس سے اس کی مدح کرتے ہیں بخلاف گونگے اور پتھر کے ان کو کوئی عدم کذب کے ساتھ مدح نہیں کرتا ظاہر ہے ... کہ اور پہ صفت کمال یہی ہے کہ کذب پہ قدرت ہوتے ہوئے بلحاظ مصلحت اس کی آلائش سے بچنے کے لیے جھوٹ بات نہ بولے وہی شخص قابل تعریف ہوتا ہے بخلاف اس کے جس کی زبان ماؤف ہو گئی ہو۔ یا

تکلم بکلام کاذب می نماید آوازاو بند میگردد یا کسے دیگر دہن او را بند می نماید ایں اشخاص نزد عقلا قابل مدح نیستند. ملخصاً (یکروزی صہ ۱۴۵)

جب کبھی جھوٹ بات بولنے کا ارادہ کرے اسکی آواز بند ہو جائے۔
یا کوئی اس کا منہ بند کردے۔
یہ لوگ عقل مندوں کے نزدیک قابل تعریف نہیں ہیں۔

اس عبارت میں اللہ تعالیٰ کے لیے جھوٹ جیسے قبیح اور گندے عیب کی نسبت کرنے اور اس کا امکان ثابت کرنے ہی پر اکتفا نہیں۔ بلکہ تمام صفات کمالیہ کے خلاف کا ممکن اور تحت قدرت ہونا وصف کمال ہونے کے لیے ضروری کر دیا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
اَلْحَیُّ وہ زندہ ہے تو اب اس بد نصیب کے نزدیک حیات الٰہی جب کمال ہوگی۔ جبکہ معاذ اللہ اس کی موت ممکن ہو۔
وہ عَلِیْمٌ ہے عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ہے تو ان گمراہوں کی نزدیک اس کا عالم ہونا جب ہی صفت کمال ہوگا۔ جب وہ جاہل ہو سکے اور اس کا جہل ممکن ہو۔
اس کی صفت ہے لَاتَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ تو ان بد عقیدوں کے نزدیک اللہ تعالےٰ کے لیے اونگ اور نیند دونوں ممکن ہیں۔ لَهٗ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَافِي الْاَرْضِ آسمان و زمین اور ان کے تمام کائنات کا مالک ہے۔ تو یہ وصف وہابیہ کے نزدیک جب ہی قابل مدح ہو سکتا ہے جب اس کا مالک نہ ہونا بھی ممکن ہو۔
اس کی شان ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تو اس کا ہر شئے پر قدرت رکھنا وہابیہ کے نزدیک جب ہی قابل تعریف ہوگا جبکہ وہ عاجز بھی ہو سکے۔ معاذ اللہ۔ عبارت ہے کہ کفریات کا کلیہ ہے۔ بد نصیب نے یہ تو کہا کہ زبان ماؤف ہو گئی ہو یا جھوٹ کا ارادہ کرنے کے وقت کوئی اس کا منہ بند کرلے تو وہ قابل تعریف نہ ہوگا۔ مگر اسے یہ نہ سوجھا کہ قابل تعریف تو اسی لیے نہ ہوگا کہ جھوٹ بولنے کے قبیح عیب کا ارادہ کر چکا۔ اب دوسرے کے منہ بند

کرنے یا آواز نہ نکلنے سے وہ ارادہ فاسد کیسے مٹیگا۔ یہ نہ کہا گیا کہ جو کبھی جھوٹ بولنے کا ارادہ ہی نہ کرے اور اس کے ارادہ کا جھوٹ سے متعلق ہونا ممکن ہی نہ ہو وہ کس قدر قابل تعریف ہوگا۔

یہ گمراہی کا عقیدہ پیشوائے وہابیہ نے پرانے گمراہ فرقہ معتزلہ سے لیا اور لفظ بلفظ جو انھوں نے بکا تھا وہی بہ کہہ گزرا۔ ائمہ اہل سنت نے ان گمراہوں کا رد فرمایا تھا۔ اس کو امام الوہابیہ چھوڑ گیا۔ اور ان کے کلام حق سے منہ موڑ گیا۔

## وہابیہ نے امکان کذب کا عقیدہ معتزلہ سے اڑایا

اب میں معتزلہ کا وہ قول دکھاؤں جس سے امام الوہابیہ نے اپنا یہ عقیدہ بنایا۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں۔

قالت المعتزلة الآية تدل على انه قادر على الظلم لانه تمدح بتركه ومن تمدح بترك فعل قبيح لم يصح منه ذالك التمدح الا اذا كان هو قادرا عليه الا ترى ان الزمن لا يصح منه ان يتمدح بانه لا يذهب فى الليالى الى السرقة

(تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۲۶)

معتزلہ نے کہا آیت اسپر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ظلم پر قادر ہے اس لیے کہ ترک ظلم پر اس کی مدح کیجاتی ہے اور کسی قبیح کام کے ترک پر اسوقت تک مدح کرنا درست نہیں ہوتا جب تک کہ اس پر قادر نہ ہو دیکھو اپاہج کی یہ مدح کرنا صحیح نہیں ہے کہ وہ راتوں میں چوری کے لیے نہیں جاتا۔

بعینہ یہی عقیدہ ہے امام الوہابیہ کا۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ بیدین معتزلہ نے ظلم کو تحت قدرت بتایا ہے۔ اور وہابیہ نے کذب کو دونوں حضرت قدوس قدیر کے لیے عیب قبیح ثابت کر رہے ہیں۔

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معتزلہ کے اس قول فاسد کا وہی رد فرمایا

جو ہم نے امام الوہابیہ پر کیا۔ فرماتے ہیں۔

والجواب انه تعالیٰ تمدح بانّه لاتاخذه سنة ولانوم ولم یلزم ان یصح ذالك علیه وتمدح بانه لاتدرکه الابصار۔ ولم یدل ذالك عند المعتزلة علی انه یصح ان تدرکه الابصار۔

(تفسیر کبیر ج ۳ ص۳۲۷)

جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ مدح کیجاتی ہے کہ وہ اونگھ اور نیند سے پاک ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اونگھ اور نیند اس کے لیے ممکن ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی یہ بھی مدح کی جاتی ہے کہ ابصار اس کا ادراک نہیں کرتیں۔ اور معتزلہ کے نزدیک بھی یہ اس پر دلالت نہیں کرتا کہ اس کے لئے ادراک ابصار ممکن ہے۔

اس کے بعد حضرت امام اللہ تعالیٰ پر ظلم کے محال اور غیر مقدور ہونے کی تصریح فرماتے ہیں۔

والذی یدل علی ان الظلم محال من اللّٰه ان الظلم مستلزم للجهل والحاجة عندکم وهما محالان علی اللّٰه ومستلزم المحال محال والمحال غیر مقدور وایضًا الظلم عبارة عن التصرف فی ملك الغیر والحق سبحانه لایتصرف الافی ملك نفسه فیمتنع کونه ظالما وایضًا الظالم لایکون الٰهًا والشئ لایصح الا اذا کانت لوازمه صحیحة فلو صح منه الظلم لکان زوال الٰهیته صحیحا ولو

وہ دلیل جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ظلم کرنا محال ہے یہ ہے کہ ظلم جہل احتیاج کا مستلزم ہے اور وہ دونوں اللہ پر محال ہیں اور جو محال کو مستلزم ہو وہ بھی محال ہے اور محال غیر مقدور ہے۔ نیز ظلم ملک غیر میں تصرف کرنے کو کہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے ہی ملک میں تصرف فرماتا ہے تو اس کا ظالم ہونا محال ہوا۔ اور ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ظالم الٰہ نہیں ہوتا۔ اور شئے اس وقت تک ممکن نہیں ہوتی۔ جب تک اس کے لوازم ممکن نہ ہوں تو اگر اللہ تعالیٰ کا ظلم معاذاللہ

کان کذالک لکانت الٰھیتہ جائزۃ الزوال وحینئذٍ یحتاج فی حصول صفۃ الالٰھیۃ لہ الی مخصص وفاعل و ذالک علی اللہ محال۔

ممکن ہو تو اس کے الٰہ ہونے کا زوال بھی ممکن ہوگا اور ایسا ہو تو اس کا الٰہ ہونا ممکن الزوال ہوگا۔ اور اسوقت صفت الٰہیت کے حصول کے لیے کسی مخصص اور فاعل کی ضرورت ہوگی۔ اور یہ اللہ پر محال ہے۔

(تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۲۷)

امام الوہابیہ نے یہ بھی لکھا ہے۔

(۴) والالازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد۔

اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے۔

## پیشوایان وہابیہ کی شان الٰہی میں گستاخیاں

اب تو جتنے عیب آدمی کر سکتا ہے سب خدا کے لیے روا کر دئے۔ یہ ہیں وہابیہ کے عقیدے۔ یہی مضمون مولوی محمود حسن دیوبندی نے بھی لکھا ہے۔ لکھتے ہیں۔

چوری، شراب خواری، جہل، ظلم سے معارضہ، کم فہمی، معلوم ہوتا ہے۔ غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضرور نہیں حالانکہ یہ کلیہ ہے کہ جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار نظام الملک ۲۵۔ اگست ۱۸۸۹ء)

اب کچھ کذب ہی تک صبر نہیں ہے۔ وہابیہ کے پیشواؤں نے پاک پروردگار کی شان میں یہ منہ زوری اختیار کی کہ جہل ظلم چوری شراب خوری سب کچھ روا کر دے۔ ان بیدینوں کے نزدیک ان کا خدا جاہل وظالم بھی ہو سکتا ہے۔ اور چور و شرابی بھی۔

چوری کہتے ہیں پرائی ملک بے اجازت چھپا کر لینے کو۔ تو خدا کا چوری کر سکنا۔ جب ہی ہو سکتا ہے جب اس کے سوا اوروں کی ملک بھی ہو جسپر اس کی ملک ثابت نہ ہو

اور جو دوسرا مستقل ملک رکھنے والا ہوگا وہ ضرور خدا ہوگا۔ کیونکہ بندہ خدا کے مقابل کسی چیز کا ملک مستقل نہیں ہو سکتا۔

وہابیہ کے اس قول سے تو بے شمار خدا ماننا لازم آتا ہے۔ کیسے بڑے عقیدے ہیں یہ کلیہ کہ جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے۔ اس کے معنی تو یہ تھے کہ بندہ کے افعال اللہ کے قدرت دینے سے ہیں۔ مگر بے دینوں نے یہ معنی لیے کہ بندہ جو کچھ اپنے لیے کر سکتا ہے خدا بھی اپنے لیے کر سکتا ہے۔ معاذ اللہ تعالےٰ۔

ان عقیدوں پر اسلام کا دعویٰ اہلسنت ہونیکا دعویٰ۔

وہابیہ کی اتنی عبارات سے ان کے گندے عقیدہ کا پتہ چلتا ہے۔ اور صاحب سیف یمانی نے ان گندہ عقائد پر پردہ ڈالنے کی جو سعی بے فائدہ کی ہے وہ بھی ناکام ہوئی جاتی ہے۔ مذکورہ بالا حوالوں سے ان کے عقیدے ظاہر ہیں۔

## صاحب سیف یمانی نے خود اپنی اور اپنے کبرائے طائفہ کی تکفیر کردی

صاحب سیف یمانی کا یہ قول ہے جو شخص اس کے کلام میں شائبہ کذب کو بھی جائز رکھے وہ کافر ہے۔ ملعون ہے۔ (سیف یمانی صـ۸۰)

یہ خود اس کی زبان سے اس کی اور اس کے کبرائے طائفہ کی تکفیر ہے کیونکہ وہ خود اس کے بعد لکھتا ہے۔

> باایںہمہ حضرات اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ جو خبر اس نے اپنے کلام ازلی میں دی ہو اس کے خلاف کرنے سے وہ عاجز نہیں کر سکتا ہے۔ (سیف یمانی صـ۸۰)

اس کے یہی تو معنی ہوئے کہ وہ کلام جھوٹا ہو سکتا ہے۔ اس کی خبریں غلط ہو سکتی ہیں۔ یہ شائبہ کذب ہوا یا نہیں ہوا۔ ضرور ہوا۔ تو صاحب سیف یمانی اپنے قول سے

کافر وملعون ہوا۔ اور اس کے تمام وہ اکابر جن سے یہ عقیدہ لیا ہے وہ بھی اسی حکم میں داخل ہوئے۔

اس کے بعد صاحب سیف یمانی کہتا ہے۔ "لیکن کریگا ہرگز نہیں"

(سیف یمانی صنہ ۸)

یہ کیوں اور اس کی دلیل کیا۔ اسپر کیا حجت وسند ہے۔ جس کا کلام تم نے محتمل الکذب ٹھہرا دیا۔ وہ اگر یہ بھی کہے کہ میں کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔ ہرگز وعدہ خلافی نہ کرونگا۔ تو اس کا یہ کہنا بھی تو محتمل الکذب ہی ہوگا۔ اس کے صدق کا یقین کہاں سے آئیگا۔ اور گھبرائے وہابیہ کی یہ دلیل کہ اس کے خلاف کرنے پر قادر ہے۔ یہاں بھی جاری ہوگی۔ تو نہ اب خدا کا اعتبار رہا نہ اس کے کلام کا۔ نہ اس کی قسم کا۔ نہ حلف کا معاذ اللہ۔ یہ ہے تمہارا دین اب چاہے کتنا ہی روغن قاز ملو۔ یہ تمہارا طوفان ہے کہ حضرات اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ تمہیں حضرات اہلسنت کے عقیدہ کی کیا خبر۔ حضرات اہل سنت تو اس عقیدہ پر لعنت کرتے ہیں۔

صاحب سیف یمانی کی پہلی دلیل۔

قرآن عزیز میں ارشاد ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک به الآیہ۔ یعنی اللہ تعالی مشرک کو نہ بخشیگا۔ پس یہ تو سب کے نزدیک مسلم ہے کہ کوئی مشرک ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں بخشا جائیگا۔ لیکن اس میں اختلاف ہے کہ یہ نہ بخشنا اختیاری ہوگا یا اضطراری پس اہلسنت تو یہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی اس کو نہ بخشنے میں مجبور نہیں بلکہ اس کو قدرت ہے کہ وہ بخشدے لیکن وہ اپنے اختیار سے نہیں بخشیگا۔ کیونکہ وہ فرما چکا ہے کہ میں مشرک کو نہ بخشونگا اور وہ اصدق القائلین ہے۔ اور بعض معتزلہ اور ہمارے زمانہ کے نادان بدعتی کہتے ہیں کہ اللہ تعالی مشرک کے اس نہ بخشنے میں مجبور محض ہے۔ اس کو یہ قدرت ہی نہ رہی کہ

اس کو بخش سکے۔ وہ اس معاملہ میں بالکل عاجز ہے۔

(سیف یمانی ص۸)

صاحب سیف یمانی کا یہ دعویٰ کہ اس زمانہ کے نادان بدعتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ مشرک کے نہ بخشنے میں مجبور و عاجز ہے۔ محتاج نقل ہے۔ بدعتی تو وہ بدنصیب اہلسنت کو کہتا ہے۔ بتائے کہ اہلسنت میں سے یہ کلمے کس نے کہاں لکھے ہیں اس کی نقل کیوں نہیں پیش کی۔ اپنی طرف سے ایک بات کہنا اور اہلسنت کی طرف نسبت کر دینا۔ اہلسنت کا یہ لب و لہجہ ہی نہیں وہ بات طریقۂ ادب سے کہتے ہیں۔ امام ابن ہمام نے فرمایا۔

صاحب العمدۃ لما اختار ان العفو عن الکفر لایجوز عقلاً۔ (مسایرہ ص۸۵)

صاحب عمدہ نے اس کو مختار قرار دیا کہ کفر کو لما اختار معاف کرنا عقلاً جائز نہیں۔

اور رد المحتار میں یہی قول اختیار کیا اور اسی کو معتمد صحیح قرار دیا۔ فرماتے ہیں۔

لکنہ مبنی علی جواز العفو عن الشرک عقلا و علیہ یبتنی القول بجواز الخلف فی الوعید وقد علمت ان الصحیح خلافہ فالدعاء بہ کفر لعدم جوازہ عقلا ولا شرعًا۔

لیکن یہ شرک کا عفو عقلاً جائز ہونے پر مبنی ہے اور اسی پر جواز خلف وعید کا قول بنا کیا جاتا ہے اور تم جان چکے کہ صحیح اس کے خلاف ہے تو اس کی دعا کفر ہے یہ سبب اس کے عقلاً و شرعًا جائز نہ ہونے کے۔

(شامی ج ا ص۳۶۷)

وہابیو! کیا انھیں کو بدعتی کہتے ہو؟ ہوش درست کرو؟

صاحب سیف یمانی اپنے کبرائے طائفہ سے دریافت کر کے کہے کہ وہ کفار مشرکین کی مغفرت کو محال شرعی بھی جانتا ہے یا نہیں؟ نہ جانے تو مسلمان رہا یا کافر ہوا؟ اور اگر محال شرعی جانتا ہے تو مغفرت شرک ممتنع بالغیر ہوئی یا نہیں اور ممتنع بالغیر کا وقوع ممتنع بالذات کو مستلزم ہے ... اب اسے تحت قدرت بتانے کے

کیا معنی؟ یہ بھی بتائیے کہ اس کے نزدیک مغفرت مشرک میں مقدوریت بالنظر الی ذاتہا مع قطع النظر عن مخالفتہ قول اللہ ہے یا بالنظر الی مخالفتہ قول اللہ ہے؟ تقدیر ثانی پر کیا دلیل اور قطعیت صدق کلام الٰہی کی کیا سبیل؟ تقدیر اول پر اس کے مدعا کو کیا مفید۔ پھر یہ بھی بتائیے کہ جو تقریر اس نے کی وہ ظلم میں بھی جاری ہوتی ہے یا نہیں؟ قرآن کریم میں ارشاد ہوا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ ‏ بے شک اللہ ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا۔

اس میں صاحب سیف یمانی کی تقریر یوں جاری ہوتی ہے کہ یہ تو سب کے نزدیک مسلم کہ اللہ تعالے کسی پر ایک لمحہ کے لیے ظلم نہ فرمائیگا۔ لیکن یہ دیکھنا ہے کہ یہ ظلم نہ فرمانا اختیاری ہے یا اضطراری؟ پس وہابیہ تو یہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس ظلم نہ کرنے میں مجبور نہیں۔ بلکہ اس کو قدرت ہے کہ وہ ظلم کرے لیکن وہ اپنے اختیار سے ظلم نہیں کریگا کیونکہ وہ فرما چکا ہے کہ ان اللہ لایظلم مثقال ذرۃ اور وہ اصدق القائلین ہے۔

بتاؤ؟ کہ ایسا کہنا کیسا ہے؟ اوپر تفسیر کبیر کی عبارت گزر چکی جس میں اس کو مذہب معتزلہ بتایا ہے اور اہل سنت کے نزدیک ظلم کرنا مقدور و منافی الوہیت قرار دیا ہے۔

صاحب سیف یمانی نے جو آیت لکھی اس سے اس کا مدعائے باطل ثابت نہیں۔ اب اسے قرآن پاک کی آیت سناؤں۔ جس سے یہ مسئلہ صاف معلوم ہوگا۔ اللہ رب العزت عز و علا فرماتا ہے۔

ومن اصدق من اللہ حدیثا۔ ‏ اللہ سے زیادہ بات کا کون سچا ہے۔

تفسیر لباب التاویل میں امام ناصر الشریعۃ محی السنۃ علاؤ الدین علی ابن محمد ابن ابراہیم بغدادی فرماتے ہیں۔

یعنی لا احد اصدق من اللہ فانہ لایخلف المیعاد ولا یجوز علیہ الکذب (صہ ۴۲۱ / ج ۱) ‏ مراد یہ ہے کہ اللہ سے سچا کوئی نہیں وہ خلاف وعد نہیں کرتا۔ اور اسکا کذب ممکن نہیں ہے۔

تفسیر مدارک التنزیل میں اسی آیت کے تحت فرمایا۔

ای لا احد اصدق منہ فی اخبارہ ووعدہ ووعیدہ لاستحالۃ الکذب علیہ لقبحہ لکونہ اخبارا عن الشئ بخلاف ماھو علیہ (ص ۲۲۱)

اس سے سچا کوئی نہیں اس کی خبروں میں اور اس کے وعدو وعید میں۔ اس لیے کہ کذب بسبب اپنی برائی کے اللہ تعالے پر محال ہے کیونکہ وہ کسی شے کی اس کے خلاف خبر دینا ہے جیسی وہ ہو۔

تفسیر بیضاوی میں اسی آیت کے تحت میں فرمایا۔

لایتطرق الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وھو علی اللہ تعالیٰ محال۔ (بیضاوی ص ۱۵۰)

کذب اللہ کی خبر میں کسی طرح راہ نہیں پاسکتا۔ کیونکہ وہ نقص ہے اور نقص اللہ پر محال۔

تفسیر ابو السعود میں ہے۔

والکذب محال علیہ سبحانہ دون غیرہ۔ (تفسیر ابو السعود ج ۲ ص ۲۱۲)

اور کذب اللہ تبارک و تعالےٰ ہی پر محال ہے۔

یہ ہے قرآن کریم کا ارشاد اور مفسرین معتبرین کی تفاسیر کا بیان جس میں کذب کو نقص و محال و ناممکن بتایا جارہا ہے۔ تو اب اس کذب کا امکان کہاں سے آئیگا اور اسکو اہلسنت کا مذہب کسطرح کہا۔

بحمد اللہ وہابیہ کی تمام تار پود باطل ہوگئی۔ اور ساری بخیہ ادھڑ گئی۔

صاحب سیف یمانی کی دوسری دلیل۔

قرآن عزیز میں ارشاد ہے ماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم یعنی اے محبوب جبکہ تم انھیں میں ہو ہم انپر عذاب نہ بھیجیں گے اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ

نے خبر دی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے
کوئی عذاب اہل زمین پر نازل نہیں کیا جائیگا۔ اور دوسری آیت
کریمہ میں ارشاد ہے کہ ہم اس پر قادر ہیں کہ تم لوگوں پہ عذاب
بھیج دیں۔ (عاجز نہیں ہیں) چنانچہ ارشاد ہے۔ قل
هو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا الآیۃ۔
یعنی اے محمد (صلعم) ان سے فرما دیجئے کہ اللہ اس پر قادر
ہے کہ تم پر عذاب بھیجدے۔ ان دونوں آیتوں کے ملانے
سے صاف ظاہر ہے کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کوئی وعدہ
فرمائیں تو اس کے خلاف پر بھی قادر[ع] رہتے ہیں عاجز اور
مجبور نہیں ہو جاتے۔ (سیف یمانی ص ۸۰)

یہ صاحب سیف یمانی کی دوسری دلیل ہے اور در حقیقت نہایت ذلیل ہے کہ اس میں ایک آیت کو دوسری سے لڑایا ہے۔ یہی عادت یہود ونصاریٰ کی تھی ابن ماجہ کی حدیث میں ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| انما هلك من كان قبلكم بهذا | پچھلی قومیں بھی اس سے ہلاک ہوئیں کہ انھوں |
| ضربوا كتاب الله بعضه ببعض | نے کتاب کے ایک جزو کو دوسرے سے |
| وانما نزل كتاب الله يصدق | لڑایا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ کتاب اللہ اس |
| بعضه بعضا فلا تكذبوا بعضه | شان سے نازل ہوئی ہے کہ اس کا بعض بعض |
| ببعض فما علمتم منه | کی تصدیق کرتا ہے تو نہ جھٹلاؤ اسکے بعض |
| فقولوا وما جهلتم فكلوه | کو بعض سے جو جانو وہ کہو اور جو نہ جانو اسکو |
| الى عالمه۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۵) | جاننے والے پر چھوڑ دو۔ |

---

ع یعنی اس کا کلام جھوٹا ہو سکتا ہے معاذ اللہ خاک در دہن گستاخ ۱۲

صاحب سیف یمانی نے نافہمی اور نادانی سے ایک آیت کو دوسری آیت کے خلاف قرار دیکر یہود کی تقلید کی اور اسی پر بس نہیں بلکہ اپنے مدعا باطل کے لیے اُس نے آیت کے معنی میں تحریف اور آیت کا وہ مطلب لکھا جس سے کلام الٰہی کا کذب لازم آئے چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے خبر دی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے کوئی عذاب اہل زمین پر نازل نہیں کیا جائے گا۔ (سیف یمانی صفحہ ۹۰)

اگر وہابیہ کے نزدیک اس آیت کا یہ مضمون ہے تو یقیناً انھوں نے قرآن پاک کی ان صدہا آیات کو جھٹلادیا جن میں اہل زمین پر زمانۂ اقدس میں عذاب آنے کا بیان ہے اور بے دینوں نے اپنے اس عقیدہ کا اظہار کر دیا کہ اللہ تعالٰے سے بالفعل بہت سے جھوٹ واقع ہو چکے۔ معاذ اللہ۔

اب قرآن کریم کی آیات دیکھئے۔

(۱) فما جزآء من یفعل ذٰلک منکم الا خزی فی الحیٰوۃ الدنیا (پارہ آلم) — تو جو تم میں ایسا کرے اس کا بدلہ کیا ہے مگر یہ کہ دنیا میں رسوا ہو۔

(۲) فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ ۝ — تو اب عذاب چکھو بدلہ اپنے کفر کا۔

فلما ترآءت الفئتٰن نکص علی عقبیہ وقال انی برئ منکم انی اریٰ مالا ترون انی اخاف اللہ ط واللہ شدید العقاب۔ — تو جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے الٹے پاؤں بھاگا۔ اور بولا میں تم سے الگ ہوں۔ وہ میں دیکھتا ہوں جو تمھیں نظر نہ آتا۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کا عذاب

(پارۂ واعلموا سورۂ انفال)

قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم ویخزھم وینصرکم علیھم۔
(پارۂ واعلموا سورہ توبہ)

سخت ہے۔
تو ان سے لڑو اللہ انھیں عذاب دیگا تمہارے ہاتھوں اور رسوا کریگا اور تمھیں ان پہ مدد دے گا۔

ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین وانزل جنودا لم تروھا وعذب الذین کفروا وذلک جزاء الکفرین

پھر اللہ نے اپنی تسکین اتاری اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر اور وہ لشکر اتارے جو تم نے نہ دیکھے اور کافروں کو عذاب دیا اور منکروں کی یہی سزا ہے۔

انما یرید اللہ ان یعذبھم بھا فی الدنیا وتزھق انفسھم وھم کفرون (واعلموا توبہ)

اللہ یہی چاہتا ہے کہ اسے دنیا میں ان پر وبال کرے اور کفر ہی پر ان کا دم نکل جائے

یعذبھم اللہ عذابا الیما فی الدنیا والاخرۃ۔ (واعلموا)

تو اللہ انھیں سخت عذاب کریگا دنیا و آخرت میں۔

اور خاص اسی آیہ ما کان اللہ لیعذبھم کے بعد یہ آیت ہے۔

وما لھم الا یعذبھم اللہ وھم یصدون عن المسجد الحرام۔
(پارۂ ۹۔ انفال)

اور انھیں کیا ہے کہ اللہ انھیں عذاب نہ کرے وہ تو مسجد حرام سے روک رہے ہیں۔

یہ آٹھ آیتیں ہیں جنھیں اہل زمین پر حضور کے وقت میں عذاب ہونے کا بیان ہے اور اس مضمون کی صدہا آیات قرآن کریم میں ہیں۔ سیف یمانی والے وہابی ان سب آیات کو یہ کہہ کر جھوٹا کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے خبر دی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہوئے کوئی عذاب اہل زمین پر نازل نہیں کیا جائیگا اب ان کے نزدیک یا تو یہ

خبر غلط اور جھوٹ ہے یا ان مذکورہ بالا تمام آیات کو ایسا سمجھتے ہیں۔ غضب کر دیا بے دینوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو اور اس کے کلام پاک کو جھوٹا مانا۔ اس پر دعوے اہلسنت ہونیکا لعنت اس ناپاک عقیدہ پر۔

اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اس لیے پہلے مولوی رشید احمد گنگوہی خداوند عالم کے جھوٹا کہنے والے کو مومن بنا چکے ہیں۔ دیکھو انکا فتویٰ۔

سوال۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ما قولکم رحمکم اللہ۔ دو شخص کذب باری میں گفتگو کرتے تھے ایک کی طرفداری کے واسطے تیسرے شخص نے کہا اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک الخ لفظ ما عام ہے شامل ہے معصیت قتل مومن کو پس آیۂ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ پروردگار مغفرت مومن قاتل بالعمد کی بھی فرما دیگا۔ اور دوسری آیۃ میں ہے من قتل مؤمنا متعمدا فجزاءہ جھنم خالدا الخ لفظ من عام ہے شامل ہے مؤمن قاتل بالعمد کو اس سے معلوم ہوا کہ مؤمن قاتل مؤمن بالعمد کی مغفرت نہ ہوگی۔ اس قائل کے خصم نے کہا کہ آپ کے استدلال سے وقوع کذب باری ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ آیت میں ویغفر ہے نہ ویمکن ان یغفر۔ یہ سنکر اس قائل نے جواب دیا۔ میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کا قائل نہیں ہوں اور دوسرا قول اسی قائل کا یہ ہے کہ کذب علی العموم قبیح بمعنی للطبع نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے بعضی مواضع میں جائز رکھا ہے اور توریہ و عین کذب بعضے مواضع میں دونوں اولیٰ ہیں نہ فقط توریہ

آیا یہ قائل مسلمان ہے یا کافر۔ اور مسلمان ہے تو بدعتی
ضال یا اہلسنت وجماعت باوجود قبول کرنے کے وقوع
کذب باری تعالیٰ کے۔ بینوا توجروا۔

**الجواب**۔ اگرچہ شخص ثالث نے تاویل آیات میں خطا کی۔ مگر
تاہم اس کو کافر کہنا یا بدعتی کہنا نہیں چاہیئے کیونکہ وقوع خلف
وعید کو جماعۃ کثیرہ علماء سلف کی قبول کرتی ہے چنانچہ مولوی
احمد حسن صاحب رسالہ تنزیہ الرحمٰن اپنے رسالہ میں تصریح
کرتے ہیں بقولہ علاوہ اس کے مجوزین خلف وعید وقوع
خلف کے بھی قائل ہیں۔ چنانچہ ان کے دلائل سے ظاہر
ہے۔ حیث قالوا لانہ لیس بنقص بل ھو کمال الخ۔
اس سے ظاہر ہوا کہ بعض علماء وقوع خلف وعید کے قائل
ہیں۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ خلف وعید خاص ہے اور کذب
عام ہے۔ کیونکہ کذب بولتے ہیں قول خلاف واقع کو سو وہ
گاہ وعید ہوتا ہے، گاہ وعدہ، گاہ خبر، اور سب کذب
کے انواع ہیں۔ اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم ہے
انسان اگر ہوگا تو حیوان بالضرور موجود ہو ویگا۔ لہذا وقوع کذب
کے معنی درست ہوگئے۔ اگرچہ بضمن کسی فرد کے ہو۔ پس
بناءً علیہ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیئے کہ اسمیں
تکفیر علماء سلف کی لازم آتی ہے۔ ہر چند یہ قول ضعیف ہی
ہے مگر تاہم متقدمین کے مذاہب پر صاحب دلیل قوی کو
تضلیل صاحب دلیل ضعیف کی درست نہیں۔ دیکھو کہ حنفی

شافعی پر اور بعکس بوجہ قوت دلیل اپنی کے طعن و تضلیل نہیں
کرسکتا۔ انا مؤمن انشاء اللہ کا مسئلہ کتب عقائد میں خود لکھتے
ہیں۔ لہذا اس ثالث کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہئیے
البتہ تبری اگر فہمائش ہو بہتر ہے اگر قدرۃ علی الکذب مع امتناع
الوقوع مسئلہ اتفاقیہ ہے کہ اس میں کسی کا خلاف نہیں۔ اگرچہ
اس زمانہ میں لوگوں کو انکار بے جا ہو گیا قال اللہ تعالیٰ ولو
شئنا لاٰتینا کل نفس ھدایٰھا ولکن حق القول منی
لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین ۵
الآیہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ ۱۳۰۱ھ

یقیناً اللہ تعالیٰ کو اور اس کے کلام کو جھوٹا بنانے والے کافر ہیں۔
چنانچہ خود انھیں گنگوہی صاحب کے فتاوے حصۂ اول میں وقوع کذب کے قائل
کو کافر لکھا۔

| | |
|---|---|
| ومن یعتقد ویتفوہ بانہ | اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے |
| تعالیٰ یکذب فھو کافر ملعون | نکالے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے |
| قطعًا ومخالف الکتاب والسنۃ | وہ کافر و قطعی ملعون اور کتاب وسنت |
| واجماع الامۃ تعالیٰ اللہ عما | واجماع امت کا مخالف ہے۔ برتر ہے |
| یقول الظالمون علوا کبیرا | اللہ تعالیٰ اس سے جو ظالموں نے کہا |

بہت برتر۔
جبکہ وہابیہ وقوع کذب الٰہی کے قائل ہو گئے اور اس کو جھوٹا ماننے لگے معاذاللہ
تو امکان کے متعلق ان کی ہرزہ سرائی کب قابل التفات رہی۔ لیکن اس لیے کہ کوئی
سادہ لوح دھوکا نہ کھائے۔ صاحب سیف یمانی کی پیش کردہ عبارات کا حال ظاہر

کردیا جاتا ہے۔

# تفسیر بیضاوی شریف کی عبارت

والاخبار بوقوع الشئ اوعدمہ لاینفی القدرۃ علیہ۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا خبر دے دینا کسی چیز کے وقوع یا عدم وقوع کی اس کو اس کی قدرت سے خارج نہیں کر دیتا۔

(سیف یمانی ص۱۸)

صاحب سیف یمانی نے بیضاوی شریف کی عبارت تو لکھ دی مگر بے سمجھے اور ترجمہ بھی غلط کیا۔ اتنا بھی سلیقہ نہیں جو یہ سمجھ سکے کہ کیا موقع ہے کیا کلام ہو رہا ہے۔ اس عبارت میں یہ کہاں ہے کہ اس کی قدرت سے خارج نہیں کر دیتا۔ لفظ (اس کی) اپنی طرف سے کیوں بڑھایا۔ بغیر تحریف۔ تبدیل۔ تراش۔ خراش کے کوئی بات ہی نہیں کرتے۔ ظالموں کو دیانت سے کچھ بھی واسطہ نہیں۔ عبارت بیضاوی کا مطلب تو صاحب سیف یمانی کو سمجھنا نصیب نہیں ہوا۔ ورنہ بتائے کہ اس کے ترجمہ سے مجوزین تکلیف مالایطاق کا جواب کس طرح ہوتا ہے۔ پھر یہ جواب کس کی طرف سے ہے۔ اور اس کے اصل مجیب کون ہیں اہلسنت یا اور کوئی۔ کچھ ہے خبر۔ بیضاوی کو ہاتھ لگانے کے لیے کچھ علم چاہیئے۔ حلوا خوردن را روئے باید۔

لطف یہ کہ اس کے حاشیہ سیال کوٹی کی عبارت اس کے بعد لکھی اس میں بعینہ یہ لفظ موجود ہے لاینفی القدرۃ علیہ۔ وہاں صاحب سیف یمانی نے ترجمہ کیا۔ اس کو مقدوریت اور ممکن بالذات ہونے سے نہیں نکال دیتا۔ یہاں یہ ترجمہ نہ کیا اس کی قدرت سے خارج نہیں کر دیتا۔ ع دروغ گو را حافظہ نباشد۔

**شعر**

ایک بات اور سیکڑوں اس کے جواب ہم سے کچھ غیروں سے کچھ دربان سے کچھ

اسی عبارت بیضاوی کے حاشیہ کی ایک دوسری عبارت پھر نقل کی اور اس کے ترجمہ میں بھی خیانت کی۔ کہ لا یخرجہ عن الامکان الی الامتناع الذاتی کا ترجمہ کیا۔ اس کو دائرہ امکان سے نکال کر حدود امتناع میں داخل نہیں کر دیتا۔ اصل عبارت میں امتناع ذاتی تھا۔ ترجمہ میں ذاتی اڑا دیا۔

صاحب سیف یمانی کی ایک اور نافہمی یہ ہے کہ اس کی ان پیش کردہ عبارات میں مسئلہ زیر بحث یعنی اللہ تعالیٰ کے امکان کذب کا بیان ہی نہیں ہے۔ سند کس چیز میں لاتا ہے جس شے کی خبر دی جائے اس کے خلاف کا ممکن بالذات ہونا امکان کذب کو کب مستلزم ہے کیا ممتنع بالغیر کا امکان بالذات اس غیر کو بھی ممکن کر دیتا ہے۔ شعر ؎

ہنوز طفلی واز نوش و نیش بے خبری — زعلم غیر چہ از جہل خویش بے خبری

# صاحب سیف یمانی کی ایک اور فریب کاری

صاحب سیف یمانی نے اپنے مدعائے باطل کی تائید میں شرح مواقف کی ایک عبارت پیش کی اس عبارت کے جس حصہ کو اس نے اپنے مفید مدعا ظاہر کیا ہے اس پر امتیاز اً خط کھینچ دیا ہے۔ اس کی خط کشیدہ عبارت یہ ہے۔

> کیونکہ ہم اہلسنت و جماعت کو اس کا محال ہونا تسلیم نہیں اور بھلا کیسے محال ہو سکتا ہے جبکہ خلف اور کذب ان ممکنات میں سے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت میں داخل ہیں۔
>
> (سیف یمانی صہ ۸۲)

مصنف سیف یمانی کو صدق و دیانت سے تو عداوت ہے۔ اور جب وہ معاذ اللہ کذب الٰہی کو ممکن کہتا ہے تو اپنا کذب فرض بھی سمجھے تو کچھ تعجب نہیں۔ شرح مواقف

پر یہ بہتان باندھ دیا کہ ہم اہل سنت وجماعت کو اس کا محال ہونا تسلیم نہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ شرح مواقف میں یہ مضمون کہاں ہے کہ اہلسنت کو تسلیم نہیں۔ شرح مواقف میں تو کذب الٰہی کو باتفاق ممتنع فرمایا۔ فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| یمتنع علیہ الکذب اتفاقاً | اللہ تعالےٰ پر کذب بالاتفاق ممتنع ہے۔ |

(شرح مواقف ص۶۰۴)

پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| قد مر فی مسئلۃ الکلام من موقف الالٰہیات امتناع الکذب علیہ سبحانہ وتعالیٰ | موقف الٰہیات کے مسئلہ کلام میں اللہ تعالےٰ پر کذب کا محال ہونا بیان ہو چکا۔ |

(شرح مواقف ص۶۲۵)

اور اس کے علاوہ بھی اس کتاب میں جابجا اللہ تعالیٰ کے لیے کذب کے محال اور ممتنع ہونے کی تصریحیں موجود ہیں۔ تو اس عبارت سے صاحب سیف یمانی کا یہ نتیجہ نکالنا کہ (اہل سنت کو استحالۂ کذب باری تسلیم نہیں۔) علاوہ افتراء بہتان اور جہل ونادانی کے خود صاحب کتاب کی تصریحات کے بھی خلاف ہے۔ اور ہماری پیش کردہ عبارات کو سامنے رکھنے کے بعد صاحب سیف یمانی کا جہل وفریب بے نقاب ہو جاتا ہے۔

سیف یمانی کے مصنفین کو عبارات کا ترجمہ کرنا بھی نہ آیا۔ شرح مواقف کا سمجھنا اہل علم کا کام ہے ہر کس وناکس کو اس کا کب سلیقہ ہے۔ بات یہ ہے کہ معتزلہ اور خوارج گناہ کبیرہ کے مرتکب کو جو بے توبہ مر جائے واجب التعذیب جانتے ہیں اور اللہ کا معاف کرنا جائز نہیں سمجھتے اس کی دلیل وہ یہ لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کبیرہ پر عذاب سے ڈرایا اگر عذاب نکرے تو وعید کا خلاف لازم آئے اور اس کو وہ کذب سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں چونکہ کذب باری محال ہے اس لیے صاحب کبیرہ کی معافی کی کوئی صورت نہیں رہی۔

شرح مواقف میں اس کا رد فرمایا اور انھیں الزام دیا کہ تمھارا خلف و کذب کو محال کہنا ممنوع ہے کیونکہ وہ دونوں ممکنات مقدورات میں ہیں یعنی ایک جماعت معتزلہ کے نزدیک چنانچہ آخر کتاب میں فرمایا۔

المزداریۃ هو ابو موسیٰ عیسیٰ بن صبیح المزدار هذا اللقبه من باب الافتعال من الزیادة وهو تلمیذ بشر اخذ العلم منه وتزهد حتی سمی راهب المعتزلة قال الله تعالیٰ قادر علیٰ ان یکذب ویظلم ولو فعل لکان الٰهاً کاذباً ظالماً تعالیٰ الله عما قاله علواً کبیراً۔

(شرح مواقف صہ ۷۴۹)

فرقہ مزداریہ مزدار ابو موسیٰ عیسیٰ ابن صبیح کا لقب ہے۔ یہ لفظ زیارت کو باب افتعال میں لاکر بنایا گیا ہے۔ یہ شخص بشیر کا شاگرد ہے۔ استاذ سے علم حاصل کرکے زاہد بنا۔ یہاں تک کہ راہب معتزلہ کے نام سے موسوم ہوا۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے اور ظلم کرنے پر قادر ہے اور اگر کرے تو وہ خدائے کاذب و ظالم ہوگا۔ برتر ہے اللہ تعالیٰ اس سے جو اس مردود نے کہا بہت برتر۔

کچھ کھلی آنکھیں کذب کا تحت قدرت ہونا جسے صاحب سیف یمانی نے اہل سنت کا مذہب کہا تھا وہ معتزلہ مزداریہ کا مذہب نکلا۔ اور شارح مواقف نے اس سے اللہ تعالیٰ کی برتری بیان کی۔ جاہل کو اتنی تمیز نہ ہوئی کہ کلام کو سمجھتا محل کو پہچانتا۔ الزام کو مذہب قرار دے بیٹھا۔ اور اس جہل میں سیف یمانی کے تمام مقرظین مصنف کے شریک حال ہیں۔

ایک اور لطیفہ۔ اول بحث میں تو صاحب سیف یمانی لفظ امکان کذب سے بہت گھبرائے تھے اور آپ نے لکھا تھا کہ ڈراونا سا نام اہل بدعت نے امکان کذب رکھا۔

اور یہاں کذب کا ممکنات میں سے ہونا اہل سنت کا مذہب ہے بتا رہے ہیں۔ ع دروغ گو را حافظہ نباشد

عبارت شرح مواقف میں بہت باریکیاں ہیں یہاں بنظر اختصار اسی قدر پر اکتفا کیا گیا اور انشاء اللہ تعالیٰ صاحب فہم و انصاف کے لیے یہی کافی ووافی ہے۔

## صاحب سیف یمانی کی ایک اور نافہمی

اسی مسئلہ امکان کذب کی تاکید میں مسامرہ شرح مسائرہ کی عبارت نقل کی۔ عبارت کو سمجھنا اور اس سے نتیجہ نکالنا تو کارے دارد۔ صاحب سیف یمانی کو اتنی بھی تمیز نہیں ہے کہ متن و شرح میں امتیاز کر سکے۔ مسامرہ کو متن اور مسائرہ کو شرح بنا دیا اور اتنی تمیز نہ ہوئی کہ یہ سمجھ سکتا کہ مسامرہ شرح ہے اور مسائرہ متن۔ جس کو اتنا بھی سلیقہ نہ ہو وہ فہم عبارت میں کیا کمال کریگا۔ پھر مسائرہ امام ابن ہمام کی تصنیف ہے، اس کو شاگرد کی طرف نسبت کر دیا۔ اس فہم پر مسئلہ لکھنیکا شوق۔ ایسوں ہی کے حق میں کسی نے کہا ہے ؎

این چہ شوریست کہ در دور قمر می بینم | ہمہ آفاق پر از فتنہ و شر می بینم
ابلہاں را ہمہ شربت زگلاب و قند است | طوق زریں ہمہ بر گردن خرمے بینم

مسامرہ اور مسائرہ کی عبارتوں سے سیف یمانی کا ڈیڑھ صفحہ تو لبریز کر دیا مگر اس ساری عبارت میں یہ کہاں ہے کہ امکان کذب اہل سنت کا مذہب ہے۔ معاذ اللہ۔ اور جب یہ نہیں تو نقل عبارت سے کیا فائدہ اس میں تو اشاعرہ کا مذہب بھی نہیں بتایا یہ فرمایا ہے۔

فہو بمذهب الاشاعرة اليق منه بمذهب المعتزلة۔ جس کا ترجمہ خود صاحب سیف یمانی نے یہ کیا ہے۔

پس یہ قول اشاعرہ یعنی اہلسنت کے مذہب کے

زیادہ مناسب اور اسی پر زیادہ چسپاں ہے۔

(سیف یمانی صد ۸۳)

اس عبارت سے خود ہی ظاہر ہے کہ یہ قول اشاعرہ کا مذہب نہیں اس اسپر چسپاں کیا جاتا ہے اس لیے علامہ نے فھو مذھب الاشاعرۃ نہیں فرمایا جس کے یہ معنی ہوئے کہ یہ اشاعرہ کا مذہب ہے جس طرح کہ کذب و سفہ و ظلم کی مقدوریت کو صاف "مذہب معتزلہ فرمایا تھا باوجودیکہ وہ سارے معتزلہ کا مذہب نہیں جیساکہ ہم شرح مواقف وغیرہ سے نقل کر چکے ہیں تو اگر ان چیزوں پر ثبوت قدرت بھی اشاعرہ کا مذہب ہوتا تو فھو مذھب الاشاعرۃ کہنے سے کون مانع تھا در حقیقت صاحب سیف یمانی کا اس عبارت سے استدلال حق پوشی و فریب کاری ہے کیونکہ شارح نے اس سے ایک صفحہ پہلے خود تصریح فرمادی۔

قلنا لاخلاف بین الاشعریۃ و غیرھم فی ان کل ما کان وصف نقص فی حق العباد فالباری تعالیٰ منزہ عنہ وھو محال علیہ تعالیٰ والکذب وصف نقص فی حق العباد۔ (مسامرہ صد ۸۴)

ہم کہتے ہیں کہ اشاعرہ اور ان کے سوا دوسروں میں اس میں کچھ مخالفت نہیں ہے کہ جو چیز بھی بندوں کے حق میں نقص ہو باری تعالیٰ اس سے منزہ ہے اور باری تعالیٰ پر وہ محال ہے اور کذب بندوں کے حق میں وصف نقص ہے۔

اس میں مذہب اشاعرہ کا صاف بیان تھا کہ وہ کذب کو محال جانتے ہیں اس کو ذکر نہ کرنا اور ایک الزام سے سند پکڑنا وہ بھی ایسا جو چسپاں کیا گیا ہو کس قدر ناحق کوشی ہے۔

(اہلسنت کے مذہب) کا لفظ اصل کتاب میں نہ تھا ترجمہ میں صاحب سیف یمانی نے اپنی طرف سے داخل کر دیا۔ مگر اس بیچارہ کو خبر نہیں ہے کہ کتاب کے آخر میں امام ابن ہمام اور اس کی شرح میں ان کے شاگرد

رشید عقائد اہل سنت کا ایضاح فرماتے ہیں اور لکھتے ہیں۔

(لنختم) هذا الكتاب بايضاح عقيدة اهل السنة والجماعة ) — چاہیے کہ ہم اپنی یہ کتاب عقیدہ اہلسنت وجماعت کے ایضاح پر ختم کریں۔

(مسامرہ شرح مسایرہ صـ۱۶۲)

اب اِن عقائد کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

(يستحيل عليه) سبحانه (سماة النقص كالجهل والكذب) بل يستحيل عليه كل صفة لا كمال فيها ولا نقص لان كلا من صفات الاله صفت كمال۔ — اللہ سبحانہ پر سماۃ نقص مثل جہل کذب کے محال ہیں بلکہ اس پر ہر ایسی صفت بھی محال ہے جس میں نہ کمال ہو نہ نقص اس لیے صفات الٰہی میں سے ہر ایک صفت کمال ہے۔

کچھ دیکھا وہی مسایرہ و مسامرہ ہیں جن کی سیف یمانی نے بڑی تعریف کی ہے ان میں کذب الٰہی کا محال ہونا عقیدۂ اہلسنت بتایا گیا ہے۔ ان عقیدوں پر پردہ ڈال دینا اور ایک الزام جو اشاعرہ پر چسپاں کیا گیا ہے اس کو اشاعرہ کا مذہب بتا دینا کتنی بڑی جہالت و خیانت و تلبیس و فریب کاری ہے۔ یہ ہے وہابیہ کے استدلالوں کی حقیقت اور اُن تلبیسوں اور نافہمیوں پر ناز ہے۔ وہابیو! اپنی جانوں پر رحم کرو۔ کتب دینیہ کی عبارتوں سے غلط نتیجے نکال کر دنیا کو مغالطہ میں مت ڈالو۔ حضرت رب العزت جل و علیٰ تبارک و تعالیٰ کی ذات پاک پر کذب جیسے قبیح و شنیع قابل نفرت و موجب لعنت عیب کی تہمت نہ لگاؤ۔

# مکّہ معظمہ میں چار مصلّے

صاحب سیف یمانی نے صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کا یہ قول نقل کیا۔

وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک جو چار مصلے مکہ معظمہ میں

ہیں وہ برے ہیں۔

سبیل الرشاد (صہ ۲۷ (مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی) سیف یمانی صہ ۸۴)

اس پر صاحب سیف یمانی نے صاحب رسالہ عقائد وہابیہ پر بہت طعن وتشنیع کی اور ان کے مبلغ علم کے مذاق اڑائے اور منحۃ الخالق کے حوالہ سے ایک عبارت نقل کی جس کے الفاظ منحۃ الخالق سے نہیں ملتے۔ یہ تو وہابیہ کی عادت ہی ہے کہ ان کے نقول منقول عنہ کے مطابق نہیں ہوا کرتے کچھ نہ کچھ تراش خراش کر ہی لیتے ہیں۔ پھر ترجمہ اپنی نقل کی ہوئی عبارات کے مطابق نہیں۔ عبارت میں عن بعض مشائخنا اس کے ترجمے میں حنفیہ کا ایک لفظ اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ لفظ (انکار) کا ترجمہ کیا (ندامت کی) اور اس سب سے بڑھ کر آپ کی عربی دانی کا پورا اظہار اس سے ہوتا ہے کہ سنۃ خمسین وخمسمائۃ کا ترجمہ ۵۵۵ھ لکھا۔ جس شخص کی قابلیت کا یہ حال ہو کہ وہ عدد کا ترجمہ بھی نہ کر سکے وہ مصنف بنے مسائل دین میں قلم اٹھائے۔ سبحان اللہ۔ ماشاء اللہ۔ پھر جو عبارت بحر کی نقل کی اس میں چار مصلوں کا کہاں ذکر ہے۔ اور اہل مذاہب مختلفہ کا بیان کہاں ہے۔ محض مغالطہ کے لیے عبارت لکھ دی یا نادان کو خود اس کی تمیز نہ ہوئی کہ وہاں وہ مسئلہ ہی نہیں ہے۔ تکرار جماعت کا مسئلہ ہے وہ بھی محلہ کے متعلق۔ چنانچہ خود صاحب منحۃ الخالق ردالمحتار میں علامہ سندی کی اس عبارت پر یہ اشکال وارد کرتے ہیں۔

لکن یشکل علیہ ان نحو المسجد المکی اوالمدنی لیس لہ جماعۃ معلومون فلا یصدق علیہ انہ مسجد محلۃ بل ھو کمسجد شارع وقد مرانہ لاکراھۃ فی تکرار الجماعۃ فیہ جماعًا فلیتامل ھذا

لیکن اس پر یہ اشکال وارد کیا جاتا ہے کہ مسجد مکہ ومدینہ اور ان کی طرح جو مسجدیں ہوں ان کے لیے نمازی معین نہیں ہیں۔ پس ان پر مسجد محلہ کی تعریف صادق ہی نہیں آئے گی بلکہ وہ شارع عام کی مسجد کی طرح ہیں اور یہ گزر چکا کہ

(ردالمحتار ص ۳۸۸) شارع عام کی مسجد میں تکرار جماعت بالاجماع مکروہ نہیں۔

اب یہاں مصنف سیف یمانی کے جہالات دیکھئے۔

ایک تو یہ کہ عبارت وہ لکھی جس کو مسئلہ مبحوثہ سے تعلق نہیں اس میں ایک دوسرے مسئلہ تکرار جماعت کا بیان ہے۔

دوسرے یہ کہ اس مسئلہ میں بھی اس عبارت پر اشکال وارد کیا گیا۔ کمال بے بصری ہے عبارت نقل کردی اور اشکال نظر نہ آیا۔

تیسرے یہ کہ عبارت بعینہا نقل نہیں کی۔ نقل اصل سے مخالف ہے۔

چوتھے یہ کہ اپنی ہی نقل کی ہوئی عبارت کا ترجمہ صحیح نہ ہو سکا۔

یہ مسئلہ علامہ ابن عابدین نے ردالمحتار میں لکھا تھا مگر مغرور بے علم کو نہ ملا۔

اب میں وہ عبارت نقل کرتا ہوں۔

ولو کان لکل مذہب امام کما فی زماننا فالافضل الاقتداء بالموافق سواء تقدم او تاخر علی ما استحسنہ عامۃ المسلمین وعمل بہ جمہور المؤمنین من اھل الحرمین والقدس ومصر والشام ولا عبرۃ بمن شذ منھم اھ (ص ۳۹۶)

اگر ہر ایک مذہب کے لیے امام ہو جیسا کہ ہمارے زمانہ میں ہے تو افضل اپنے موافق کے ساتھ عمل کرنا ہے خواہ وہ پہلے پڑھے یا پیچھے جیسا کہ اس کو تمام مسلمانوں نے مستحسن جانا اور سارے مومنین نے اس کے ساتھ عمل کیا ان میں اہل حرمین بھی ہیں اور اہل بیت المقدس و مصر و شام بھی اور جو کوئی ان سے جدا ہو اسکا کچھ اعتبار نہیں۔

دیکھئے یہ عبارت ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ اگر ہر مذہب کے جدا جدا امام ہوں جیسا کہ ہمارے زمانہ میں ہے یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی

ہر مذہب کے امام حرم شریف میں متعین ہیں ان کے مصلے مقرر ہیں۔ اس صورت میں موافق کی اقتدا یعنی حنفی کو حنفی کی شافعی کو شافعی کی افضل ہے اور تمام عالم اسلام نے اس کو مستحسن جانا اور اس پر عمل کیا یہ مسئلہ کتاب میں موجود تھا مگر کیسے وہابی کو نظر نہ آیا اور اس نے صاحب رسالہ عقائد وہابیہ پر اپنے جہل سے اعتراض

# اسماعیل دہلوی کا کفر اور عدم کفر

صاحب سیف یمانی نے کفریات اسمعیل کی کوئی بھی توجیہ بیان نہیں کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہابیہ ان عبارات کی توجیہات سے قاصر ہیں۔ اور کفریات مولوی اسمعیل کا جواب انھیں اپنے مقدور سے باہر نظر آتا ہے۔ اور حقیقۃً ہے بھی یہی بات کسی وہابی کا منہ نہیں ہے کہ اسمعیل دہلوی کو مسلمان ثابت کر سکے۔ کیونکہ اکابر دیوبندیت اس کو دھڑلے سے کافر کہہ چکے ہیں اور ان کے فتوے ایک رسالہ میں شائع ہو چکے ہیں۔ جسکا نام (دیوبندی مولویوں کا ایمان ہے)

# اسماعیل دہلوی پر مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ

یہ شخص عقائد اہلسنت والجماعت سے جاہل اور بے بہرہ ہے۔

# انھیں اسمعیل پر مولوی اشرفعلی تھانوی مصدق سیف یمانی کا فتویٰ

تھانوی صاحب نے بھی گنگوہی جی کے اس فتوے کی ان الفاظ میں تصحیح کی۔

الجواب صحیح
اشرف علی عفی عنہ

لہذا تھانوی صاحب کے نزدیک بھی اسمعیل دہلوی عقائد اہل سنت سے جاہل اور بے بہرہ ہوا۔

## انھیں اسماعیل پر مولوی عزیز الرحمٰن مفتی مدرسۂ دیوبند کا فتویٰ

الغرض حق تعالیٰ کو زمان اور مکان سے اور ترکیب عقلی سے منزہ جاننا عقیدہ اہل حق اور اہل ایمان کا ہے اسکا انکار الحاد اور زندقہ ہے۔ اور دیدار حق تعالیٰ جو آخرت میں ہوگا مومنین کو بے کیف اور بے جہت ہوگا مخالف اس عقیدہ کا بد دین وملحد ہے۔

## اس فتوے پر اکابر علمائے دیوبند کی تصحیحات

(۱) الجواب صحیح بندہ محمود مدرس اول مدرسہ دیوبند
(۲) الجواب صحیح محمود حسن عفی عنہ۔
(۳) الجواب صحیح غلام رسول عفی عنہ۔
(۴) محمد عبد الحق عفی عنہ۔
(۵) الجواب صحیح محمود حسن مدرس دوم مدرسہ شاہی مراد آباد۔
(۶) ابو الوفا ثناء اللہ کفاہ اللہ۔

اسمٰعیل دہلوی کی یہ وہ تکفیر ہے جس پر سارا جمہور دیوبند فتویٰ دے چکا اب کسی دیوبندی سلسلہ کے شخص کی کیا مجال ہے کہ دیوبندی عقیدے رکھتے ہوئے اسمٰعیل کو مومن کہہ سکے صاحب سیف یمانی نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کو شہید مرحوم لکھا ہے کیا اس کے نزدیک شہید مرحوم ایسا ہی شخص ہوتا ہے جسکو تمام دیوبندی علماء جنمیں سیف یمانی کے تصدیق یا تصنیف کرنے والے مولوی اشرف علی بھی شامل ہیں۔ کافر۔ جاہل عقائد اہلسنت سے بے بہرہ۔ ملحد۔ زندیق۔ بد دین کہتے ہوں۔

بتاؤ مولوی اسمٰعیل پر یہ حکم لگانے والے حق پر ہیں یا باطل پر۔ ہے کسی میں دم ہے۔ کسی دیوبندی کی مجال کہ اسمٰعیل دہلوی کو اب بھی مسلمان کہے تو ان اکابر کا حکم بیان کرے جنھوں نے اس کی بے دھڑک تکفیر کی ہے۔

صاحب سیف یمانی نے جب دیکھا کہ دیوبندیوں نے تو اسمٰعیل دہلوی کے ایمان کا تسمہ لگا نہ چھوڑا تو بجز اس کے کوئی صورت نظر نہ آئی کہ وہ اعلیحضرت امام اہلسنت کی نعلین کے سایہ میں پناہ لے ے

جو گھر والوں نے پھٹکارا تو یاں روتے ہوئے آئے
خوشامد کرتے اپنے غمزۂ بیجا پہ شرمائے

مگر غیرت نہ تھی ان کو اگر کچھ بھی حیا ہوتی تو یہاں آ کر نہ جھکتے اور وہیں غیرت سے مر جاتے۔

اب صاحب سیف یمانی کے پاس بجز اس کے کوئی تدبیر نہیں ہے کہ وہ یہ نہیں کہے اعلیحضرت نے فرمایا ہے علماء محتاطین اسے کافر نہ کہیں۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اگر اسمٰعیل دہلوی کی توبہ مشہور ہونے کی بنا پر احتیاط فرمائی اور بہ نظر احتیاط اس کو کافر کہنے سے منع کیا تو یہ کہاں فرمایا کہ اس کے کلمات کفر نہیں۔ اعلیٰ حضرت کی احتیاط ان کا اپنا تقویٰ ہے۔ اور اسمٰعیل دہلوی سے کلمات کفر بہ سرزد ہوئے اس کے وہ کلمات لکھ کر کفر بتا کر اس کی توبہ مشہور ہونے کا لحاظ فرمایا۔ اور اس شخص کو کافر کہنے سے احتیاط کی۔ مگر دیوبندیوں کے نزدیک تو احتیاط کا بھی کوئی محل باقی نہیں ہے۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنے فتاوے میں توبہ کی شہرت خلاف واقع اور غلط ہونے کی تصریح کی ہے۔

توبہ کرنا ان کا (یعنی مولوی اسمٰعیل کا) بعض مسائل سے محض افترا اہل بدعت کا ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ ص ۶۲ ج ۱

اب دیوبندی اعلیٰحضرت کی احتیاط سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی یہ بھی تصریح کر چکے ہیں کہ اسمٰعیل کے کافر کہنے والیکو کافر نہ کہا جائے۔

مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو جو لوگ کافر کہتے ہیں تباویل کہتے ہیں اگرچہ وہ تاویل ان کی غلط ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کو کافر کہنا اور معاملہ کفار کا سا کرنا نہ چاہیئے۔

(فتاویٰ رشیدیہ صہ ۱۸/ج۱)

# صاحب سیف یمانی کا دعویٰ اسنیت

عقائد اہلسنت ہمارے عقائد اور فقہ حنفی ہمارا معمول ہے یہی ہمارے سُنّی حنفی ہونے کا کافی ثبوت ہے۔

(سیف یمانی صہ ۸۹)

عجب دلیل ہے جس سے قابلیت ٹپکی پڑتی ہے۔ یہ نہ بتایا کہ آپ اہلسنت کہتے کسے ہیں جن کے عقائد کو آپ اپنے عقائد بتاتے ہیں کیا وہی اتباع ابن عبدالوہاب نجدی جن کو آپ کے مستند اور تسلیم کیئے ہوئے بزرگ علامہ ابن عابدین شامی نے اپنی کتاب ردالمحتار صہ ۴۷۸/ج۳ میں بایں الفاظ خارجی کہا ہے۔

ویکفرون اصحاب نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علمت ان ھذا غیر شرط فی مسمی الخوارج بل ھو بیان لمن خرجوا علیٰ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا فیکفی فیھم اعتقادھم کفر من خرجوا علیہ کما وقع فی زماننا فی اتباع

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ کافر کہنا کچھ خارجیوں کے لیے ضروری نہیں بلکہ خاص بہ ان خارجیوں کا بیان حال ہے جنھوں نے ہمارے آقا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر خروج کیا تھا خارجی ہونے کو اتنا کافی ہے کہ جن پر خروج کریں انھیں اپنے

عبد الوهاب الذی خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذهب الحنابلة لکنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشرکون واستباحوا بذالك قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتی کسر الله تعالی شوکتهم وخرب بلادهم وظفر بهم عساکر المسلمین عام ثلث وثلثین ومائتین والف۔

عقیدے میں کافر جانیں جیسا ہمارے زمانے میں عبدہاب کے پیروؤں سے واقع ہوا جنھوں نے نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر ظلماً قبضہ کیا آپ نے آپ کو حنبلی بتاتے تھے مگر ان کا مذہب یہ کہ صرف وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے خلاف مذہب ہیں مشرک ہیں اسی بنا پر انھوں نے اہلسنت و علمائے اہلسنت کا شہید کرنا حلال ٹھہرالیا یہانتک کہ اللہ عزوجل نے ان کی شوکت توڑی ان کے شہر ویران کئے۔ مسلمانوں کے لشکر کو ان پر فتح دی ۱۲۳۳ھ بارہ سو تینتیس ہجری ہیں۔

اور مولوی حسین احمد صدر المدرسین مدرسہ دیوبند نے اپنی کتاب رجوم المذنبین میں اتباع عبدالوہاب اور خود اس کے یہ عقائد لکھے۔

## نجدی عقیدہ (۱)

محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم اور تمام مسلمان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل وقتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال و جائز بلکہ واجب ہے۔

رجوع المذنبین صہ ۵۱

## نجدی عقیدہ (۲)

نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی

عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔ اگر بعد وفات ان کو حیات ہے تو وہی حیات برزخ ہے جو احاد امت کو ثابت ہے۔ بعض ان کے حفظ جسم نبی کے قائل ہیں مگر بلا علاقۂ روح۔ اور متعدد لوگوں کی زبان سے بالفاظ کریہ کہ جن کا زبان پر لانا جائز نہیں دربارۂ حیات نبوی علیہ السلام سُنا جاتا ہے۔ رجوم المذنبین صـ۵۴

## نجدی عقیدہ (۳)

زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و حضوری آستانۂ شریفہ و ملاحظہ روضۂ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت و حرام وغیرہ لکھتا ہے۔ اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظوظ و ممنوع جانتا ہے لا تشد والرحال الا الی ثلثہ مساجد انکا مستدل ہے۔ بعض انہیں کے سفر زیارت کو معاذ اللہ تعالیٰ زنا کے درجہ کو پہونچاتے ہیں۔ اگر مسجد نبوی میں جاتے ہیں تو صلوٰت و سلام ذات اقدس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں پڑھتے اور نہ اس طرف متوجہ ہو کر دعا وغیرہ مانگتے ہیں۔

رجوم المذنبین صـ۵۵

## نجدی عقیدہ (۴)

شان نبوت وحضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں۔ اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی وضعف اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لا رہے ہیں ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔

## نجدی عقیدہ (۵)

وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالۃ جانتے ہیں اور ائمہ اربعہ اور ان کے متقلدین کی شان میں الفاظ واہیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے بہت سے مسائل میں وہ گروہ اہلسنت والجماعت

کے مخالف ہو گئے۔ چنانچہ غیر مقلدین ہند اسی طائفہ شنیعہ کے پیرو ہیں۔ وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقت اظہار دعوئ حنبلی ہونیکا اقرار کرتے ہیں لیکن عملدرآمد انکا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے بلکہ وہ بھی اپنے فہم کی موافق جس حدیث کے مخالف فقہ حنابلہ خیال کرتے ہیں اس کی وجہ سے فقہ کو چھوڑ دیتے ہیں انکا بھی مثل غیر مقلدین ہند اکابر امت کی شان میں الفاظ گستاخانہ و بے ادبانہ استعمال کرنا معمول بہ ہے۔

(رجوم المذنبین صـ۷)

## نجدی عقیدہ (۶)

وہابیہ سوائے علم احکام والشرائع جملہ علوم اسرار و حقائق وغیرہ سے ذات سرور کائنات خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خالی جانتے ہیں۔

(رجوم المذنبین صـ۸۲)

## نجدی عقیدہ (۷)

وہابیہ نفس ذکر ولادت حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبیح و بدعت کہتے ہیں اور علیٰ ہذا القیاس اذکار اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو بھی برا سمجھتے ہیں۔

(رجوم المذنبین صـ۸۳)

اور مولوی خلیل احمد انبیٹھی نے المہند میں اسی کا یہ حکم بیان کیا۔

ہمارے نزدیک انکا (یعنی محمد ابن عبد الوہاب کا)
حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے
خوارج کی ایک جماعت ہے۔ (المہند ص۱۳)

اور تمام اکابر علمائے دیوبند نے المہند کی تصدیقیں کیں جن میں سیف یمانی کے ممدوح مولوی اشرف علی تھانوی بھی شامل ہیں۔ یہی آپ کے اہلسنت ہیں اور آپ کے عقائد انھیں کے مطابق ہیں اگر یہ کہئے تو آپ اپنے تسلیم اور اقرار سے بحکم علامہ ابن عابدین شامی اور اپنے اکابر دیوبند کے خارجی ہیں۔ اہلسنت ہونے کا محض دعویٰ کارآمد نہیں۔ غیر مقلد بھی اپنے آپ کو اہلسنت کہتے ہیں۔ مرزائی بھی اپنے آپ کو سنی حنفی بتاتے ہیں۔ روافض کا فرقہ زیدیہ بھی حنفی ہونے کا مدعی ہے۔ تو کیا یہ سب اہل سنت ہو گئے۔ یہ نہیں ہوئے تو آپ کیسے ہوئے۔ اور اگر آپ یہ کہیں کہ آپ نجدیوں کے عقائد سے متفق نہیں ہیں تو نجدی کے عقائد عمدہ بتانے والے مولوی رشید احمد گنگوہی کا حکم بتائیے۔

محمد ابن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے
ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا
حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی
مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو
حد سے بڑھ گئے انہیں فساد آگیا ہے اور عقائد
سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی۔ شافعی
مالکی۔ حنبلی کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ج۱)

صاحب سیف یمانی کی سنیت کا دعویٰ تو خاک میں مل گیا اور اس کو مع اپنی کمیٹی کے اپنے آپ کو سُنی ثابت کرنے کی ہمت نہ ہو سکے گی۔

# اعلان مناظرہ

صاحب سیف یمانی نے اپنے اہلسنت ہونے کا دعویٰ کرنے کے بعد یہ اعلان کیا ہے کہ۔

اگر کسی کو ہمارے اس دعوے میں ذرا بھی شک و شبہ ہو تو وہ رضا خانی جماعت کے کسی ذمہ دار عالم کو تیار کر کے ہمیں اطلاع دیں۔ ہم بالمواجہ اپنے سنی حنفی ہونیکا ثبوت دیں گے۔ (سیف یمانی صہ ۸۹)

# اعلان مناظرہ کا جواب

ہمارے تلامذہ اور ہم اس مناظرہ کے لیے تیار ہیں۔
سیف یمانی کے اصل مصنف یا اول مصدق مولوی اشرف علی صاحب تھانوی جب چاہیں انتظام کر کے جس بڑے مقام میں چاہیں ہمیں اس مناظرہ کے لیے طلب کر لیں۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے اس دعوے کا ابطال کر دیں گے۔ فاتوا برھانکم انکتم صادقین۔

# اہلسنت کے نزدیک میلاد شریف و فاتحہ وغیرہ کے مانعین مستحق ملامت ہیں یا ہر تارک

اس کے متعلق سیف یمانی نے لکھا۔

بدعتی اہلسنت و جماعت کو ان افعال نامرضیہ کے نہ کرنے کی وجہ سے بھی برا کہتے ہیں اور منع کرنے کی وجہ سے بھی۔ (سیف یمانی صہ ۹۰)

جو نہ کرنا بُرا جان کر ہو وہ منع کے حکم میں ہے۔ وہابی کا ترک قیام و ترک محفل میلاد و ترک سوم و دہم و عرس باعتقاد عدم جواز ہے اور یہ اعتقاد باطل ہے۔ لہٰذا یہ ترک بھی کہ مشتمل انکار پر ہے مذموم ہے۔

# بدعت کی تعریف اور اس کے اقسام

بدعت کی صحیح تعریف اور اس کا صحیح مفہوم وہابیہ کے اگلوں پچھلوں کو میسر ہی نہ ہوا باوجودیکہ رات دن صدہا امور خیر کو بدعت کہا کرتے ہیں اور لفظ بدعت ان کے لیے وظیفہ ہو گیا ہے۔ مگر عقل سے اتنے کورے ہیں کہ بدعت کے معنی آج تک نہ سمجھے۔

صاحب سیف یمانی نے بھی بدعت کے معنی اور اس کی تقسیم میں اپنے نامۂ اعمال کی طرح ورق سیاہ کئے ہیں۔ مگر راہ صواب سے منزلوں دور رہا۔ اور اس کی تحریر خود اس کے اپنے پاؤں کی زنجیر ہوگی۔ وہ لکھتا ہے۔

> بدعت لغت میں ہر امر جدید کو کہتے ہیں اور اصطلاح علماء شریعت میں یہ لفظ دو معنی میں مستعمل ہوتا ہے ایک ہر وہ فعل جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد وجود میں آیا اور آپ کے زمانہ میں موجود نہ تھا۔ (پھر یہ فعل از روئے شریعت کبھی اچھا ہوتا ہے اور کبھی بُرا) دوسرے ہر چیز وہ جو امور دینی میں نہ ہو اور لوگ اس کو امر دینی سمجھنے لگیں اس کو بدعت حقیقی اور بدعت شرعی بھی کہا جاتا ہے اور یہ بدعت ہمیشہ مذموم ہی ہوتی ہے قال نبینا الاٰمر والناھی علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد۔ جو بھی ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات ایجاد کرے جو اس میں سے نہیں ہے سو اس کی یہ ایجاد کردہ

بات مردود و مطرود ہے (سیف یمانی ص۹)

قطع نظر اس کے کہ اس کا ماخذ کیا ہے اور اس پر کتنے نقوض وارد ہوتے ہیں۔ ہمیں یہ دکھانا منظور رہے کہ صاحب سیف یمانی نے بدعت کے اصطلاحی و شرعی معنی دو بتائے ایک یہ کہ جو فعل حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں نہ ہو وہ بدعت ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ اچھا اور بُرا۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ ہر فعل جو زمانہ اقدس میں نہ ہو وہ ہمیشہ بُرا ہی نہیں ہوتا۔ کبھی اچھا بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد پھر صاحب سیف یمانی نے لکھا ہے۔

جن علماء نے بدعت کی دو قسمیں ہیں حسنہ اور سیئہ کی ہیں ان کی مراد بدعت سے وہ پہلے معنی ہیں جس کے متعلق ہم بھی عرض کر چکے ہیں کہ وہ کبھی از روئے شریعت اچھی ہوتی ہے اور کبھی بُری۔ (سیف یمانی ص۹)

اس میں بدعت حسنہ کا صاف صریح اقرار بھی ہوا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ صاحب سیف یمانی کے نزدیک کسی امر کا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ پاک میں نہ ہونا اس کو مذموم و ناجائز نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے اچھے یا برے ہونے کے لیے کوئی اور دلیل شرعی درکار ہے۔ تو اب مجلس مولود و قیام۔ فاتحہ۔ عرس۔ سوم۔ دہم۔ چہلم میں سے کوئی بھی چیز۔ صرف اس وجہ سے ممنوع نہیں کہی جا سکے گی کہ (بقول وہابیہ) زمانۂ اقدس میں نہ تھی بلکہ اس کو ناجائز ثابت کرنے کے لیے کوئی دوسری شرعی دلیل لانی پڑے گی۔ لاؤ وہ دلیل کیا ہے۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

اور وہابیہ کے پاس امور مذکورہ کے عدم جواز پر کوئی دلیل نہیں تو ان کے تمام حکم باقرار صاحب سیف یمانی باطل ہوئے۔ والحمد للہ الذی اظہر الحق وابطل الباطل۔

اب وہابی اگر کسی چیز کو بدعت و ناجائز کہے تو اس عدم جواز کی دلیل طلب کرنا چاہیئے کیونکہ فقط زمانہ پاک میں نہ ہونا باقرار صاحب سیف یمانی مدار حکم نہیں

# بدعت کے دوسرے معنی

ہر وہ چیز جو امور دینی میں سے نہو اور لوگ اس کو امر دینی سمجھنے لگیں اس کو بدعت حقیقی اور بدعت شرعی بھی کہا جاتا ہے اور یہ بدعت ہمیشہ مذموم ہی ہوتی ہے۔

(سیف یمانی صنا۹)

**اوّل۔** صاحب سیف یمانی کو امور دینی کے معنی بیان کردینے لازم ہیں وہ بتائے کہ امور دینی سے اس کی کیا مراد ہے۔ آیا فقط وہ امور جو قرآن و حدیث میں صراحتہً مذکور ہیں وہی امور دینی ہیں۔

**دوم۔** امر دینی سمجھنے کا کیا مطلب ہے اس کو بھی واضح کرنا چاہیے۔ آیا یہ کہ اس کو داخل اعتقادیات کرتے ہوں یا یہ کہ اس کو اچھا یا باعث ثواب جانتے ہوں یا مباح سمجھتے ہوں۔ یہ وہ عقیدہ ہے جو نہ کبھی وہابیہ سے حل ہوا ہے نہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہو جب تک کہ وہ وہابی رہیں۔ بتاؤ تمھاری یہ تعریف کتب حدیث کی جمع تالیف پر صادق آتی ہے یا نہیں۔

کیا محدثوں کا کتابوں کی شکل میں اسانید کے ساتھ جمع کرنا اور ابواب و فصول کی ترتیبوں سے مرتب کرنا امور دینیہ میں سے ہے کبھی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا حضور کے خلفاء راشدین نے یا صحابہ نے ایسا کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ نہیں کیا تو وہ کام جو نہ حضور نے کیا نہ حضور کے خلفاء نے کیا نہ صحابہ نے۔ اسے امر دینی کہو گے۔ اگر کہو تو مجلس میلاد و عرس و فاتحہ کو امر دینی کیوں نہیں کہتے۔ اور اگر امر دینی نہ کہو تو لوگ ان کتابوں کی تصنیف کو امر دینی اور باعث ثواب سمجھتے ہیں تمھاری تعریف بدعت اس پر صادق آتی تو ضرور تمھارے طریقہ پر یہ بدعت حقیقی و شرعی مذموم ہے۔

**سوم۔** مولوی اشرف علی نے قرآن شریف مترجم چھاپا ہے۔ ترجمہ تحت لفظی

ہے۔ قرآن کریم کی ہر سطر کے نیچے ترجمے کی ہر سطر۔ حاشیہ پر فوائد۔ شان نزول۔ مسائل اور اعمال درج ہیں اس ترجمہ کے ساتھ آیات وسورہ کے اعداد سے نقش بھی پر وگئے گئے ہیں۔ کیا تمہارے نزدیک امر دینی ہیں۔ ہے تو کیا دلیل، کبھی زمانۂ رسالت میں یا خلفاء راشدین وصحابہ وتابعین کے وقت میں ایسا ہوا تھا ہرگز نہیں تو وہ امر دینی کیسے ہوئے۔ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے لے کر تابعین تبع تابعین تک تمام حضرات اس امر دینی کے تارک رہے ہے۔ غرض تم اپنے طریقہ پر ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ یہ امر دینی ہے۔

اب رہی یہ بات کہ مولوی اشرف کے اس کام کو تم خود بے دینی کا کام سمجھتے ہو یا دین کا۔ سیف یمانی کی تصدیق کرنے والے مولوی اشرف علی خود دیکھ لیں کہ ان کی یہ تعریف ان کے پاس ترجمہ پر صادق آرہی ہے۔ اور سیف یمانی کی تمام حدیثیں جو بدعت کی برائی میں ہیں وہ مولوی اشرف علی صاحب پر چسپاں ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے۔

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ
بدعتی کا نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز نہ صدقہ نہ حج نہ عمرہ
نہ جہاد نہ پرہیز گاری نہ عبادت گزاری وہ دائرۂ اسلام
سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح خمیر سے بال نکالا
جاتا ہے۔ (سیف یمانی صہ۹۵)

صاحب سیف یمانی کے حکم سے مولوی اشرف علی بدعتی خارج از اسلام ٹھہرے اور سیف یمانی کا یہ فیض مولوی اشرف علی ہی تک کیا محدود ہے۔ سارے اکابر واصاغر دیوبند اسی حکم میں ہیں کیونکہ مدرسہ جاری کرنا اس کے لیے پختہ خوبصورت نمودہ کی عمارتیں بنانا کتب خانہ جمع کرنا۔ تنخواہ دار ملازم رکھنا۔ نصاب معین کرنا۔ فلسفہ منطق۔ معانی۔ بیان وغیرہ داخل درس کرنا۔ درجہ بندیاں کرنا۔ ہر درجہ کے لیے جداگانہ استاد مقرر کرنا۔ تعطیل کے ایام دادن

مقرر کرنا تکمیل کے لیے ایک نصاب خاص کر دینا۔ اس کے بعد سند دینا۔ دستار بندی کرنا۔ دار الاقامۃ و دار الحدیث کی بڑی بڑی عمارتیں بنانے کے لیے چندے طلب کرنا۔ چٹکی چٹکی آٹا جمع کرنے کے لیے گھر گھر برتن رکھنا۔ رسید بہیاں چھپوانا وغیرہ صدہا بدعات ہیں۔ جن پر آپ کی یہ تعریف بدعت صادق آتی ہے اس کو دین کا کام بتا کر ہی چندے مانگنا۔ اور لوگوں کا ایسے مدرسہ کو دینی کام سمجھنا سیف یمانی والے کے نزدیک بدعت و مذموم ہوا۔ اس کو آپ لوگ بدعت کا مندر کہیں گے یا کچھ اور نام تجویز کیجئے۔ اور جو لوگ اس بدعت کی حمایت میں سیف یمانی کے حکم سے خارج از اسلام ہوئے ان کی نہ نمازیں قبول نہ حج نہ روزے نہ زکوٰۃ نہ جہاد نہ پرہیز گاری۔ وہابیو! بدعت کے اتنے بڑے مندر کو جلد گراؤ۔ اور خود خمیر کے بال کی طرح سے اسلام سے خارج مت ہو۔ یہ سیف یمانی ہی کے احکام ہیں جو آپ لوگوں پر منطبق ہو رہے ہیں۔ اب یا تو آپ بدعت کی اس تعریف کو غلط تسلیم کیجئے ورنہ اس کی کوئی دوسری تعریف پیش کیجئے یا اپنے آپ کو سارے زمانہ سے بڑھ کر سخت بدعتی تسلیم کیجئے جو مرضی والا ہو این المفر صاحب سیف یمانی نے اسی بدعت کی بحث میں لکھا ہے۔

> علماء امت کا فرض ہے کہ اپنی تحریروں اور تقریروں میں اسی آخری مسلک کو (کہ ہر بدعت مذموم ہے) اختیار کریں اور بدعت کی تقسیم کر کے گمراہی کا دروازہ نہ کھولیں۔
>
> (سیف یمانی صا۹)

**پہلے** تو گمراہی کا دروازہ کھولنے کا صاحب سیف یمانی مرتکب ہوا کہ اس نے اس بحث کے اول میں بدعت کی تقسیم کو بیان کیا۔

**دوسرے** یہ تقسیم حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے۔

| | |
|---|---|
| من سن سنة فعمل بها کان له اجرها مثل اجر من عمل بها | جس نے دین میں کوئی نیا فعل حسن نکال کر اس پر عمل کیا تو خود اس کا ابر اور جو کوئی |

لا ینقص من اجورھم شیئًا ومن سن سنۃ سیئۃ فعمل بھا کان علیہ وزرھا ووزر من عمل بھا لا ینقص من اوزارھم شیئًا۔

اس طریقہ پر عمل کریگا اس کا اجر اس موجد کو ملیگا بغیر اس کے کہ ان عمل کرنے والوں کے اجروں میں کوئی کمی ہو اور جس نے دین میں کوئی گمراہی (بدعت) سیئہ نکالی گر اس پر عمل کیا تو خود اسکا گناہ اور جو کوئی اس طریقہ پر عمل کریگا اس کا گناہ اس موجد کو ملیگا بغیر اس کے کہ ان عمل کرنیوالوں کے گناہوں میں کچھ کمی ہو۔

(سنن ابن ماجہ مطبوعہ نظامی دہلی صـ۱۸)

مسلمانو! اس تقسیم کو گمراہی کا دروازہ کھولنا کہہ کر سیف یمانی والا خاکش بدہن کس کو گمراہی کا دروازہ کھولنے والا بتاتا ہے۔

## مجمع البحار نے بدعت کی دو قسمیں کیں بدعت ہدیٰ وبدعت ضلالت

تیسرے پیشوایان اسلام واکابر اعلام یہ تقسیم فرما رہے ہیں۔

مجمع البحار میں ہے۔

ھی نوعان بدعۃ ھدی وبدعۃ ضلالۃ فمن الاول ماکان تحت عموم ماندب الشارع الیہ وحض علیہ فلا یذم لوعد الاجر علیہ بحدیث من سن سنۃ وفی ضدہ من سن سنۃ سیئۃ ومن الثانی ماکان بخلاف ما امر بہ فیذم وینکر علیہ

(مجمع البحار جلد اول صـ۸۰)

بدعت دو قسم کی ہے ایک بدعت ہدے اور دوسری بدعت ضلالہ بدعت ہدےٰ اس عموم میں داخل ہے جس کو شارع نے مستحب کیا اور اس پر ترغیب دلائی تو وعدہ اجر کی وجہ سے اس پر مذمت نہ کی جائے گی۔ بہ سبب حدیث من سن سنۃ حسنۃ کے اور اس کی ضد من سن سنۃ سیئۃ کے اور دوسری قسم یعنی بدعت ضلالت وہ ہے جو مامور بہ کے خلاف ہے تو اس پر مذمت کی جائے گی اور انکار کیا جائیگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں ایک بدعت ہدیٰ جسکا عامل اجر اس کا پاتا ہے۔ دوسری بدعت ضلالت جسکو سیئہ کہتے ہیں۔ یہ امر شرعی کیخلاف اور مذموم ہوتی ہے۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں۔

قال العز بن عبد السلام رحمہ اللہ تعالیٰ البدعۃ فعل مالم یعہد فی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتنقسم الی خمسۃ احکام۔

عز ابن عبد السلام نے فرمایا کہ بدعت وہ فعل ہے جو زمانہ اقدس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ پایا جائے اور بدعت پانچ احکام پر منقسم ہوتی ہے یعنی واجب مستحب وغیرہ

علامہ حجر ابن نے بدعت کی پانچ قسمیں کیں واجب۔ حرام۔ مستحب۔ مباح۔ مکروہ

یعنی الوجوب والندب الخ وطریق معرفۃ ذلک ان تعرض البدعۃ علی قواعد الشرع فای حکم دخلت فیہ فہی منہ فمن البدع الواجبۃ تعلم النحو الذی یفہم بہ القراٰن والسنۃ ومن البدع المحرمۃ مذہب نحو القدریۃ ومن البدع المندوبۃ احداث نحو المدارس والاجتماع لصلوٰۃ التراویح ومن البدع المباحۃ المصافحۃ بعد الصلوٰۃ ومن البدع المکروھۃ زخرفۃ المساجد وللمصاحف ای بغیر الذہب والا فہی محرمۃ وفی الحدیث کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ

اور اس کی معرفت کا طریقہ یہ ہے کہ بدعت کو شریعت کے قواعد پر پیش کیا جائیگا تو وہ جس کے تحت میں داخل ہوگی وہی اس کا حکم ہے۔ پس بدعات واجبہ سے اتنی نحو کا سیکھنا ہے جس سے قرآن وحدیث سمجھ لیا جائے۔ اور بدعات محرمہ سے مذہب قدریہ وغیرہ کا ہے۔ اور بدعات مستحبہ سے مدرسوں وغیرہ کا بنانا اور نماز تراویح کے لیے جمع ہونا ہے اور بدعات مباحہ سے نماز کے بعد مصافحہ کرنا ہے اور بدعات مکروہہ سے مساجد ومصاحف کا نقش ونگار ہے اگر سونے سے نہ ہو ورنہ حرام ہے اور حدیث شریف میں جو یہ فرمایا کہ ہر بدعت گمراہی ہے

فی النار وھو محمول علی المحرمۃ لا غیر وحیث حصل فی ذالک الاجتماع لذکر او صلاۃ التراویح او نحوھا محرم وجب علی کل ذی قدرۃ النھی عن ذالک۔ (فتاویٰ حدیثیہ ص۱۰۱)

اور ہر گمراہی نار میں ہے اس سے بدعت محرمہ مراد ہے۔ نہ کہ دوسرے اقسام۔ اور جہاں کہیں ذکر یا نماز تراویح وغیرہ کے اجتماع میں کوئی حرام کام ہونے لگے تو ہر قدرت رکھنے والے شخص پر اسکا روکنا واجب ہے۔

## شامی شرح جامع صغیر طریقہ محمدیہ میں بدعت کے پانچ اقسام

اور علامہ ابن عابدین رد المحتار میں فرماتے ہیں۔

قولہ ای صاحب بدعۃ) ای محرمۃ والا فقد تکون واجبۃ کنصب الادلۃ للرد علی اھل الفرق الضالۃ وتعلم النحو المفھم للکتاب والسنۃ ومندوبۃ کاحداث نحو رباط و مدرسۃ وکل احسان لم یکن فی الصدر الاول ومکروھۃ کزخرفۃ المساجد ومباحۃ کالتوسع بلذیذ الماکل والمشارب والثیاب کما فی شرح الجامع الصغیر للمناوی عن تھذیب النووی ومثلہ فی الطریقۃ المحمدیۃ

(شامی ص ۳۹۳ ج ۱)

(در مختار کی عبارت میں لفظ بدعت سے) بدعت محرمہ مراد ہے ورنہ بدعت کبھی واجب ہوتی ہے جیسے گمراہ فرقوں پر رد کے دلائل قائم کرنا اور اتنی نحو سیکھنا جس پر کتاب سنت کا سمجھنا موقوف ہوا اور کبھی بدعت مستحب ہوتی ہے جیسے مسافر خانے اور مدارس وغیرہ بنانا اور ہر نیک بات جو صدر اول میں نہ تھی اور کبھی بدعت مکروہ ہوتی ہے جیسے مساجد کے نقش ونگار۔ اور کبھی بدعت مباح ہوتی ہے جیسے طعامہائے لذیذ اور مشارب اور لباس کی وسعت جیسا کہ شرح جامع صغیر تہذیب نووی سے منقول ہے اور طریقہ محمدیہ میں اسیطرح ہے۔

## حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بدعت کی پانچ قسمیں کیں

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

وبعض بدعتہا است کہ واجب است چنانکہ تعلم وتعلیم صرف ونحو کہ بداں معرفت آیات و احادیث حاصل گردد وحفظ غرائب کتاب وسنت ودیگر چیز ہائیکہ حفظ دین وملت براں موقوف بود وبعض مستحسن ومستحب مثل بنائے رباطہا ومدرسہ وبعض مکروہ مانند نقش ونگار کردن مساجد ومصاحف بقول بعض۔ وبعض مباح مثل فراخی در طعامہائے لذیذہ ولباسہائے فاخرہ بشرطیکہ حلال باشند وباعث طغیان وتکبر ومفاخرت نہ شوند ومباحات دیگر کہ در زمانۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ بودند۔ چنانکہ غربال و مانند آں وبعض حرام چنانکہ مذاہب اہل بدع واہوا بر خلاف سنت وجماعت۔

(اشعۃ اللمعات جلد اول صـ۱۰۳)

بعض بدعت واجب ہیں جیسے صرف ونحو کا سیکھنا سکھانا کہ جن سے آیات واحادیث کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور کتاب وسنت کی غرائب وغیرہ کا یاد کرنا اور دوسری چیزیں کہ جن پر دین وملت کی حفاظت موقوف ہے اور بعض بدعت مستحب ومستحسن ہیں جیسے مسافر خانوں اور مدرسوں کا بنانا۔ اور بعض بدعت مکروہ ہیں جیسے بقول بعض کے مساجد ومصاحف کے نقش ونگار اور بعض بدعت مباح ہیں جیسے طعامہائے لذیذ اور لباسہائے فاخرہ کی فراخی جب حلال ہوں اور طغیان وتکبر اور مفاخرت کا سبب وباعث نہوں اور دوسری مباح چیزیں جو زمانۂ اقدس حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ تھیں جیسا کہ چھلنی اور اسکی مثل اور بعض بدعت حرام ہیں جیسے اہل بدع اور اہوا کے وہ مذاہب باطلہ جو اہل سنت وجماعت کے خلاف ہوں۔

ان پیشوایان دین وعلماء معتبرین نے اپنی کتب دینیہ معتبرہ معتمدہ میں بدعت کی تقسیم فرمائی۔ اور پانچ قسمیں شمار کیں بعض واجب جیسے کہ صرف نحو وغیرہ کا سیکھنا جنپر آیات واحادیث کی معرفت موقوف ہے بعض مستحب ومستحسن جیسے مسافر خانوں اور مدرسوں کا بنانا۔ بعض مکروہ جیسا کہ بقول بعض مساجد ومصاحف کے نقش ونگار

اور بعض مباح مثل طعامہائے لذیذہ اور لباسہائے فاخرہ کے اور بعض حرام جیسے کہ رافضی خارجی وہابی وغیرہ اہل بدع واہوا کے مذاہب۔

صاحب سیف یمانی کے نزدیک وہ تمام علماء معتبرین جو بدعت کے پانچ اقسام کرتے ہیں گمراہی کا دروازہ کھولنے والے ہیں

صاحب سیف یمانی کی جرأت اور بیبا کی قابل دید ہے کہ وہ بدعت کی تقسیم کرنے کو گمراہی کا دروازہ کھولنا بتاتا ہے تو اس کے نزدیک ان تمام دینی کتابوں میں گمراہی کا دروازہ کھولا گیا ہے۔ کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولو الاکذبا۔ پھر جب سیف یمانی والا کسی بدعت کو حسنہ نہیں مانتا اور اس کو گمراہی کا دروازہ کھولنا قرار دیتا ہے تو کتب دینیہ کی تصنیف مدرسوں کی بنا یقیناً گمراہی کا دروازہ ہے۔ اب مدرسہ دیوبند باقرار وہابیہ بھی گمراہی کا کھلا دروازہ ہوا۔ وہابیو! اس کو جلد بند کرو۔ اور گمراہی کے دروازے تم نے بہت کھول رکھے ہیں ان سب کو گراؤ۔ اور اپنے مدارس کو نیست ونابود کرو۔ اگر اپنے خیال میں بھی اپنے آپ کو سچا جانتے ہو۔

# صاحب سیف یمانی کا ایک اور نیا فرض

صاحب سیف یمانی کی موٹی بدعت قابل دید ہے اس نے دین میں ایک نیا فرض گڑھ دیا۔ لکھتا ہے۔

> ہمارے زمانہ کے عوام کی ذہنیت کا لحاظ رکھتے ہوئے
> علمائے امت کا فرض ہے کہ اپنی تحریروں اور تقریروں میں
> اسی آخری مسلک کو اختیار کریں اور بدعت کی تقسیم کرکے
> گمراہی کا دروازہ نہ کھولیں۔ (سیف یمانی ص۱۰۹)

لطف یہ ہے کہ آپ خود اس فرض کے تارک ہیں اور آپ نے سب سے پہلے بدعت کی تقسیم اچھی اور بری کی طرف کر کے اپنے اس لازم کئے ہوئے فرض کو ترک کیا ہے۔ اور گمراہی کا دروازہ کھولا ہے۔

## صاحب، سیف یمانی کے نزدیک امام بخاری بدعتی ہیں

اس کے بعد صاحب سیف یمانی نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ کے مکتوبات کی چند عبارتیں نقل کر کے اس کا یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ان کے نزدیک بدعت کی یہ تقسیم گمراہی کا ایک نہایت وسیع دروازہ کھولتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا احادیث کو اس طرح جمع کرنا کہ ہر ہر حدیث لکھتے وقت دو رکعت نفل پڑھنا۔ استخارہ کرنا۔ آب زم زم سے غسل کرنا اور احادیث کیلئے اسانید لانا۔ باب وضع کرنا وغیرہ یہ سب بقول وہابیہ معاذ اللہ بدعت وضلالت ہوا۔ وہابیہ کے استاذ الاستاذہ مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری مقدمہ بخاری میں لکھتے ہیں۔

وفی التیسیر قال البخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اخرجت کتاب الصحیح من زھاء ست مائۃ الف حدیث وما وضعت فیہ حدیثا الا وصلیت رکعتین۔

تیسیر میں ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے صحیح بخاری کی تقریباً چھ لاکھ احادیث سے تخریج کی اور میں نے اس میں نہیں لکھا کسی حدیث کو مگر دو رکعت نفل پڑھے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات میں انھیں امام بخاری علیہ الرحمتہ کے تذکرہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

وتصنیف آں در مسجد الحرام نمود و ہیچ حدیثے را در اں کتاب در نیاورد و کتابت نکرد تا استخارہ نمود از خداوند

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد حرام میں بخاری شریف کو جمع فرمایا اور بلا استخارہ کے اور بغیر دو رکعت نفل

تبارک وتعالیٰ دو رکعت نماز گزارد و بروایتے آمدہ کہ غسل بآب زمزم میکرد و دو رکعت نماز خلف مقام میگزارد وہر چہ نزد وے صحت آں مے پیوست دراں کتاب ایراد می نمود۔
(اشعۃ اللمعات ص۹)

پڑھنے کو کسی حدیث کو اس کتاب میں نہیں لکھا۔ اور ایک روایت میں یہ آیا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ آب زم زم سے غسل فرماتے اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نفل پڑھتے اور جو حدیث ان کے نزدیک بیقین صحت کو پہنچتی اور اس کو اس کتاب میں تحریر فرماتے۔

## گنگوہی جی کے نزدیک بدعت رواج عام سے جائز ہو جاتی ہے

اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے نزدیک تو بدعت رواج عام سے جائز ہو جاتی ہے۔ چنانچہ فتاوی رشیدیہ حصہ دوم ص۳۲ میں لکھتے ہیں۔

سوال: نعلین چوبی کو مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے بدعت لکھا ہے اتخاذ النعل من الخشب بدعة کما فی القنیة والحمادیة اس کا وہی مطلب ہے جو حضور نے فرمایا ہے، یا یہ کتب غیر معتبرہ سے ہیں یا اس عبارت کی اور کوئی تاویل ہو سکتی ہے بینوا وتوجروا

الجواب: کسی وقت میں ناجائز تھی اب درست ہو گئی کہ عام استعمال اس کا ہو گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رشید احمد ۱۳۰۱

دیکھئے کیا عجیب بات ہے کہ بدعت کو عام ہو جانے سے جائز بتا دیا پھر تو نجدی علماء رشد سب کے جواز کا فتویٰ دیں یہ چیزیں تو کھٹملوں سے زیادہ عام ہیں۔

## بدعت کے حسنہ و سیئہ ہونے کا حدیث سے ثبوت

یہ خوب یاد رکھئے کہ بدعت کی یہ تقسیم جس کو صاحب سیف یمانی نے گمراہی کا دروازہ کھولنا بتایا ہے۔ یہ تقسیم حدیث شریف سے ثابت ہے جیساکہ ہم ابن ماجہ شریف کی حدیث نقل کر چکے ہیں۔ ترمذی اور ابن ماجہ کی حدیث ہے۔

من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا یرضاھا اللہ و رسولہ کان علیہ من الاثم مثل آثام من عمل بھا لا ینقص ذلک من اوزارھم شیئًا۔ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ شریف صنے ۳۰)

یعنی جو لوگ گمراہی کی بدعت پیدا کرے جس سے اللہ و رسول راضی نہوں بقدر ان لوگوں کے گناہوں کے جو بدعت پر عمل کریں اور اس موجد پر گناہ ہے اور اس سے ان کے گناہوں سے کچھ کم نہوگا۔

اس حدیث میں بدعت کے ساتھ ضلالت اور ناراضی خدا و رسول کی قید صاف بتا رہی ہے کہ بدعت دو قسم کی ہے ایک بدعت ضلالت جس سے خدا و رسول راضی نہیں ہیں۔ دوسری بدعت حسنہ جسپر ثواب ملتا ہے اور سبب رضائے خدا و رسول کا ہوتی ہے۔ جیساکہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

کسے کہ بدعتیکہ پیدا کند بدعت ضلالت کہ راضی نیست ازاں خدا و رسول خدا بخلاف بدعت حسنہ کہ در وے مصلحت دین بتقویت و ترویج آں باشد۔

اشعۃ اللمعات صنے $\frac{116}{1}$ ج

جو کوئی بدعت ضلالہ پیدا کرے جس سے خدا اور رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم راضی نہ ہوں بخلاف بدعت حسنہ کے کہ اسمیں دینی مصلحت کی تقویت اور ترویج حاصل ہوتی ہے۔

یہ تو صاحب سیف یمانی کے اغلاط کا بیان تھا لیکن جو معنی بدعت کے اس نے خود بیان کئے ہیں یہ معنی بھی تیجہ۔ فاتحہ میلاد مبارک عرس کسی پر صادق نہیں آتے اور اس معنی سے بھی ان چیزوں کو بدعت کہنا غلط و بے اصل ہے

کیونکہ ان امور میں ذکر خدا اور رسول اور مقبولان بارگاہ حق کی تعظیم و توقیر اور ذکر و تلاوت اور نیکیوں کا ایصال ثواب اموات کو اور زیارتِ قبور یہ جتنی چیزیں ہیں سب کی اصل حدیث و قرآن سے ثابت ہے۔ ان پر وعدے ثواب کے ہیں ان کو کسی نے ایجاد نہیں کیا۔ ان پر بدعت کا اطلاق وہابیہ کے طور پر بھی درست نہیں ہے چنانچہ وہابیہ کے پیشوا گنگوہی صاحب اپنے فتاوے میں لکھتے ہیں۔

## وہابیہ کے طور پر میلاد شریف و فاتحہ و عرس وغیرہ تمام جائز ان پر بدعت کے معنی ہی صادق نہیں آتے

سوال تیئسواں کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرون ثلثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں۔

الجواب قرون ثلثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی۔ مگر اس کا ختم درست ہے۔ کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔ اس کی اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۱

دیکھئے بخاری شریف کا قرون ثلثہ میں تالیف نہ ہونا تسلیم اور مصیبت کیوقت جملہ احادیث شریفہ کا پڑھنا وہ بھی ایک جماعت کا مجتمع ہو کر ایک کتاب کی تخصیص کے ساتھ قرون ثلثہ سے منقول نہیں ہے۔ پھر صرف اتنی وجہ سے کہ ذکر خیر ہے تمام تخصیصات و تعینات و قیود سے قطع نظر کر کے اس کی اصل کو شرع سے ثابت مانا اور اس کے بدعت ہونے کا انکار کیا تو مجلس میلاد مبارک اور عرس و فاتحہ کو کس طرح حلقہ ذکر سے (جس کی مدح حدیث میں آئی ہے) خارج کیا جاسکیگا۔ اور کس طرح اس پر بدعت کا اطلاق درست ہو سکیگا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہابی بدعت کی تقسیم کریں یا نہ کریں محافل مبارکہ میلاد شریف و فاتحہ و عرس وغیرہ کو بدعت

ممنوع قرار نہیں دے سکتے۔ ھذا ھوالحق والحق احق بالاتباع۔

# قرآن پاک اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین اور امام ابو حنیفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر وہابیہ کا افترا

خدا کا غضب صاحب سیف یمانی پر جس نے خدا و رسول صحابہ و تابعین و امام ابو حنیفہ سب پر افترا کر دیا کہ ان سب نے میلاد شریف و قیام میلاد کی ممانعت فرمائی۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ سیف یمانی کے یہ الفاظ ہیں۔

تو کوئی شبہ نہیں کہ ان (یعنی میلاد شریف و قیام میلاد شریف) کی ممانعت حقتعالیٰ شانہ نے قرآن عزیز میں بھی فرمائی۔ اور حبیب ذی شان علیہ صلوات الرحمٰن نے احادیث کریمہ میں بھی صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی ان سے الگ رہنے کی تاکید کی۔ اور حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے الگ رہنے کی تعلیم دی (سیف یمانی صد ۹۵)

کیا جرأت ہے حقتعالیٰ پر افترا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا صحابہ کرام پر افترا تابعین عظام پر افترا امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ پر افترا اور لطف یہ ہے کہ خود اپنے اوپر بھی افترا کہ اس سے ایک صفحہ قبل لکھ چکا ہے۔

صراحۃً ممانعت تو اسوقت ہو سکتی ہے جبکہ یہ افعال (یعنی میلاد شریف و قیام میلاد شریف) ان حضرات کے زمانہ میں رائج ہوتے۔ (سیف یمانی صد ۹۴)

لہذا صاحب سیف یمانی اس شعر کا مصداق بنگیا۔

بول کر جھوٹ بن گئے منصف     آپ ہی اپنے منہ پہ تھوک لیا

# علم ماکان و مایکون کا آیت و حدیث سے ثبوت

نبی کریم رؤف والرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے متعلق اہلسنت و جماعت کا اعتقاد وہی ہے جو نصوص آیات و احادیث میں آیا جو اللہ تعالےٰ یا اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

آیت (۱) ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیٔ (سورۂ نحل رکوع ۱۱)

ہم نے تم پر قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

آیت (۲) وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما ہ (سورۃ النساء رکوع ۱۶)

اور تمھیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

آیت (۳) ما فرطنا فی الکتاب من شیٔ۔ (سورۃ الانعام رکوع ۴)

ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

آیت (۴) ولا حبۃ فی ظلمت الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ہ (سورۃ الانعام رکوع ۷)

اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا ہو۔

آیت (۵) وعلمہ البیان (سورۂ رحمٰن رکوع ۱)

اور ماکان و مایکون کا بیان انھیں سکھایا۔

حدیث (۱) فعلمت ما فی السموٰت والارض۔ (مشکوٰۃ شریف ص۶۹)

پس جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔

حدیث (۲) فتجلی لی کل شیٔ وعرفت (مشکوٰۃ شریف ص۷۲)

پس مجھے ہر چیز ظاہر ہوگئی اور میں نے پہچان لیا۔

حدیث (۳) ان اللہ زوی لی الارض۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے سمیٹی میرے لیے

فرأیت مشارقها ومغاربها۔

(مشکوٰۃ شریف ص۵۱۲)

حدیث (۴) رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ماهو کائن فیها الی یوم القیٰمة کانما انظر الی کفی ھذہ۔

(مواهب اللدنیہ از شرح زرقانی ص۲۳۴)

## ماکان ومایکون کا ثبوت

حدیث (۵) قام فینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم

(مشکوٰۃ شریف ص۵۰۶)

حدیث (۶) قال صلی بنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یوما الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا حتی حضرت الظهر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بما هو کائن الی یوم القیٰمة فاعلمنا احفظنا۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۴۳)

زمین یعنی اسکو سمیٹ کر مثل ہتیلی کے کر دکھایا پس دیکھا میں نے اس کی مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی۔

اللہ جل شانہ نے میرے لیے دنیا کو ظاہر فرمایا پس میں دنیا کی طرف اور جو کچھ اس میں تا قیامت ہونے والا ہے سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتیلی کی طرف۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہماری مجلس میں قیام فرما کر ابتدائے آفرنیش سے لیکر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی۔

روایت ہے عمر بن اخطب انصاری سے نماز پڑھائی ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فجر کی اور چڑھے منبر پر پس خطبہ فرمایا ہمارے لیے یا وعظ فرمایا یہانتک کہ آگیا وقت ظہر کی نماز کا پھر اُترے اور نماز پڑھی ظہر کی پھر چڑھے منبر پر اور خطبہ فرمایا ہمارے لیے یہانتک کہ آگیا وقت نماز کا پھر نماز پڑھی منبر پر خطبہ فرمایا ہمارے لیے یہانتک کہ غروب ہوا آفتاب یعنی پس تمام روز خطبہ ہی میں گزرا پس خبر دی ہم کو ساتھ اس چیز کے کہ ہونے والی ہے۔ قیامت تک یعنی وقائع اور حوادث اور عجائب اور غرائب قیامت تک مجمل یا مفصل بیان

فرمائی پس اسمیں بہت سے معجزے ہوئے۔ (مظاہر الحق لکھنؤی ج ۴ ص ۶۱۳)

حدیث (۷) قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئا یکون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ الا حدث بہ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۴۶۱)

کھڑے ہوئے ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہونا۔ یعنی خطبہ پڑھا اور وعظ کہا اور خبر دی ان فتنوں کی کہ ظاہر ہوں گے۔ نہیں چھوڑی کوئی چیز کہ واقع ہونے والی تھی اس مقام میں قیامت تک کہ بیان فرمادیا اس کو۔ (مظاہر الحق ص۳۱۳)

حدیث (۸) لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یحرک طائر جناحیہ الا ذکر لنا منہ علماً۔

(طبرانی و مسند امام احمد)

یعنی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ہم سے اس حال میں مفارقت فرمائی کہ کوئی پرندہ ایسا نہیں کہ اپنے بازو کو ہلائے۔ مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اس کا بھی بیان فرمادیا۔

حدیث (۹) قال علی المنبر فحمد اللہ تعالیٰ واثنی علیہ ثم قال ما بال اقوام طعنوا فی علمی لا تسئلونی عن شئی فیما بینکم وبین الساعۃ الا انباتکم بہ۔

(از تفسیر خازن مصری ص۶۳۵ ج۱)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر قیام فرماکر اللہ تعالےٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر فرمایا ان قوموں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں تم اسوقت سے قیامت تک کسی چیز کے متعلق مجھ سے دریافت نہ کرو گے مگر میں تم کو اس سے خبردار کروں گا۔

حدیث (۱۰) قال صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج تطرت فی حلقی قطرۃ نعلمت ما کان وما سیکون

(از تفسیر روح البیان)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا اس کے فیضان سے مجھے ما کان وما یکون کا علم ہوگیا۔

ان آیات واحادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء جملہ ما فی السموٰت والارض تمام ما کان وما یکون کا علم عطا فرمایا۔

یہی بعینہ ہمارا عقیدہ ہے۔ نہ اس سے ایک شمہ ہم گھٹائیں نہ اپنی طرف سے کچھ بڑھائیں نہ کسی آیت و احادیث کے معنی میں کچھ ایرپھیر کریں۔

# علم غیب میں وہابیہ کے اقوال و عقائد

| وہابیہ کے عقائد | وہابیہ کے اقوال |
|---|---|
| (۱) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد مشرک و کافر ہے۔ | (۱) جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صہ۳۶) |
| (۲) حضور کے لیے علم غیب کا عقیدہ صریح شرک ہے۔ | (۲) یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صہ۱) |
| (۳) وہابیہ کے نزدیک انبیاء علیہم السلام بالاتفاق غیب پر مطلع نہیں۔ | (۳) اس میں ہر چہار ائمہ مذاہب و جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں ہیں۔ (مسئلہ غیب صہ۲) |
| (۴) سوا خدا کے کسی کو غیب داں جاننا ناجائز اور اس کا عقیدہ کفر ہے۔ | (۴) فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں بھی سوا خدا کے کسی کو غیب داں جاننا اور کہنا ناجائز لکھا ہے بلکہ اس عقیدہ کو کفر قرار دیا ہے۔ (تحفہ لاثانی برائے فرقہ رضاخانی صہ۳۷) |
| (۵) جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے | (۵) حنفیہ نے اس شخص کو کافر لکھا |

| | |
|---|---|
| غیب کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے۔ | ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی علیہ السلام غیب جانتے تھے۔ (تحفہ لاثانی برائے فرقہ رضاخانی ص ۳۱) |
| (۶) شیطان وملک الموت کو جو وسعت علم نص سے ثابت ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لیے اس کا ثابت کرنا شرک یعنی حضور کا علم معاذ اللہ شیطان وملک الموت سے بھی کم ہے۔ | (۶) شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہے فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۵۱) |
| (۷) حضور کا علم ملک الموت کے علم کی برابر بھی نہیں۔ | (۷) ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ (براہین قاطعہ ص ۵۲) |
| (۸) حضور کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ | (۸) شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ (براہین قاطعہ ص ۵۱) |
| (۹) بعض علم غیب میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر بچے اور پاگل بلکہ تمام حیوانات و بہائم کے | (۹) آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس |

لیے بھی حاصل ہے۔

غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص ۸)

(١٠) حضور کو غیب کی بات معلوم نہیں۔

(١٠) غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا نہ فرشتہ نہ آدمی نہ جن۔ (تقویت الایمان ص ٢٥)

(١١) غیب کی بات کی رسول کو کیا خبر

(١١) غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔ (تقویت الایمان ص ٢٦)

(١٢) جو انبیاء علیہم السلام کے لیے یہ عقیدہ رکھے کہ ان کو علم غیب اللہ تعالیٰ کے دینے سے حاصل ہے وہ بھی مشرک ہے۔

(١٢) اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے خواہ پیر و شہید سے خواہ امام و امام زادہ سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویت الایمان ص ١٠)

(١٣) جو حضور کے لیے پانچوں باتوں کا غیب مانے وہ بڑا جھوٹا ہے۔

(١٣) جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا وہ پانچوں باتیں جانتے تھے یعنی سب غیب کی باتیں جانتے تھے سو وہ بڑا جھوٹا ہے۔ (تقویت الایمان ص ٣١)

(۱۴) انبیاء اور نبی کریم علیہ وعلیہم السلام کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں۔

(۱۴) کسی انبیاء و اولیاء یا امام یا شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ حضرت پیغمبر کی جناب میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے

(تقویت الایمان ص۳۰)

(۱۵) حضور کے لیے عطا کیا ہوا تمام اشیاء کا علم غیب ماننا محض باطل اور خرافات سے ہے۔

(۱۵) جو کہتے ہیں کہ علم غیب بجمیع اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے۔ سو محض باطل خرافات میں سے ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص۳۲)

(۱۶) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے خاتمہ تک کا حال نہیں جانتے۔

(۱۶) جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کریگا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسروں کا۔

(تقویت الایمان ص۳۱)

یہ وہابیہ کے گندے عقائد ہیں جو اپنی کتابوں میں لکھتے اور چھاپتے ہیں اور جب گرفت کی جاتی ہے تو مکر بھی جاتے ہیں۔ علماء اسلام ان عقائد باطلہ کا رد فرماتے ہیں۔ اور ان میں جو کفری کلمات ہیں ان پر ان کی تکفیر کرتے ہیں۔ صاحب سیف یمانی کو اور اس کے تمام پشت پناہوں کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ اپنے ان باطل عقائد پر کوئی دلیل بیان کرتے یا ندامت کے ساتھ توبہ کرتے۔ ان کو تو ہاتھ نہ لگایا اور اپنے ان عقائد کو ذکر نہ کرتے ہوئے اہلسنت کے خلاف جو دلیلیں قائم کیں وہ یہ ہیں۔

## آیت وما یعلم جنود الخ سے وہابیہ کا غلط استناد

(۱) وما یعلم جنود ربك الا هو ۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پروردگار کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی

نہیں جانتا۔

(۲) فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین۔ یعنی جو آنکھوں کی ٹھنڈک (کا سامان) ان اہل جنت کے واسطے پوشیدہ رکھا گیا ہے اس کو کوئی شخص نہیں جانتا ہے۔

(سیف یمانی ص۹۷)

ان آیتوں میں تعلیم کی نفی کہاں ہے۔ اور یہ کہاں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسیکو اس کا علم نہیں دیتا ذرا تقویت الایمان دیکھ لی ہوتی۔

غیب کے خزانے کی کنجی اللہ ہی کے پاس ہے اس نے کسی کے ہاتھ نہیں دی اور کوئی اسکا خزانچی نہیں مگر اپنے ہی ہاتھ سے قفل کھول کر اس میں سے جتنا جس کو چاہے بخشدے اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا۔

(تقویت الایمان ص۲۴)

اب کہیے جب عطا اُس کے اختیار میں ہے تو بے شک وہابی جب تک یہ نہ ثابت کرے کہ اللہ تعالیٰ نے آخر تک حضور کو فلاں چیز کا علم عطا ہی نہیں فرمایا اسوقت تک اس کا مدعا ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور یہ وہ کہاں سے ثابت کرے گا ہم اوپر جو نصوص ذکر کر چکے ہیں ان سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کا علم عطا فرمایا۔

(۳) یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب۔ جسدن کہ جمع کریگا اللہ تعالے سب رسولوں کو پس فرمائیگا ان سے (تمھاری امتوں کی طرف سے) تم کو کیا جواب ملا وہ عرض کریں گے ہمکو علم نہیں بہ تحقیق آپ ہی غیبوں کے جاننے والے ہیں۔

(سیف یمانی ص۹۷ و ۹۸)

وہابیہ کے یہ عقائد ہیں نادانوں کو خبر نہیں کہ اس میں نفی علم نہیں بلکہ ان حضرات مرسلین کی شان ادب ہے کہ علم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف تفویض فرماتے ہیں اور اس کے علم کے حضور اپنے علم کو شمار نہیں کرتے ہیں۔ چنانچہ تفسیر خازن میں ہے۔

فردوا الادب فی السکوت وتفویض الامر الی اللہ تعالیٰ وعدلہ فقالوا لا علم لنا۔ (تفسیر خازن ص ۵۵۲ ج ۱)

یعنی رسولوں نے طریقہ ادب یہی سمجھا کہ سکوت کریں اور امر اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کے عدل کی طرف تفویض کریں لہٰذا انھوں نے لا علم لنا عرض کیا۔

مدارک میں ہے۔

قالوا ذٰلک تادبا ای علمنا ساقط مع علمک ومغمور بہ فکانہ لا علم لنا۔ (تفسیر خازن ص ۵۵۲ ج ۱)

رسولوں نے یہ براہ ادب عرض کیا یعنی ہمارا علم تیرے علم کی حضور کیا چیز ہے گویا کہ ہم تیرے سامنے علم ہی نہیں رکھتے۔

صاحب سیف یمانی کی بد دیانتی کہ اس نے تفسیر خازن سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد تو نقل کیا اور اس کے معنی جو اس کے ساتھ ہی تفسیر میں لکھے ہیں چھوڑ گیا۔ اس میں ہے۔

## وہابیہ کی بے دینی آیت پر افترا

فعلی ھذا القول انما نفوا العلم علی انفسھم وان کانوا علماء لان علمھم صار کلا علم عند علم اللہ۔ (تفسیر خازن ص ۵۵۲ ج ۱)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر معنی یہ ہیں کہ حضرات مرسلین نے باوجود عالم ہونے کے اپنے علم کی نفی اس لیے کی کہ علم الٰہی کے حضور ان کا علم مثل لا علم کے ہے۔

اس سے تو حضرات مرسلین کا علم ثابت ہوتا ہے اور وہابی بے دین اس کو دلیل عدم علم قرار دیتا ہے۔ تف بر روئے بیدینی۔

صاحب سیف یمانی نے اس کے بعد بخاری شریف کی ایک حدیث کا حوالہ دیا ہے اور اس کے ان الفاظ کو اپنے مدعائے باطل کی سند بنایا ہے۔

انی لا ادری من اذن منکم ممن لم یاذن فارجعوا حتی یرفع الینا عرفاءکم امرکم۔ (سیف یمانی صـ۹۸)

اس میں کلمہ لا ادری سے استدلال ہے اول تو لا ادری علم بمعنی ورا بیت کی نفی کرتا ہے وہ مفید نہیں لان الدرایۃ ھو الادراک بالقیاس کما لا یخفی علی من لہ ادنی مسکۃ فی العلم۔

علاوہ بریں یہ حدیث بخاری شریف میں بہت جگہ مروی ہے۔ کتاب المغازی میں بھی کتاب الوکالۃ میں بھی کتاب الخمس میں بھی ان تمام مقامات پر انی لا ادری کی جگہ انا لا ندری ہے تو اس روایت میں بھی انی لا ادری اسی انا لا ندری کے معنی میں ہے چنانچہ اس سے قبل یہ کلمے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حین اذن لھم المسلمون اس پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ لھم ضمیر جمع ہے اور اس کا مرجع فتح الباری شرح بخاری میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اتباع کرنیوالوں کو بنایا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

ان الضمیر للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن تبعہ۔

(فتح الباری صـ۶۰۷ پارہ ۲۹)

اب معنی صاف ہو گئے کہ حاضرین پر ظاہر نہ ہوا کہ کس نے اجازت دی کس نے نہ دی اس کو خاص حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عدم علم شریف کی سند بنانا نری عداوت ہے یا محض کوری و نابینائی۔

## بخاری کی دوسری حدیث کا مضمون اور وہابیہ کی نافہمی

صاحب سیف یمانی نے دوسری ایک اور روایت پھر بحوالہ بخاری شریف نقل کی ہے۔ کہ

منافقین نے جھوٹی قسم کھائی کہ ہم نے ہرگز یہ نہیں کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تصدیق فرمادی۔ (سیف یمانی ص۱۹)

اس کو دلیل عدم علم بنانا دلیل عدم علم مستدل ہے۔ جاہل کو اتنی بھی خبر نہیں۔ اتنی بھی تمیز نہیں کہ یہاں حضور فیصلہ فرما رہے ہیں۔ کہاں فیصلہ کہاں علم۔ منکر پر شرع میں حلف ہے۔ جب اس نے قسم کھالی تو حاکم شرع کو قبول فرمانے میں کیا تامل فیصلہ متخاصمین کے حجت و حلف پر ہوتا ہے یا حاکم کے ذاتی علم پر۔ کچھ پڑھے لکھے ہوتے تو حدیث سے ایسا استدلال نہ کرتے۔

## صاحب سیف یمانی کی نافہمی اور حدیث پر افترا

اس طرح صاحب سیف یمانی کا لو استقبلت من امری ما استدبرت سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عدم علم پر استدلال ایک خام خیال ہے۔ ایسے تو ماجعلنا القبلة التی کنت علیھا الا لنعلم سے معاذ اللہ علم الٰہی کے انکار پر کوئی صاحب سیف یمانی جیسے عقل و دماغ کا کوئی وہابی استدلال کر بیٹھے تو تعجب نہیں علاوہ بریں اس میں اپنے علم کا انکار ہے یا اس عبارت سے ان کو اتباع پر تحریص و تشویق مقصود ہے۔ ہر زبان میں ایسے محاورات رائج ہیں کہا کرتے ہیں۔

(ہم تمہیں ایسا نہ سمجھتے تھے۔) (ایسا نہ جانتے تھے۔) اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ تم کو ایسا نہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ علامہ علی قاری رحمہ الباری اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| اراد به صلی اللہ علیہ وسلم تطبیب قلوبهم وتسکین نفوسهم فی صورة المخالفة بفعله وهم یحبون متابعته وکمال موافقته ولما فی نفوسهم من الکراهیة | حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرماکر صحابہ کے قلوب کی خوشنودی اور ان کے نفوس کی تسکین کے لیے اپنے فعل کی جانب خلاف کا ارادہ فرمایا۔ اور وہ حضور کے اتباع اور کمال موافقت کو اس لیے |

الطبيعية فی الاعتماد فی اشهر الحج۔ | محبوب نہ رکھتے تھے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے سے چونکہ انہیں کراہت طبعی تھی۔

(مرقات ج ۳ ص۲۰۳)

نیز علامہ شیخ محمد طاہر مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں۔

اراد به تطييب قلوب اصحابه لانه كان يشق عليهم ان يحلوا وهو محرم واعلام ان الافضل لهم قبول مادعاهم اليه وانه لولا الهدى لفعله ويتم فى لو۔

(مجمع بحار الانوار ج ۲ ص۲۰۱)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان الفاظ سے اپنے صحابہ کے قلوب کی خوشنودی کا ارادہ فرمایا اس لیے کہ صحابہ پر یہ بات شاق تھی کہ وہ حلال ہو جائیں اور حضور محرم رہیں اور یہ تنبیہ بھی مقصود تھی کہ ان کے لیے افضل یہی تھا کہ وہ حلال نہ ہوتے اور اگر ہدی نہ ہوتی تو حضور بھی حلال ہو جاتے۔

صاحب سیف یمانی نے ایک اور حدیث بروایت مسلم شریف نقل کی ہے جسمیں یہ لفظ ہیں۔

تسئلونی عن الساعة وانما علمها عند الله

تم لوگ مجھ سے قیامت کا سوال کرتے ہو کہ کب آئیگی۔ حالانکہ اس کا علم بس اللہ ہی کو ہے۔ (سیف یمانی ص۱۰)

اس کو حضور کے علم عطائی کی نفی میں پیش کرنا سادہ لوحی ہے۔ اس میں کونسا لفظ ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا ہی نہیں فرمایا یا اس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا نہ فرمایا۔ جاہلوں کو یہ معلوم نہیں کہ جس کے لیے علم بالذات ثابت ہو اس کے لیے حصر کر دینا اور دوسرے سے اسکی نفی کرنا علم عطائی کی نفی کا مستلزم نہیں کیونکہ وہ نفی اضافی کی طرف راجع ہوتی ہے۔ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں۔

بعضی از ایشان گفته اند که حصر بملاحظه قید اصالت است یعنی بالاصالت

یعنی بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حصر قید اصالت کے لحاظ سے ہے یعنی

اطلاع بر غیب خاصۂ پیغمبراں ست واولیاء را اطلاع بر غیب بطریق وراثت تبعیت حاصل می شود چنانچہ نور قمر مستفاد از نور شمس است و حصر چیزے در آنچہ بالاصالت باشد ونفی آں چیز از انچہ دراں تبعیت ووراثت باشد مجاز لیست متعارف ومشہور داخل ناویل نیست۔

(تفسیر فتح العزیز پارہ ۲۹ صـ ۱۷۶)

غیب پر بالاصالت مطلع ہونا پیغمبروں کے ساتھ خاص ہے اور اولیاء کو غیب پر اطلاع بطریق وراثت اور تبعیت کے حاصل ہوتی ہے جیسے چاند کی روشنی سورج کی روشنی سے حاصل ہوتی ہے اور کسی چیز کو اس میں حصر کر دینا جو بالاصالت ہو اور نفی کرنا اس سے جسمیں یہ تبعیت ہو مجاز متعارف ومشہور ہے داخل تاویل نہیں۔

## شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے انبیاء کرام کو علم قیامت ثابت کیا

نیز یہی شاہ صاحب دہلوی اپنی اس تفسیر میں فرماتے ہیں۔

آنچہ نسبت بہمہ مخلوقات غائب ست غیب مطلق ست مثل وقت آمدن قیامت واحکام کونیہ وشرعیہ باری تعالیٰ در ہر روز و در ہر شریعت ومثل حقائق ذات وصفات او تعالیٰ علی سبیل التفصیل ایں قسم را غیب خاص او تعالیٰ نیز می نامند فلا یظہر علی غیبہ احدا یعنی پس مطلع نمی کند بر غیب خاص خود ہیچ کس را الخ۔ (تفسیر فتح العزیز صـ ۱۷۳)

جو بہ نسبت تمام مخلوقات کے غائب ہے وہ غیب مطلق ہے جیسے قیامت کے آنے کا وقت اور اللہ تعالیٰ کے ہر روز کے احکام تکوینی اور ہر شریعت کے احکام شرعی اور جیسے ذات وصفات کے حقائق تفصیلیہ یہ قسم خدا کا غیب خاص کہلاتی ہے فلا یظہر علی غیبہ احدا۔ یعنی پس اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا الا من ارتضی من رسول یعنی سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے یعنی اپنے پسندیدہ رسولوں کو اپنے غیب خاص (وقت قیامت) پر مطلع فرماتا ہے۔

شاہ صاحب کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ وقت قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کا غیب خاص ہے اور حضرات مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کیلئے

آیۂ کریمہ فلا یظھر علی غیبہ میں اللہ تعالےٰ کے غیب خاص ہی پر مطلع فرمانا مراد ہے تو صاف نتیجہ نکل آیا کہ اللہ تعالےٰ جس رسول کو پسند فرمائے اپنے غیب خاص پر مطلع فرماتا ہے جس میں وقت قیامت داخل ہے۔

## صاحب سیف یمانی کا علامہ تفتازانی پر افترا

شرح عقائد کی ایک عبارت جس کے سمجھنے کا سلیقہ وہابیہ کو دشوار ہے اس کو لکھ کر اٹل سٹل ترجمہ کر کے یہ افترا کر دیا کہ۔

علامہ موصوف کی اس عبارت نے نہایت صفائی کے ساتھ بتلا دیا کہ بعض انبیاء علیہم السلام کے احوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف سے خارج ہیں۔ حالانکہ وہ بھی ماکان ومایکون کے بعض افراد ہیں۔ (سیف یمانی ص۱۰)

سیف یمانی کے تمام مصدقین بالخصوص مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی عبد الشکور جو دراصل مصنفین ہیں تمام دیوبندیوں سے مدد لیکر بتائیں کہ شرح عقائد کے کس لفظ کا یہ مطلب ہے کہ بعض انبیاء کرام کے احوال حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم شریف سے خارج ہیں۔

اگر نہ بتا سکیں تو صاف اقرار کریں کہ سیف یمانی میں علامہ تفتازانی پر بہتان اٹھایا گیا۔ ایسے افترات وہابیہ کے دلائل ہیں۔

اس عبارت میں علامہ نے آیہ ومنھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک نقل فرمائی ہے۔ اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ بعض انبیاء کرام کا حال حضور کے علم شریف سے خارج ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس پر مطلع ہی نہیں کیا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم میں بعض انبیاء کرام کا حال بالتفصیل بیان

ہوا اور بعض کا نہ ہوا۔ چنانچہ تفسیر خازن میں فرماتے ہیں۔

منھم من قصصنا علیک ای خبرہ وحالہ فی القراٰن ومنھم من لم نقصص علیک۔ (خازن صـ۸۷ج۴)

ان میں سے بعض وہ ہیں جن کے حال اور خبر کا ہم نے آپ پر قرآن میں تذکرہ فرمایا اور ان میں سے بعض وہ ہیں جن کا ہم نے آپ پر (قرآن میں) تذکرہ نہیں کیا۔

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ آیۃ شریفہ میں انبیاء علیہم السلام کے احوال کی قرآن کریم میں خبر دینے نہ دینے کا تذکرہ ہے کہ حضور کے عدم علم کا۔ تفسیر مدارک میں بھی یہی ہے۔

فھو من لم تذکر قصتہ فی القراٰن۔ (مدارک صـ۵۸ج۴)

تو وہ ان میں سے ہیں جنکا قرآن میں قصہ مذکور نہیں۔

اور قرآن کریم میں بھی بیان نہ فرمانا اس آیت کے نزول کے وقت تک ثابت ہوتا ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ آئندہ بھی بیان نہ فرمائیں گے۔

علاوہ بریں یہ آیۃ شریف سورۂ مؤمن میں ہے۔ اور یہ سورۂ مکیّہ ہے۔ اس کے بعد ایک زمانہ دراز تک قرآن کریم نازل ہوتا رہا۔

# صاحب سیف یمانی کا علامہ ابن ہمام پر افترا

کتب دینیہ میں جب گمراہوں کو اپنی تائید نہیں ملتی تو وہ افترا کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ صاحب سیف یمانی نے مسامرہ کی ایک عبارت لکھی اور نام مسایرہ کا لیا۔ یہ تو اس کی تمیز کا حال ہے۔ خدا جانے کس نشہ میں تھا کہ عبارت مسامرہ کو عبارت مسایرہ بتا دیا۔ مگر غضب یہ کیا کہ مسامرہ اور مسائرہ میں یہ عبارت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق نہ تھی اس نے حضور کی طرف نسبت کر دیا۔ اور لکھ دیا۔

اور ایسا ہی ہے غیب کی باتوں کا علم یعنی جس طرح کہ بعض
مسائل کا علم نہیں اسی طرح غیب کی باتوں کا بھی علم نہیں۔
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی باتوں میں سے
صرف اسی قدر کو جانتے ہیں جو کبھی کبھی اللہ نے ان کو تبلادیں۔

(سیف یمانی ص۱۰۱)

مسامرہ میں تو یہ مضمون حضرت سے متعلق نہیں ہے۔ مفتری کا افترا ہے کہ اس کو خلاف منشاء متکلم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق کر کے امام ابن ہمام کا قول بتاتا ہے۔ لیکن اس سے اس کا ایک گندہ عقیدہ ظاہر ہو گیا۔

پہلے تو وہابی یہ کہا کرتے تھے کہ علوم دینیہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بتمامہا حاصل ہیں مگر یہاں اس نے دل کی بات کہہ دی کہ بعض مسائل کا بھی علم نہیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی مولوی عبد الشکور کاکوروی مولوی شبیر احمد دیوبندی جو اس کتاب کی تصدیقیں کر رہے ہیں۔ صاف بتائیں وہ کون سے مسائل ہیں جن کا خود انھیں تو علم ہے اور ان کے اعتقاد فاسد میں سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں۔ تف ہے اس بد عقیدگی پر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ علم غیب کہاں اب تو وہابی حضور کے لیے مسائل دینیہ تک کا علم نہیں مانتے یہی لیل و نہار ہیں تو دیکھو گمراہی کی بڑھتی رد کہاں تک پہنچے۔

# شرح مواقف کی عبارت

## سیف یمانی کا شرح مواقف پر بہتان

سیف یمانی میں عبارتوں کا عدد بڑھانے کے لیے شرح مواقف کی ایک عبارت اور نقل کر دی جس کو بحث سے کوئی علاقہ نہیں کیونکہ اسمیں خاص سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے علم کی بحث نہیں بلکہ مطلق

نبی کے لیے جمیع مغیبات پر اطلاع کے وجوب و عدم وجوب کا تذکرہ ہے۔ یہاں نہ جمیع مغیبات سے بحث نہ ان کے وجوب سے۔ رہا آیۂ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر و ما مسنی السوء کا پیش کرنا یہ وہابی کی فہم سے بالاتر ہے کہ وجہ صحت استشہاد سمجھ سکے۔

اور شرطیہ میں علاقہ لزوم کیا ہے اس کو بیان کر سکے۔ نہ آج تک کسی کو توفیق ہوئی نہ آئندہ کسی وہابی سے ممکن۔

صاحب سیف یمانی کی ساری تعلیاں خاک میں مل گئیں اور اس کے تمام افترآت بے نقاب کر دیے گئے۔ والحمد للہ رب العلمین ہ

# علم غیب کی انوکھی تعریف

صاحب سیف یمانی نے علم غیب کی عجیب و غریب تعریف کی ہے جو یہ ہے کہ۔

تحقیق یہ ہے کہ علم غیب حقیقتہً اس علم کو کہتے ہیں جس کا معلوم عالم کے پاس انحاء وجود میں سے کسی قسم کے وجود کے ساتھ موجود نہیں۔ (سیف یمانی ص۱۰۳)

اولاً یہ تحقیق کہاں سے منقول ہے اس کا حوالہ بتاؤ۔

ثانیاً جو معدوم محض جمیع انحاء وجود سے عاری ہو حتی کہ وجود علمی بھی نہ رکھتا ہو اسے معلوم کس لحاظ سے کہا گیا۔ اس کے معنی تو یہ ہیں کہ معاذ اللہ۔ اللہ تعالی کو بھی علم غیب نہیں کیونکہ علم ہو تو معلوم کا متعین فی العلم ہونا ضروری ہوگا اور اس کا یہ محقق قائل نہیں۔ بے دین نے علم الٰہی کا انکار کر دیا۔

ثالثاً صاحب تقویۃ الایمان نے علم غیب کو ان امور خمسہ میں منحصر بتایا ہے جو آیۂ ان اللہ عندہ علم الساعۃ میں مذکور ہیں تو کیا ان چیزوں کو اللہ کے

پاس انحاء وجود میں سے کسی قسم کا وجود حاصل نہیں ہے۔ حاملہ کے پیٹ میں تو بچہ ہے اس کو وجود فی بطن الحاملہ تو حاصل ہے۔ مگر صاحب سیف یمانی کی تحقیق میں اللہ کے نزدیک موجود نہیں ہے۔ یہ علم ہوا یا جہل۔ بے دین نے ایسی تحقیق نکالی جس سے علم الٰہی کا انکار لازم آتا ہے۔ اس کے بعد صاحب سیف یمانی نے لکھا ہے۔

اور کبھی احیاناً ہر غائب عن الحواس کے علم کو بھی علم غیب کہہ دیتے ہیں۔ (سیف یمانی ص۱۰۳)

اس تقدیر پر تو ہر شخص کو اپنی ذات اور اس کی موجودیت کا علم بھی غیب ہوا کیونکہ آدمی بغیر دیکھے۔ چھوئے۔ حواس سے دریافت کئے بھی اپنے آپ کو جانتا ہے اور اسی طرح تمام بدیہیات کا علم جن کے ادراک میں حواس کی وساطت نہو علم غیب میں داخل ہو جائیگا۔

## انبیاء کرام و اولیاء عظام سے مدد

صاحب سیف یمانی نے لکھا۔

بعض صورتوں میں جائز اور بعض میں ناجائز حرام اور بعض میں شرک وکفر۔ (سیف یمانی ص۱۰۳)

صاحب سیف یمانی انبیاء اولیاء سے بعض صورتوں میں مدد جائز بتا کر بحکم گنگوہی جی مشرک ہوا۔

سو غیر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا اگرچہ ولی ہو یا نبی شرک ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص۶ ج۳)

## شفاعت

صاحب سیف یمانی نے اسمٰعیل دہلوی اور منکرین شفاعت سارے دہابیہ

کو ملحد خارج از اسلام بتادیا۔ دیکھو سیف یمانی۔

اگر کوئی ملحد مطلقاً شفاعت کا منکر ہو وہ بھی بنص فقہا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (سیف یمانی ص۱۰۲)

اب یہ دیکھئے کہ ایسا ملحد اور خارج از اسلام منکر شفاعت کون ہے۔ تقویت الایمان میں ہے۔

جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کو مانے سو اب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کی برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلہ کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے۔ (تقویت الایمان ص۳۲)

نیز اسی تقویت الایمان میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بہتان کیا کہ حضور نے یہ فرمایا۔

اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کیسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا۔

(تقویت الایمان ص۴۲)

## نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال

نماز میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خیال لانے کے متعلق صاحب سیف یمانی لکھتا ہے کہ

اچھا ہے لیکن خیال اور صرف ہمت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ (سیف یمانی ص۱۰۲)

اب کے تو کچھ شرم آگئی مرے دل سے اچھا ہے لکھ دیا پھر شیخ ا[illegible]
خیال آیا تو اتنی مرہم پٹی کر گئے کہ خیال اور صرف ہم[illegible] میں زمین آ[illegible]

فرق ہے۔ مگر اس سے اس کا زخم کیا مندمل ہوگا وہ خود کہتا ہے۔ کہ

خیال آن با تعظیم و اجلال بسویداے دل انسان می چسپد۔

(صراط مستقیم ص۹۵)

وہ حضور کے تعظیم و اجلال سے جلتا ہے اس لیے خیال ہی کو منع کرتا ہے تمھارا ہمت و خیال کا فرق اسے کیا فائدہ دیگا۔

## دیوبندی غیر مقلد نکلے

سیف یمانی سے وہابیہ کی چھپی ہوئی غیر مقلدیت بے پردہ ہوگئی۔ اس میں لکھا ہے کہ

جو عقائد میں اہلسنت و جماعت (یعنی وہابیہ دیوبندیہ) کے ہم مسلک ہوں وہ خارج از اہلسنت و جماعت نہیں۔ ہمارے زمانہ کے اکثر و بیشتر غیر مقلدین اسی آخری قسم میں داخل ہیں۔ (یعنی اہل سنت و جماعت ہیں) لیکن با اینہمہ اگر حضرات ائمہ اربعہ یا دیگر سلف صالحین کی شان میں گستاخی کریں تو فاسق ہیں۔ (سیف یمانی ص۱۰۵)

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ترک تقلید اور تقلید کو حرام و شرک کہنا اور مسلمانوں کو تقلید کی وجہ سے مشرک بتانا اور مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کرنا یہ کچھ جرم نہیں۔ یہ سب کچھ کرتے رہیں وہابیوں کے ہم مسلک ہوں تو ان کے حقیقی بھائی۔ یہ اور وہ ایک۔

## قبروں کا انہدام

قبروں اور قبّوں کے منہدم کرنے کے متعلق صاحب سیف یمانی نے

نجدیوں کے اعمال کی تائید کی۔ اور قبریں اور قبّے ڈھانے کو واجب اور باعث اجر عظیم بتایا اور حدیث سے ثابت کیا مگر کوئی حدیث نقل نہیں کی ہمت ہو تو نقل کریں اور ثابت کر دیں کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے مسلمانوں کی قبریں ڈھائیں تھیں۔ ودونہ خرط القتاد۔

نسائی شریف کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایک صحابی کی قبر غلطی سے اونچی بن گئی تھی۔ یہ مضمون حدیث میں نہیں۔ حدیث شریف پر افترا ہے۔

# مسئلہ فاتحہ و ایصال ثواب

مسئلہ فاتحہ و ایصال ثواب اور بدعت کا مفصل بیان تو ہم اوپر کر چکے ہیں یہاں صرف یہ دکھانا منظور ہے کہ وہابیہ محض اعلیٰحضرت مجدد ملت پیشوائے انام حامی اسلام حضرت مولانا مولوی مفتی شاہ احمد رضا خانصاحب قدس سرہٗ کی عداوت میں فاتحہ اور امور خیر کے دشمن ہیں۔ اور اس کا انھوں نے اقرار بھی کر لیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

چونکہ یہ طریقہ رضا خانیوں کا شعار ہے اس لیے خالی از کراہت نہیں۔ (سیف یمانی صد ۱۰۵)

اب تو ظاہر ہو گیا کہ صرف اعلیٰحضرت کی دشمنی میں فاتحہ ناجائز کی جا رہی ہے۔

# وہابیہ کی شیخی

سائل نے سوال تو یہ کیا تھا کہ۔

کیا آپ لوگ بغیر تعیین و قیام کے میلاد شریف کرتے ہیں۔

صاحب سیف یمانی نے اس کا تو کچھ جواب نہ دیا شیخی بہت بگھاری۔

ہم شب و روز حضور ہی کی سیرت مبارکہ کا درس تدریس

رکھتے ہیں اور رسنا خانیوں کو یہ میسر نہیں۔ (ملخصاً سیف یمانی صفحہ ۱۰)

یہ اخیر جملہ تو عداوت کا ہے۔ علمائے اہلسنت کثر ہم اللہ تعالیٰ کا تو قرار جان و راحت دل حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد اور حضور کا ذکر ہے ان حضرات کے درس کے بیٹھنے والوں سے پوچھو کیسی ایمانی انوار کی بارشیں ہوتی ہیں۔ وہابیہ کا درس بھی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر سے خالی تو نہ ہوتا ہوگا۔ مگر ذکر کیا ہوں گے وہی تنقیص و توہین۔ گستاخیاں جو ان کی کتابوں میں بھری پڑی ہیں۔ ورنہ اگر حضور کی عظمت وشان کا ذکر وہابیہ کے دل پر شاق نہ ہوتا تو مجلس میلاد مبارک سے کیا چڑ تھی۔

# مسئلہ ندائے غیر اللہ

اس مسئلہ میں صاحب سیف یمانی نے تقویت الایمان کی مخالفت کی ہے کہ اسمیں ندائے غیر اللہ کو شدومد سے شرک بتایا گیا ہے۔ اور ندا کرنے والے کو ابوجہل کی برابر مشرک قرار دیا ہے۔

صاحب سیف یمانی اس ندا کو جائز کہتا ہے تو سمجھئے کہ تقویت الایمان کے حکم سے وہ کیا ہوا اور وہابیہ کا یہ کہنا کہ حاضر ناظر جان کر ندا کرنا شرک ہے تو اس کی تصریح کتب دینیہ میں دکھانی چاہیئے۔ اتنا بڑا شرک کا حکم اور دلیل کچھ نہیں۔

اگر کوئی شخص کسی بزرگ کی نسبت یہ خیال کرے کہ اللہ تعالےٰ نے انھیں نظر عطا فرمائی ہے کہ وہ میرے حال کو دیکھتے ہیں یا ان کی روح امکنہ بعیدہ میں حاضر ہوتی ہے تو اس خیال کو شریعت نے شرک کہاں بتایا ہے۔ دین میں اپنی رائے کو دخل نہ دو۔ کوئی ثبوت رکھتے ہو تو پیش کرو۔

---

# تقسیم اسناد و دستار و تعیین اوقات تعلیم کا بدعت ہونا

سائل کا سوال تو یہ ہے۔

تقسیم اسناد دستار فضیلت دینا اور پڑھانے کے لیے لیے تعیین وقت کرنا بدعتِ حسنہ ہے یا بدعت سیئہ؟

صاحب سیف یمانی نے اس کا یہ جواب دیا۔

چونکہ امور مندرجہ فی السوال کو داخل دین نہیں سمجھا جاتا لہذا یہ چیزیں سرے سے بدعت ہی نہیں بلکہ مباح الاصل ہیں۔

(سیف یمانی ص۱۰۱)

داخل دین نہیں سمجھا جاتا کہ کیا معنی۔ کیا ان امور کو مستحب و موجب ثواب نہیں جانتے تو مسلمانوں کا روپیہ اس میں برباد کرکے کیوں گنہگار ہوتے ہو اور جنھوں نے ثواب کے لیے روپیہ دیا ہے ان کا روپیہ ایسے کام میں صرف کرنا جس سے ثواب نہ ہو خیانت ونا جائز ہے یا نہیں۔ اور اگر یہ امور دین میں داخل نہیں ہیں تو کیا رسم دنیوی ہیں۔ اور کیا ان تمام مدارس میں رسم کی جاتی ہے۔ فاتحہ، میلاد شریف، عرس، تیجہ، چہلم وغیرہ کو بھی ان کے کرنے والے بہ نیت ثواب کرتے ہیں۔ کیا وجہ کہ یہ امور تو بدعت ہو جائیں اور دستار بندی وغیرہ امور مذکورہ فی السوال بدعت نہ ہوں۔ باوجودیکہ ان کی پابندی اور التزام بلکہ ان کے ساتھ فرض کا سا معاملہ کیا جاتا ہے۔ کبھی ترک نہیں کرتے اس سے عوام کے عقیدہ کا بھی اندیشہ ہے۔ جو ان امور کو امر دینی سمجھنے لگے ہیں اور یہی سمجھ کر چندے دیتے ہیں۔

اگر اور نہ داخل دین ہونے کے اور کوئی معنی سمجھ رکھے ہیں تو بیان کرو یہ حیلے بہانے کام نہ آئیں گے اور امور خیر کو روکنے کے لیے جو تم نے پروپیگنڈا کیا ہے اس پر کوئی حجت شرعی قائم نہ کرسکو گے خدا کا خوف کرو۔

الحمد للہ کہ سیف یمانی حصّہ اوّل کے جوابات سے توفراغت ہوئی اور وہابیہ کی ساری تعلّیوں کو خاک میں ملادیا۔ و اٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین ٥ وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیّد المرسلین ٥ وعلٰی اٰلہ الطّیّبین الطاہرین ٥ برحمتك یا ارحم الراحمین ٥

# تمّت

# سیف یمانی حصّہ دوم

سیف یمانی حصہ دوم میں کوئی نئی بات نہیں لکھی ہے بلکہ اسی حصہ اوّل کا سوالات وعقائد کی صورت میں اعادہ کردیا ہے۔ اور ہم حصہ اوّل کی ہر بات کا کافی جواب دے چکے ہیں تو حصہ دوم کے جواب کی اب حاجت ہی نہیں تھی لیکن اتماماً للحجۃ حصہ دوم کا جواب دے کر بھی چہرۂ وہابیت کو اور زیادہ بے نقاب کیا جاتا ہے اور صاحب سیف یمانی کے سارے دعاوی کو خاک میں ملادیا جاتا ہے۔

صاحب سیف یمانی نے ص۱۰۹ سے ص۱۱۱ تک صرف یہ بیان کیا ہے کہ ہمیں کافر کہا گیا تھا ہم نے اس کی صفائی پیش کردی اور رد سیف یمانی حصّہ اوّل میں اس کے کافی جواب دے دیے۔ ان جوابوں کی جو حقیقت تھی وہ ناظرین پر ظاہر ہوچکی اور جو اعذار باطلہ صاحب سیف یمانی نے پیش کیے تھے ان کے پرزے اڑادیے گیے۔ اور بطلان واضح کردیا گیا۔ اور یہ حقیقت بے نقاب کردی گئی کہ ان کے پاس سوائے فریب ومکرو دغا کے کوئی جواب نہیں ہے۔

اس کے بعد ص۱۱۱ تک صاحب سیف یمانی نے یہ مضمون لکھا ہے کہ وہابیہ نے اعلیٰحضرت امام اہلسنت مفتی اعظم حضرت مولانا مولوی احمد رضا خانصاحب قدس سرہٗ پر الزام کفر قائم کیا ہے اس کا جواب کسی نے نہ دیا۔ یہ بالکل غلط و باطل ہے۔ بارہا اس کی جوابات دیے گئے چھاپے اور شائع کیے گیے۔ الموت الاحمر تو وہابیہ کے لیے موت احمر ہی ہے اس کے علاوہ بھی بار بار ایسے مسکت جوابات دیے گیے ہیں جن کے جواب کی کبھی وہابیہ کو ہمّت نہیں ہوئی۔ پادرہ ضلع بڑودہ کی تحریروں کے سلسلوں میں علمائے اہلسنت نے اس الزام کا وہ قلع قمع کیا ہے جس کا جواب وہابیہ کے اصاغر تو کیا اکابر سے بھی نہ ہوسکا۔ مولوی اشرف علی صاحب کو مناظرہ کی دعوت دی گئی ان کی آسائش کا اطمینان دلایا گیا خواہ وہ سیکنڈ کلاس میں آئیں یا فرسٹ کلاس میں آئیں اس کا تمام خرچ اپنے ذمہ لیا گیا۔ اور یہ کہہ دیا گیا کہ سنجیدگی سے گفتگو کیجائے گی آپ آیئے اور اس معاملہ کو سلجھایئے اور مسلمانوں کو

اس جنگ وجدل وکشاکش سے بچایئے مگر مولوی اشرف علی صاحب جنبش نہ کر سکے۔ ان کے اعوان وانصار گالیاں دینے پر تو مستعد ہوئے مگر یہ کسی سے نہ ہو سکا کہ انھیں میدان میں لے آتا اگر کچھ بھی جواب رکھتے تھے تو مناظرہ کے لیے سامنے آتے ہوئے کیوں لرزتے تھے اب بھی کسی وہابی کو یہ خیال ہو کہ وہ علمائے اہلسنت کے مواخذات کا کچھ جواب دے سکتے ہیں تو مولوی اشرف علی صاحب کو مناظرہ کیلئے آمادہ کر کے ہمیں اطلاع دیں۔ ہم اب بھی ان کے مصارف برداشت کرنے کیلئے مستعد ہیں مگر جھوٹے دعوے والا کبھی امتحان گاہ صدق میں حاضر ہونے کی جرأت نہیں کرتا اس لیے میں بڑے زور اور قوت سے کہتا ہوں کہ وہابیہ کی کوئی طاقت کسی طرح مولوی اشرف علی کو مناظرہ کے میدان میں نہ لا سکے گی۔

# صاحب سیف یمانی کے بایہ ناز اعتراضات کا ابطال

انچہ انسان میکند بوزینہ نیز

علمائے دین نے وہابیہ کی بدلگامیوں اور گستاخیوں پر تنبیہ کی۔ انھیں ان کے کفری عقائد پر متنبہ کیا اس پر توبہ تو نصیب نہ ہوئی نہ پند پذیر ہوئے ناحق ناصح پر بہتان اٹھانے شروع کر دیے اور اپنی ضد جہالت اور سیاہ دلی کو عالم آشکار کر دیا اور دنیا کو مغالطہ میں ڈالنے کے لیے خوبی کو عیب کہنے پر تل گئے

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش در نظر

## اعتراض (۱)

اعلیٰ حضرت نے ایک طویل کلام کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا

جب انکا یعنی خانصاحب کے پیر بھائی برکات احمد صاحب کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت اُن کی

قبر میں اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی مرتبہ
روضۂ انور کے قریب آئی تھی۔ (سیف یمانی صـ ۱۱۲)

اس پر اعتراض کیا ہے اعلیٰحضرت کب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امکنۂ بعیدہ میں تشریف فرما ہونا ناممکن بتاتے ہیں جب آقا اپنے غلام پر کرم فرمائیں گے تو آقا کی خوشبو دماغوں کو معطر بنا فرمائے گی۔

غلام مخلص ہو آقا کا اس پر کرم ہو اس کو اپنے قدوم سے نوازیں تو ان کی خوشبو کیوں نہ آئے۔ یہ خوشبو مولوی برکات احمد صاحب کی نہ تھی اُن کے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تھی جس سے کوچے مہک جایا کرتے تھے۔ مولوی برکات احمد کی قبر مہک گئی تو کیا تعجب۔ کوڑ مغز سے دریافت کرو اس میں اعتراض کیا ہے۔

اب ذرا گریبان میں منہ ڈال اور دیکھ مولوی اسمٰعیل دہلوی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں

نفس عالی حضرت ایشاں بر کمال مشابہت جناب رسالتمآب علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات در بدو فطرت مخلوق شدہ۔ (صراط مستقیم صـ ۲)

ان کی (پیر صاحب کی) ذات عالی ابتدائے فطرت میں جناب رسالتمآب علیہ افضل الصلوٰت والتسلیمات سے کمال مشابہ پیدا کی گئی۔

سیف یمانی والو جو کچھ تم نے اعلیٰحضرت کی شان عالی میں لکھا ہے وہ تو بیجا ہے اس کا تو تم پر وبال ہوگا مگر حضور خاتم انبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہمسری اگر واقعی کسی کے لیے گوارا نہیں کرتے ہو تو اپنے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کو اس سے زیادہ کہہ سناؤ اور اس سے کہہ دو۔ کار شیطاں می کنی نامت ولی۔

## اعتراض (۲)

ان کے (برکات احمد کے) انتقال کے دن مولوی سید امیر
احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے

پر تشریف لیے جاتے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ کہاں تشریف لیے جاتے ہیں۔ فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ کہ یہ جنازۂ مبارکہ میں نے پڑھایا۔

(سیف یمانی ص۱۱۷)

اس پر اعتراض یہ کیا کہ بریلی والے خانصاحب اس امام الانبیاء کی امامت کے مدعی ہیں (سیف یمانی ص۱۱۷) محض بہتان ہے نرا افترا ہے۔ کھلا جھوٹ ہے۔ اعلیٰ حضرت کی عبارت میں یہ کہاں ہے کہ میں نے حضور کی امامت کی۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اس کا مفصل جواب ہم ص۴۱ میں لکھ چکے ہیں۔

اعتراض نمبر ۳ تا ۵۔ میں صاحب سیف یمانی نے اسمعیل دہلوی کے وہ کفریات نقل کیے ہیں جو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے الکوکبۃ الشہابیہ وفتاویٰ رضویہ میں نقل فرمائے ہیں۔ انکو لکھ کر صاحب سیف یمانی یہ کہتا ہے ایسے شخص کو مسلمان کہہ کر اعلیٰ حضرت کافر ہو گئے۔ اولاً اعلیٰ حضرت کی طرف یہ نسبت کرنا کہ انھوں نے اسمعیل دہلوی کو ان تمام کفریات کے باوجود مسلمان کہا کذب و افترا ہے۔ اور صاحب سیف یمانی اس کی کوئی نقل پیش نہ کر سکا اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ پیش کر سکے ثانیاً اسمعیل دہلوی کے تمام کفریات نقل فرمانے کے بعد اعلیٰ حضرت کا اس کو کافر کہنے میں احتیاط فرمانا اس نظر سے ہے کہ مولوی اسمعیل کی توبہ مشہور تھی تو جس شخص کی توبہ مشہور ہو اس کے اوپر کافر ہونیکا جزمی حکم بیشک احتیاط کے خلاف ہے اس بنا پر علماء نے یزید کی متعلق احتیاط فرمائی ہے۔ علامہ علی قاری فرماتے ہیں۔

لو فرض وجودہ اولا یحتمل انہ مات تائبا عنہ اخرا فلا یجوز لعنہ لا ظاھرا ولا باطنا۔ (ضوء المعالی ص۵۴)

اور خود دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔

بعض ائمہ نے یزید کی نسبت کفر سے جو کف لسان کیا ہے وہ احتیاط ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ حصۂ اول ص۱۷)

یہی گنگوہی صاحب اسی فتاوے میں لکھتے ہیں۔

جو علماء تحقیق کر چکے ہیں کہ وہ تائب نہیں ہوا لعن کو جائز کہتے ہیں اور جن کو یہ تحقیق نہیں ہوا وہ سکوت و منع کرتے ہیں یہ احوط ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ اوّل صفحہ ۸)

اب تو وہابیہ کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ جس شخص سے کفریات اسرزد ہوئے ہوں اور اس کی نسبت تو یہ مشہور ہو اسکو کافر کہنے سے زبان روکنا احتیاط ہے اگر اس سے احتیاط کرنے والا بخیال صاحب سیف یمانی کافر ہو جاتا ہے تو پہلے یہ حکم مولوی رشید احمد گنگوہی پر لگائے۔ اعلیٰ حضرت کی کمال دیانت داری ہے کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے جو کفریات شائع ہو چکے تھے۔ ان پر کفر کا حکم دیا اور چونکہ مولوی اسمٰعیل کے متعلق توبہ کرنا مشہور تھا اس لیے اس کو کافر کہنے میں احتیاط فرمائی۔ علمائے دین کی یہی شان ہونی چاہیئے۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس احتیاط پر کفر کا حکم کرنا وہابیہ کی بے دینی سیاہ دلی اور کھسیانہ پن ہے اور ان کے منہ پر تپانچہ تو مولوی اشرف علی کا یہ اقرار ہے کہ میں اعلیٰ حضرت کو مسلمان جانتا ہوں۔ دیکھو مجالس الحکمہ

# مجلس پنجاہ و دوم

ایک[1] شخص نے پوچھا کہ ہم بریلی والوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہو جاویگی یا نہیں۔

فرمایا[2] ہاں ہم ان کو کافر نہیں کہتے اگرچہ وہ ہمیں کہتے ہیں ہمارا تو مسلک یہ

---

[1] یعنی مولوی اشرف علی تھانوی سے ۱۲

[2] مولوی اشرف علی تھانوی نے

ہے کہ کسی کو کافر کہنے میں بڑی احتیاط چاہیئے اگر کوئی حقیقت میں کافر ہے اور ہم نے نہ کہا تو کیا حرج ہوا اور اگر ہم نے کافر کہا اور حقیقت حال اس کے خلاف ہے تو یہ بہت خطرناک بات ہے۔ ہم تو قادیانیوں کو بھی کافر نہ کہتے تھے اور وہ ہمیں کہتے تھے ہاں اب جبکہ ثابت ہو گیا کہ وہ مرزا صاحب کی رسالت کے قائل ہیں تب ہم نے کفر کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ یہ تو کفر صریح ہے اس کے سوا ان کی تمام باتوں کی تاویل کر لیتے تھے گو وہ تاویلیں بعید ہی ہوتی تھیں ہم بریلی والوں کو اہل ہوا کہتے ہیں اہل ہوا کافر نہیں ہاں ایک مسئلہ علم غیب ہمارے اور ان کے درمیان ایسا متنازع فیہ ہے کہ اس میں اثبات صفت باری تعالیٰ غیر کے لیے لازم آتی ہے مگر اس کی تاویل قادیانیوں کے اقوال کی تاویل سے زیادہ دشوار نہیں اور اب تو سنا ہے کہ وہ علم غیب کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ثابت تو کرتے ہیں مگر علم باری تعالیٰ کی طرح علم محیط نہیں ثابت کرتے بلکہ اس کی حد مانتے ہیں الیٰ ان یدخل اہل الجنۃ الجنۃ واہل النار النار اگر یہ صحیح ہے تو شرک ثابت بھی نہیں ہوتا کیونکہ صفت خاص باری تعالیٰ علم محیط ہے علم محدود نہیں تو اب ہم میں اور انمیں خلاف ایک امر ممکن میں رہا کہ وہ واقع ہوا یا نہیں یعنی یہ علم الیٰ ان یدخل اہل الجنۃ الجنۃ واہل النار النار حضور کو دیا گیا یا نہیں ہم کہتے ہیں دیا جانا فی نفسہ ممکن ہے مگر وقوع اس کا شریعت سے کہیں ثابت نہیں اور وہ کہتے ہیں ثابت بھی ہے۔ ہمارے نزدیک وہ تمام دلیلیں اس وقوع کی جو وہ پیش کرتے ہیں ناتمام ہیں اور ان کے مدعا کو ثابت نہیں کرتیں تو زائد سے زائد الزام ان پر یہ رہا کہ انھوں نے ایسی بات کو مان لیا جو شرعی دلیل سے ثابت نہیں اور یہ شان بتدع کی ہے نہ کافر کی۔ ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ روز سہ شنبہ بعد عصر بر مصلےٰ۔

## فوائد و نتائج

حضرت والا کا یہ طرز عمل سلف کے موافق ہے کہ انھوں نے معتزلہ تک کو کافر کہنے میں احتیاط کی ہے اگرچہ ان کے عقائد صریح کفر کے ہیں لیکن

سلف نے احتیاطاً یہ اصول رکھا ہے لا نکفر اهل القبلة اور ان کے معاملہ کو حق تعالیٰ کے سپرد رکھا اور ان کے اقوال کے لیے ایک کلی تاویل کر لی کہ متمسک اپنا وہ بھی قرآن و حدیث ہی کو کہتے ہیں۔ گو تمسک میں غلطی کرتے ہیں تو ان کا کفر لزومی ہوا نہ کہ کفر صریح۔ ایک مرتبہ حضرت والا سے ایک مولوی صاحب نے یہی گفتگو کی کہ ہم بریلی والوں کو کیوں کافر نہ کہیں فرمایا کافر کہنے کے واسطے وجہ کی ضرورت ہے نہ کہ کافر نہ کہنے کے لیے تو وجہ آپ بتلایئے کہ کیوں کہیں۔ مولوی صاحب نے بہت سی وجوہات پیش کیں اور حضرت والا نے سب کی تاویل کی گو بعید بعید تاویلیں تھیں۔ بالآخر مولوی صاحب نے کہا کہ اگر کچھ بھی وجہ نہ ہو تو یہ کیا کافی نہیں ہے کہ وہ ہمکو کافر کہتے ہیں اور یہ ثابت ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ پس اگر ہم اپنے آپ کو مسلمان جانتے ہیں اور وہ ہمکو کافر کہتے ہیں تو ہم کو یہ بات ماننی چاہیے کہ کفر لوٹ کر انھیں پر پڑتا ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ ہمیں اپنے اسلام میں شک ہے فرمایا غایت سے غایت تمام دلیلوں کا نتیجہ یہ ہے کہ کفر لزومی ہے کفر صریح تو نہ ہوا پس اگر وہ واقع میں کافر ہوں اور ہم نہ کہیں تو ہم سے قیامت کے دن کیا باز پرس ہوگی اور اگر ہم کافر کہیں تو کتنی رکعت کا ثواب ملیگا سوائے اس کے کچھ بھی نہیں کہ تضیع وقت ہے۔ اور بہی کام بہت ہیں۔ رہا یہ کہ کافر نہ کہنا بغرض احتیاط ہے مگر سوال نماز کے متعلق ہے اور اس کے لیے شبہ تکفیر مسلم کافی علت ہے تو الیقین لا یزول بالشک اس شبہ کا جواب ہے۔

مجالس الحکمۃ معروف بہ اربعین مصطفائی ص۱۵۰ و ص۱۵۱

باہتمام منشی رفیق احمد مالک مطبع امداد المطابع تھانہ بھون طبع شد۔

اب بولو کہ بقول تمہارے اگر کافر کو مسلمان جاننا کفر ہے تو خود تمہارے قول سے مولوی اشرف علی اور ان کو مسلمان جاننے والے سب کافر ہوئے۔

# سوالات کے جوابات

سوال ۱۔ جو شخص اپنے کسی پیر یا پیر بھائی کی قبر کو طیب رائحہ (خوشبو) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کے ہم پلہ بتلائے اس کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے۔

جواب۔ اس میں فریب وتدلیس ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے کہیں کسی پیر بھائی کی قبر کو خوشبو میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہم پلہ نہ بتایا کذابوں پر خدا کی لعنت۔

سوال ۲۔ جو شخص اس زمانہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امامت کا مدعی ہو کھلے لفظوں میں اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بتلائے پھر اس گستاخی و بے باکی پر نازاں بھی ہو اُس کو آپ کیا سمجھتے ہیں۔

جواب۔ یہ محض افترا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے کبھی اپنے آپ کو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امام نہیں بتایا۔ جھوٹے پر خدا کی لعنت۔

سوال ۳۔ زید حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفیع میں کھلی کھلی گستاخیاں کرتا ہے جن میں کوئی تاویل بھی نہیں چل سکتی۔ عمرو اس کی تکفیر نہیں کرتا بلکہ تکفیر کو معصیت بتلاتا ہے۔ بتلایا جائے کہ یہ عمرو مسلمان ہے یا کافر۔

جواب۔ اگر اس کی توبہ مشہور ہے اس وجہ سے احتیاط کرتا ہے تو وہ مسلمان متقی ہے اس کو کافر کہنے والا بے دین ہے۔

سوال ۴۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے تمہید ایمان ص ۳۷ پر شفا شریف سے یہ عبارت نقل کی ہے ادعا التاویل فی لفظ صراح لا یقبل بتلایا جائے کہ اس عبارت میں صریح بمعنی متعین ہے یا بمعنی متبیّن۔

جواب۔ یہ تمہید ایمان ہی کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ احتمال وہ معتبر ہے جسکی

گنجائش ہو۔

سوال ۵۔ ضروریات دین (جن کے انکار سے آدمی کافر ہوجاتا ہے) کون کونسی چیزیں ہیں بہ تفصیل بحوالہ کتب معتبرہ بیان کیا جائے۔

جواب۔ ضروریات دین وہ تمام چیزیں ہیں جن کا دین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہونا عوام وخواص جانتے ہوں۔ ردالمحتار میں ہے ھوما یعرف الخواص والعوام انہ من الدین کوجوب اعتقاد التوحید والرّسالۃ والصلوٰت الخمس واخواتہا یکفر منکرہ۔ (ردالمحتار ج ۱ ص ۴۶۶)

سوال ۶۔ اہلسنت وجماعت کی کیا تعریف ہے وہ کون سے اعتقادات اور کون سے اعمال ہیں جنپر اہلسنت ہونے نہ ہونے کا مدار ہے۔

جواب۔ اہلسنت اسلام کا وہ سواد اعظم ہے جس کے اتباع کا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار۔ اور جس کی نسبت ارشاد ہوا علیکم بالجماعۃ اور جس کو حدیث میں فرقۂ ناجیہ بتایا گیا جو ما انا علیہ واصحابی کا مصداق ہے۔ سائل اہلسنت ہونے کا بناوٹی مدعی ہے۔ وہ کیا جانے اہل سنت کسے کہتے ہیں۔

سوال ۷۔ اگر کسی مسئلہ میں ائمہ امت میں سے کوئی امام یا بعض مشائخ یا علمائے محققین میں سے ایک یا دو کسی طرف گئے ہوں اور اکثر یا اقل دوسری جانب ہوں اور ہر دو فریق کا شمار بھی اہل سنت وجماعت میں ہو تو اس مسئلہ مختلفہ فیہ کی کسی ایک جانب پر اعتقاد رکھنے والا یا عمل کرنیوالا کافر یا فاسق یا خارج اہل سنت و جماعت ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ہو سکتا ہے تو فقط یہی شخص جو ہمارا ہم عصر ہے یا متقدمین میں سے بھی جو حضرات اس طرف گئے ہوں وہ بھی ان القابات کے مستحق ہوں گے۔

جواب۔ قول مرجوع کا اخذ جہل وخرق اجماع بتایا گیا ہے دیکھو درمختار میں ہے الحکم والفتیا بالقول المرجوح جھل وخرق للاجماع (درمختار ج ۱ ص ۵۲)

سوال ۸ - اشعریہ ماتریدیہ یہ دونوں گروہ اہل سنت ہی کے ہیں یا انہیں سے کوئی اہلسنت سے خارج ہے اگر خارج ہیں تو کس مسئلہ کی وجہ سے اور اگر کوئی بھی خارج نہیں تو باوجود اختلاف فی العقائد کے دونوں گروہ اہلسنت وجماعت کیسے ہو سکتے ہیں اگر اہل سنت اور دیگر فرق باطلہ میں مدار اختلاف اختلاف عقائد ہے تو یہاں ایک گروہ باوجود اختلاف کے خارج از اہل سنت کیوں نہ ہوا - اور اگر اہلسنت سے خارج ہونیکا مدار اختلاف عقائد نہیں تو پھر کیا ہے -

جواب - سوال متضمن ادعائے اختلاف عقائد اشعریہ وماتریدیہ ہے سائل پر اس کا اثبات لازم -

سوال ۹ - مولوی احمد رضا خانصاحب نے اپنی متعدد تصانیف میں لکھا ہے کہ اگر کسی مسلم کے کلام میں ۹۹ پہلو کفر کے ہوں اور ایک ضعیف سا پہلو اسلام کا ہو تو اس کو مسلمان ہی کہا جائیگا - جب تک کہ بالیقین یہ معلوم نہو جائے کہ اس کی مراد کفر کا پہلو ہے - اس کو ہرگز کافر نہیں کہا جا سکتا تو فرمایا جائے کہ اسی طرح اگر کسی کے کلام میں ۹۹ وجوہ اہلسنت وجماعت سے نکلنے کے ہوں اور ایک ایسی ہو جس کی وجہ سے وہ اہل سنت ہی میں داخل رہے تو کیا پہلے مسئلہ کی طرح یہاں بھی اسی ایک وجہ کو اختیار کریں گے اور اہل سنت ہی میں رہنے دیں گے یا اس صورت میں وہ اہلسنت میں داخل نہیں رہ سکتا -

جواب - اصل یہ ہے کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا -

سوال ۱۰ - وہ ضروریات اہل سنت وجماعت کون سے ہیں جنہیں سے کسی ایک کے انکار کی وجہ سے انسان اہلسنت سے خارج ہو جاتا ہے بہ تفصیل بیان کریں -

جواب - تمام ضروریات دین - ہر وہ بات جس کو شرع نے گمراہی قرار دیا ہو -

سوال ۱۱ - جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری مخلوق سے زیادہ وسیع العلم مانے - ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کا سچا مصداق جانے۔ تمام علمی و عملی کمالات کا آپ کو خاتم سمجھے لیکن باایں ہمہ یہ بھی عقیدہ رکھے کہ دنیائے دنی کے وہ علوم جو کمالات نبوت کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتے اور جنکو روحانی کمال میں کچھ دخل بھی نہیں انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اقدس محیط نہیں بلکہ ممکن ہے کہ ان میں اہل دنیا کا دائرہ علم زیادہ وسیع ہو اگرچہ مجموعی حیثیت سے پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف ہی زیادہ وسیع ہے ایسے شخص کے متعلق کیا خیال ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان ہے یا کافر۔

جواب۔ اس سوال میں تلبیس ہے جو شخص اس کا قائل ہو کہ انھیں دیوار کی کے پیچھے کا بھی علم نہیں اس کی طرف ساری مخلوق سے زیادہ وسیع العلم ماننے کی نسبت غلط ہے۔

سوال ۱۲۔ جبکہ کوئی علم کسی ادنےٰ کے لیے نص سے ثابت ہو تو کیا کسی اعلیٰ کو اسپر قیاس کر کے اس کے لیے بھی اس علم کا ثابت کرنا ضروری ہے یا اس کے لیے کسی مستقل نص کی ضرورت ہوگی۔

جواب۔ جس کو اللہ تعالےٰ نے تمام خلق سے اعلم و افضل کیا ہو اس کا علم اپنے ماتحتوں کے علم سے اوسع ہوگا۔ اور ان کے علوم اس کے علم سے مکتسب فان کل کمال مکتسب منہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

سوال ۱۳۔ کیا بغیر کسی نص کے صرف قیاس سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ فلاں بزرگ کو ضرور حاصل تھا بالخصوص جبکہ وہ علم بھی علوم عالیہ کاملہ میں سے نہ ہو۔

جواب۔ ثابت کرنے والے دلائل رکھتے ہیں جو انھوں نے اپنی کتابوں میں بسط کے ساتھ بیان کئے ہیں۔

سوال ۱۴۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ کوئی ایسا علم جس کا تعلق ذات و صفات باری عزاسمہٗ سے نہو اور اس کو دین و دیانت سے بھی کوئی خاص تعلق نہ ہو وہ کسی ادنیٰ

درجہ کے شخص کو حاصل ہو جائے اور اس سے اعلیٰ و افضل کو نہ ہو۔

**جواب**۔ ایسا کونسا علم ہے جسکو دین سے کوئی بھی تعلق نہ ہو۔

**سوال ۱۵**۔ کیا اس علم کے عدم حصول کی وجہ سے اس اعلیٰ کے کمال میں کوئی نقصان آتا ہے۔

**جواب**۔ جسکو عطا کیا گیا اس کے حق میں انکار اس کی تنقیص ہے۔

**سوال ۱۶**۔ کیا قرآن شریف سورۂ نمل میں کہیں یہ مذکور ہے کہ ایک ہُدہُد (کھٹ بڑھیی) نے حضرت سلیمان کو ایک ایسی بات کی اطلاع دی تھی جسکی اس سے پہلے ان کو مطلق خبر نہ تھی۔

**جواب**۔ سورۂ نمل میں تو قال احطت بما لم تحط ہے۔

**سوال ۱۷**۔ کیا کوئی عقیدہ بغیر دلیل کے بھی قائم کیا جا سکتا ہے یا ہر عقیدہ کے لیے دلیل درکار ہے۔ اگر قمار بازی شراب سازی اور اسی قسم کے دوسرے ذلیل پیشوں کا علم (جنکو آجکل کے جواری چور ڈاکو جانتے ہیں۔) بنا بر مشاہدہ ان لوگوں کے لیے ثابت کیا جائے اور حضرات اولیاء کرام و انبیاء علیہم السلام کے لیے بوجہ عدم وجدان دلیل ثابت نہ کیا جائے یا بوجہ وجدان دلیل عدم ان حضرات قدسی صفات سے ان ذلیل کاموں کے علم کی نفی کی جائے تو کیا اسمیں ان حضرات کی کوئی توہین ہے یہ یا ساکت و نافی کافر ہو جائیں گے۔

**جواب**۔ عقائد قطعیات سے ثابت ہوتے ہیں۔ قمار بازی و شراب سازی وغیرہ یہ کام کیسے بھی ذلیل و حرام ہوں لیکن ان کا علم ذلیل نہیں۔ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ علم ہر چوں کہ باشد قبیح نیست۔

(تفسیر عزیزی پارہ اوّل)

عالم اگر نہ جانے گا کہ قمار کسکو کہتے ہیں اور شراب کیا چیز ہے تو حکم حلت و حرمت میں کس طرح امتیاز کریگا۔ اور حدود شرعیہ کیسے جاری ہوں گے۔ ہر جواری کہہ سکے گا آپ کیا جانتے ہیں جوا کیا چیز ہے وہ جس شغل میں تھا وہ

جواہی نہیں تھا۔ اور ہر شرابی کو موقع ہوگا کہ وہ کہہ سکے گا کہ جب آپ شراب سازی کے علم سے واقف نہیں تو کیسے حکم کر سکتے ہیں کہ جو چیز پی گئی اس پر تعریف شراب صادق آتی ہے۔

سوال ۱۸۔ آپ کے مولوی عبدالسمیع صاحب میرٹھی نے انوار ساطعہ میں جو حدیثیں اس مدعا کے ثابت کرنے کے لیے پیش کی ہیں کہ ملک الموت اور شیطان علیہ اللعن کو اکثر مواقع زمین کا علم حاصل ہے وہ قابل قبول ہیں یا نہیں۔

جواب۔ قابل قبول تو سائل کے پیشوا مولوی خلیل احمد و مولوی رشید احمد مان چکے ہیں دیکھو براہین قاطعہ۔

سوال ۱۹۔ اگر کسی نبی یا ولی کی نسبت چند اشیاء غائبہ کا علم مطلقاً یا کسی خاص وقت میں نص سے ثابت ہو یا ثابت صرف علم مطلق الغیب ہو نہ العلم المطلق للغیب المطلق تو ایسے شخص کی نسبت کسی خاص شے کو جو اشیاء غائبہ معلومہ میں داخل نہ ہو یا دخول و عدم دخول کا علم نہ ہو یا دخول معلوم ہو مگر وقت مخصوص کے سوا دوسرے وقت ہو۔ معلوم کہا جائیگا یا غیر معلوم یا کیا۔ اگر ایسے شخص کی نسبت زید یہ کہے کہ مجھکو اس خاص علم کے متعلق کوئی نص معلوم نہیں اور نص سابق اس کو متناول نہیں لہٰذا میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ علم حاصل ہے یا نہیں۔ اگر دیا گیا ہے تو ہے ورنہ نہیں۔ تو کیا یہ عقیدہ کفر ہے یا اس میں اس نبی یا ولی کی توہین ہے۔

جواب۔ اس سوال میں وہابیہ کے عقیدہ کی جھلک ظاہر ہوگئی جس کو چھپانے کے لیے تصنع اور ریا کے پردے ڈالے جاتے ہیں۔ شرطیکہ کے پیرایہ میں سائلانہ اپنے عقیدہ کا اس طرح بیان کیا۔

اگر کسی نبی یا ولی کی نسبت چند اشیاء غائبہ کا علم
مطلقاً یا کسی خاص وقت میں نص سے ثابت ہو۔

(سیف یمانی ص۱۲۶)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وہابیہ کے اعتقاد میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اشیاء غائبہ میں سے چند گنتی کی دو چار چیزوں کا علم نص سے ثابت ہے اور بس یہ وہی بات ہے جو اس کے پیشوا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کی نسبت کہہ گئے ہیں۔ کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

(براہین قاطعہ صد ۵۱)

اس پر مکاری یہ ہے کہ اس کتاب کے اول میں اپنا عقیدہ یہ ظاہر کرتا ہے۔

کہ ہمارا اور ہمارے تمام اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے جس قدر علوم کمالیہ
عطا فرمائے اتنے ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین کی پاک
جماعت میں بھی کسی کو نہیں دیے۔ (سیف یمانی صد ۷)

کہاں تو یہ نمائشی اظہار اور کہاں چند اشیاء غائبہ کا علم بتانا۔

بیشک جو شخص حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو گھٹائے اور چند اشیاء غائبہ کے علم سے آپ کے علم عظیم کو تعبیر کرے وہ آپ کے علم عظیم کی تنقیص اور آپ کی توہین کرنے والا ہے۔ وہابیہ کے اس سوال میں کسی نبی یا ولی یا لفظ لانا یہ دھوکے کے لیے ہے۔ بحث خاص علم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے کسی اور نبی کے علم میں نہیں۔

سوال ۲۰۔ اگر کسی ذلیل ترین مخلوق کو کسی ادنیٰ درجہ کی چیز کا علم کسی نص سے ثابت ہو اور کسی نبی یا ولی کی نسبت اس خاص چیز کا علم منصوص نہ ہو تو اگر اس چیز کا علم اوّل کو ثابت کیا جائے نہ ثانی کو تو کیا اس میں اول کی تعظیم و توقیر اور ثانی کی توہین و تذلیل ہو گی۔ اور کیا یہ ثابت کرنے والا شخص کافر ہو جائیگا۔

جواب۔ اس سوال میں بھی کید ہے کہ اثبات عدم کو عدم اثبات بنایا ہے توہین تو ذلیل کا مقابلہ کرنے سے ہو جاتی ہے۔ کیا اگر یہ کہہ دیا جائے کہ شیطان لعین کے لیے جو علوم ثابت ہیں مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی

کو حاصل نہیں ۔ اور مولوی رشید احمد اور مولوی اشرف علی ان علوم میں شیطان کی برابر بھی نہیں چہ جائیکہ زیادہ ۔ کیا وہابی کے نزدیک اسمیں مولوی اشرف علی و مولوی رشید احمد کی تنقیص نہیں ہے ذرا اس کو سوچو اور شرماؤ۔

سوال ۲۱ ۔ جس کے نزدیک ملائکۃ اللہ حضرات انبیاء علیہم السلام سے عموماً اور حضرت جبرائیل حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصاً افضل اور برتر ہوں اس کا کیا حکم ہے وہ مسلمان ہے یا کافر۔

(۲۲) جس کا عقیدہ ہو کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا علم ملائکہ کے علم کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتا وہ مسلمان ہے یا نہیں۔

جواب ۔ اس سوال کا جواب تو آپ نے گھر ہی میں حل کر لیا ہوتا سیف یمانی کے اول میں مولوی خلیل احمد انبیٹھی و مولوی رشید احمد گنگوہی کی طرف نسبت کر کے یہ عبارت لکھی ہے ۔

کوئی ادنیٰ مسلم بھی فخر عالم علیہ الصلوٰۃ کے تقرب و شرف کمالات میں کسی کو مماثل آپ کا نہیں جانتا ۔ (سیف یمانی صـ)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ جو کسی کو سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مماثل جانے وہ مولوی خلیل احمد انبیٹھی و رشید احمد گنگوہی کے نزدیک ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی نہیں چہ جائیکہ افضل و برتر جاننا۔

اسی کے ساتھ سیف یمانی میں مولوی اشرف علی تھانوی کی یہ عبارت لکھی ہے۔

بفضلہ تعالیٰ ہمیشہ سے میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ آپ کے افضل المخلوقات فی جمیع الکمالات العلمیہ والعملیہ ہونے کے باب میں یہ ہے ع (سیف یمانی صـ)

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

پوچھو مولوی اشرف علی تھانوی سے کہ اس عقیدہ کے مخالف کو تم مسلمان

جانتے ہو یا کافر۔

سوال ۲۳۔ جو شخص نفس انعقاد مجلس میلاد کو (اگرچہ اس میں اور منکرات نہ ہوں) بدعت اور ممنوع کہے (جیساکہ علامہ ابن الحاج صاحب مدخل وغیرہ کی تصریحات سے ظاہر ہے) اس کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے وہ اہلسنت میں داخل ہے یا نہیں۔

جواب۔ نفس انعقاد مجلس میلاد کو جسمیں منکرات نہوں ممنوع کہنے کی نسبت کی علامہ ابن الحاج کی طرف افترا ہے۔

سوال ۲۴۔ جو شخص مجلس میلاد کو (درصورتیکہ اسمیں اور منکرات راگ وغیرہ بھی نہ ہوں) محض سد اللباب منع کرے (جیساکہ حضرت امام ربانی رح نے مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے) آپ اس شخص کو گروہ اہل سنت میں داخل سمجھتے ہیں یا اس گروہ سے خارج۔

جواب۔ اس کا جواب مسئلہ میلاد شریف کی بحث میں مذکور ہو چکا۔

سوال ۲۵۔ جو مسائل نہ امام صاحب کے زمانہ میں موجود تھے نہ بعد میں ایک زمانہ تک موجود ہوئے نہ اس کا حکم فقہ میں مندرج ہوا اور اس صورت کے پیش آنے کے بعد علمائے وقت نے اس کا حکم بیان فرمایا۔ اس حکم کے نہ ماننے سے بھی آدمی حنفیت یا تقلید سے خارج ہو سکتا ہے یا نہیں۔

جواب۔ علمائے وقت نے وہ حکم کہاں سے بیان فرمایا۔ اپنے دل سے محض بے سند یا کلام فقہا و کلام فقہ سے اخذ کیا۔ بر تقدیر ثانی اس کا ضد و نفسانیت سے نہ ماننے والا فقہ کا مخالف اور اسیر نفس ہے۔

سوال ۲۶۔ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی کا قائل ہو اور اس کے ساتھ خاتمیت رتبی بھی حضور کے لیے ثابت کرے وہ مسلمان ہے یا کافر۔

جواب۔ اگر وہ یہ کہے کہ عوام کے خیال میں تو آپ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں یعنی خاتمیت منصوصہ

کو آخریت کے معنی میں لینا نافہم عوام کا خیال بتائے اور آخریت کی فضیلت کا منکر ہو اور اس کو مقام مدح میں قابل ذکر نہ سمجھے اور خاتمیت کے ایسے معنی گڑھے کہ آپ کے زمانہ کے بعد نبی تجویز کر لینا اس کے خلاف نہ ہو وہ بیشک نص قطعی کے معنی منقول و متواتر کا منکر اور کافر ہے۔

سوال ۲۷۔ کیا یہ جائز نہیں کہ قرآن عزیز کی کسی آیت کریمہ کی مشہور و ماثور تفسیر کو تسلیم کرتے ہوئے کوئی اور نکتہ اس سے نکالا جائے۔

جواب۔ کسی تفسیر مشہور و ماثور کو عوام اور نافہموں کا خیال بتانا اور اس معنی کے مراد ہونے سے کلام الٰہی کی بے ربطی کا مدعی ہونا تفسیر ماثور کی تسلیم نہیں بلکہ شدید مخالفت اور توہین ہے۔

سوال ۲۸۔ قرآن عظیم کے اوصاف میں جو لاتنقضی عجائبہ حدیث شریف میں وارد ہے اس کی آپ کے نزدیک کیا مراد ہے۔

سوال ۲۹۔ کیا آپ حضرات کو یہ تسلیم ہے کہ آیت قرآنیہ کے لیے ایک ظہر ہے اور ایک بطن اگر تسلیم نہیں تو حدیث لکل آیۃ منہا ظہر، و بطن، کا کیا جواب ہے اور اگر تسلیم ہے تو بتلایا جائے کہ ظہر و بطن سے کیا مراد ہے۔

سوال ۳۰۔ جس وقت آیت کے باطنی معنی لیے جائیں تو کیا اس وقت ظاہری معنی متروک ہو جاتے ہیں یا بیک وقت دونوں مراد ہوتے ہیں۔

سوال ۳۱۔ باطنی معنی کے بیان کرنے کا حق کس شخص کو حاصل ہے اس کے لیے کس علم کی ضرورت ہے۔ اور ان معنی کے صحت کے کیا شرائط ہیں مفصل جواب دیا جائے۔

جواب۔ حدیث۔ من قال فی القران برایہ فلیتبوأ مقعدہ من النار، دوسری روایت میں ہے من فسر القران برایہ فقد کفر تفسیر بالرائے کو شریعت نے منع فرمایا کسی کی رائے فاسد جو تفسیر ماثور و مشہور کے خلاف بھی ہو عجائب قرآن میں سے نہیں بلکہ مخالفت قرآن ہے۔

سوال ۲۲۔ کسی حدیث کو اگر بوجہ ظاہری تعارض کے کسی نے متروک کیا ہو تو کیا جبکہ اس کے معنی صحیح بھی بن سکیں اسوقت بھی وہ متروک ہی رہے گی۔ آجکل کے علماء میں سے اگر کوئی شخص معنی غیر متعارض بیان کرے تو وہ قابل قبول ہوں گے یا نہیں اگر نہیں تو کس وجہ سے کیا ہمارا ہمعصر یا قریب العہد ہونا وجہ رد ہے یا کوئی دوسری وجہ۔

جواب۔ دیکھا جائیگا کہ ترک کی وجہ کیا ہے اور جو معنی کوئی شخص بیان کرتا ہے وہ شرع کے خلاف تو نہیں اور وہ عبارت اس معنی کے متحمل بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

سوال ۲۳۔ اثر ابن عباس دربارۂ خواتم سبعہ صحیح الاسناد ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں۔ اور اگر صحیح ہے تو اس کے کیا معنی ہیں۔ اگر آپ صحیح معنی بیان نہ کریں تو کیا وہ حدیث صرف اس وجہ سے غلط ہو سکتی ہے۔ اور کیا دوسرے علماء زمانہ بھی آپ کی سمجھ کے مکلف ہوں گے اور آپ کی برائے انپر حجت ہو گی۔

۲۴۔ جب کسی حدیث کے معنی بظاہر نہ معلوم ہوں تو اس کو غلط کہہ دینا ہی قاعدہ کلیہ ہے یا کہیں اس قاعدہ کے خلاف بھی کیا گیا ہے۔

جواب۔ یہ اثر شاذ المتن معلول الاسناد ہے۔ مخرجین اس کے طبقہ ثالثہ اربعہ میں سے ہیں اور مجرد روایت طبقہ ثالثہ و اربعہ قابل احتجاج نہیں۔ یہ مسئلہ اعتقادی ہے جس کے لیے مولوی خلیل احمد انبیٹھی مولوی رشید احمد گنگوہی بھی تصریح کرتے ہیں کہ حدیث احاد کافی نہیں۔

عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں۔ بلکہ قطعی ہیں۔ قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں۔ (براہین صـ۵۱)

وہابیہ کے پیشوا مولوی اسحاق صاحب تو باب اعمال و عبارات میں بھی غیر صحاح کی حدیث کو قابل حجت نہیں مانتے دیکھو مائۃ مسائل جس میں لکھتے ہیں۔

این حدیث از صحاح نیست کہ محل سخن نباشد بلکہ ازاں کتب
کہ دراں کتب احادیث ہر قسم صحیح وحسن ضعیف بلکہ موضوع
ہم یافتہ می سود (الی ان قال) وقتیکہ یقین بر صحت ایشاں
نہ شد۔ در مقام استدلال بر جواز شئے وعدم آں آوردن نہ شاید۔

اور یہاں تو باب اعمال نہیں باب عقائد ہے پھر یہ اکثر بکثرت احادیث صحیحہ کے خلاف اور خود حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری روایت کے خلاف اور نص قطعی قرآنی کے خلاف کس طرح قابل قبول ہو سکتا ہے۔

**سوال ۳۵**۔ جو شخص اولیاء کرام کے مزارات پر بقصد زیارت جانے کو منع کرے وہ اہل سنت میں داخل ہے یا نہیں۔

**جواب**۔ یہ قول خلاف سنت ہے قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا۔

**سوال ۳۶**۔ جو شخص عرس کو ممنوع اور ناجائز بتلائے (جیسا کہ حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحب اور حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے۔) اس کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے۔

**جواب**۔ جو عرس ممنوعات شرعیہ سے خالی ہوں انکو ناجائز بتانا باطل اور قواعد شرعیہ کی مخالفت ہے قاضی ثناء اللہ صاحب کی طرف اس کی طرف اسکی نسبت غلط ہے۔ وہابیہ نے انکی کتابوں میں بہت الحاق کئے ہیں۔

**سوال ۳۷**۔ کیا نماز کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی دوسرے واجب الاحترام ہستی کی طرف صرف ہمت کرنا یعنی ہر طرف سے حتیٰ کہ اللہ عزوجل کی طرف سے بھی قصداً اپنی توجہ پھیر کر آنحضرت یا کسی دوسرے بزرگ کو مرکز توجہ بنا لینا درست ہے یا نہیں۔ مدلل لکھا جائے۔

**جواب**۔ لفظ صرف زبان فارسی میں پھیرنے کے معنی میں شاید ہی صرف کیا جاتا ہو عربی میں بھی یہ لفظ جب پھیرنے کے معنی میں آتا ہے تو اس کے ساتھ

عن کا صلہ ہوتا ہے ۔
یہ صاحب سیف یمانی کی تحریف ہے کہ لفظ صرف کو پھیرنے کے معنی میں لیتا ہے ۔
اور صراط مستقیم میں تو اس کے یہ معنی ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ اس کی علت لکھی ۔ کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسویدا ے دل انسان می چسپد ۔ یہ عبارت صاحب سیف یمانی کا رد کرتی ہے ۔ کہ صرف یہاں پھیرنے کے معنی میں نہیں ہے ورنہ لازم آئیگا کہ جس کا خیال تعظیم و اجلال کے ساتھ نہ آئے اس کی طرف توجہ کو پھیرنا اور خدا کی طرف سے توجہ کا ہٹانا وہابیہ کے نزدیک نماز میں جائز ہو ۔
سوال ۲۸ ۔ نماز کی حقیقت اور خشوع وخضوع کی تعریف بتلائی جائے نیز حدیث شریف (تعبد اللہ کانک تراہ) کا مطلب بیان کیا جائے ۔
جواب ۔ خضوع وخشوع یہ ہے کہ بندہ نہایت عاجزی اور اخلاص کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں متوجہ ہو اور جو اذکار و تسبیحات پڑھتا جائے ان کے معانی پر نظر رکھے حتیٰ کہ تشہد میں اور درود میں جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک آئے تو آپ کی رسالت کی شہادت دینے اور آپ کی طرف عرض صلوٰۃ وسلام کیساتھ متوجہ ہونے کا قصد کرے ۔
سوال ۲۹ ۔ آپ نے تقویۃ الایمان سے حضرت شہید مرحوم کی یہ عبارت نقل کی ہے ۔ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے اس کے بعد یہ منطق آپ نے جاری کی ہے کہ ہر بڑے چھوٹے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام حضرات انبیاء و اولیاء کرام علیہم السلام داخل ہیں ۔ لہذا یہ ان تمام حضرات کی توہین ہے ۔ اسوقت ہمارے سامنے سلطان الاولیاء حضرت خواجہ نظام الدین رحمہ اللہ کے ملفوظات مسمی بفوائد الفواد ہیں اس کے صد۱۰۱ پر ہے ۔

ایماں کسی تمام نشود تا ہمہ خلق نزد او ہمچنان نمایند کہ
پشکے شتر ۔

یعنی کسی کا ایمان اسوقت تک کامل نہیں ہو سکتا جبتک کہ ساری مخلوق اس کے نزدیک اونٹ کی مینگنی کے برابر نہ ہو۔

اور حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے عوارف المعارف کے صفحہ ۵۴ پر ہے۔

لا یکمل ایمان امرء حتی یکون الناس عندہ کالا باعر۔

کسی شخص کا ایمان اسوقت تک کامل نہیں ہو سکتا جبتک تمام لوگ اس کے نزدیک مینگنیوں کی طرح نہ ہوں۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ آپ کی وہ منطق ان دونوں عبارتوں میں بھی جاری ہوتی ہے یا نہیں اگر نہیں تو وجہ فرق کیا ہے کیا تم مخلوق اور تمام لوگوں میں حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام داخل نہیں۔ اور اگر جاری ہوتی ہے تو کیا آسمان ولایت کے یہ دونوں آفتاب و ماہتاب بھی آپ کے نزدیک ایسے ہی کافر ہیں جیسے کہ حضرت شہید مظلوم۔ بینوا توجروا۔

جواب۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ یہ عبارتیں اسی طرح ان کتابوں میں ہیں تو بھی اسمیں اور عبارت تقویت الایمان میں زمین آسمان کا فرق ہے کیونکہ یکون الناس اور ہمہ خلق کے ابہام سے دنیا و اہل دنیا مراد ہیں نہ اہل اللہ۔ اور خاصان حق اور تقویت الایمان کی عبارت میں ہر مخلوق کا لفظ ہے اور بڑے چھوٹے کی تفصیل کی گئی۔

مخلوق میں بڑے انبیاء ہیں علیہم السلام تو یہ گستاخی شانِ انبیاء میں ہے اور ساری مخلوق میں حضرات انبیاء و اولیاء کرام ہی پر حملے ہیں۔ کہیں لکھا ہے۔ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویت الایمان)

کہیں لکھا ہے۔ سب انبیاء اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (تقویت الایمان)

اس قسم کے تمام کلمات نے صاف کر دیا کہ تقویت الایمان کی اس عبارت

میں بھی بڑے مخلوق سے انبیاء ہی مراد ہیں۔

سوال ۴۰۔ اگر کوئی شخص بلا استثناء تمام مغیبات کا علم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مانے۔ اس کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے۔ عقائد اہلسنت اور فقہ حنفی کی کتابوں میں ایسے شخص کے متعلق کیا لکھا ہے۔

جواب۔ اگر بعطائے الٰہی مانے اور ذاتی کا معتقد نہ ہو تو اس پر شرک وکفر کا حکم نہیں کیا جا سکتا۔ شرح عقائد میں ہے۔

قال فی البدایۃ ان العلم منا موجود وعرض وعلم محدث وجائز الوجود ویتجدد فی کل زمان فلو اثبتنا العلم صفۃ اللہ تعالیٰ لکان موجودا وصفۃ قدیمۃ وواجب الوجود ودائما من الازل الی الابد فلا یماثل علم الخلق بوجہ من الوجوہ ھذا کلامہ فقد صرح بان المماثلۃ عندنا انما یثبت بالاشتراک فی جمیع الاوصاف حتی لو اختلفا فی وصف واحد انتفت المماثلۃ۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو ذاتی وعطائی کا فرق کرتا ہو۔ قدیم وحادث کا فرق کرتا ہو واجب وممکن کا فرق کرتا ہو اس نے مماثلت ثابت نہیں کی۔ اس پر شرک کا حکم نہیں دیا جا سکتا یہ دوسری بات ہے کہ اس شخص کا خیال صحیح ہے یا غیر صحیح۔ مدارج النبوۃ میں ہے۔

بعضے از عرفاء کتابے نوشتہ اثبات کردہ کہ آنحضرت را تمامہ علوم الٰہی معلوم ساختہ بودند وایں سخن بظاہر مخالف بسیارے از ادلہ است تا قائل آں چہ قصد کردہ باشد۔

اگرچہ حضرت شیخ نے اس قول کو مخالف ادلہ کثیرہ بتایا لیکن پھر بھی اس کے قائل کو عرفاء میں شمار کیا۔

**سوال ۴۱** - اگر کوئی شخص تیجے۔ دسویں۔ چالیسویں۔ برسی وغیرہ رسوم مروجہ بعد الموت کو ان وجوہ سے ناجائز سمجھے جو پہلے مذکور ہوئیں تو وہ آپ کے نزدیک اہل سنت میں داخل ہے یا خارج۔

**جواب** - خارج ہے۔ کیونکہ ایصال ثواب کو طرح طرح کے حیلوں سے روکنا بے دین وہابیہ کا شعار ہے۔

**سوال ۴۲** - اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہو اور اس کی بعض صورتیں ایسی بھی ہوں جو بالاتفاق جائز ہوں تو مختلف فیہا کو کرنا بہتر ہے یا متفق علیہا کو۔

**جواب** - بدمذہبوں کا انکار قابل التفات نہیں۔

**سوال ۴۳** - آج کل شادی و غمی ایصال ثواب عبادات میں کچھ بدعات سیئات بھی رائج ہیں یا کل مستحب ہی ہیں۔ اگر کچھ رائج ہیں تو کیا ہیں۔ مفصل لکھا جائے۔

**جواب** - ناچ۔ گانا۔ بجانا۔ آتشبازی۔ شادی میں اور ایصال ثواب و خیرات و ذکر و تلاوت سے روکنا۔ غمی میں بدعات سیئات ہیں۔

**سوال ۴۴** - اگر کسی موقع پر کوئی طریقہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا صحابہ یا تابعین یا ائمہ مجتہدین سے ثابت ہو تو اس کو ترک کر کے دوسرا طریقہ ایجاد کرنا یا اس میں زیادتی مختلف فیہا پیدا کرنا بہتر ہے یا اسی پر اقتصار کرنا مناسب ہے۔

**جواب** - اگر اس میں مصلحت دینی ہو تو بہتر ہے جیسے آج کل لشکر اسلام کا بجائے تیر و تلوار کے بندوق و توپ استعمال کرنا اور تعلیم گاہوں میں مدرس نوکر رکھنا۔ درجے معین کرنا۔ نصاب مقرر کرنا۔ تعطیلیں۔ دستار بندیاں۔ امتحان وغیرہ۔

معاندین کے عناد و انکار کو اختلاف نہیں کہتے نہ اس سے کوئی مسئلہ مختلف فیہ ہو۔

**سوال ۴۵** - زید کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطائی حاصل تھا بایں معنی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک ایسی قوت مدرکہ عطا فرما

دی تھی جس سے آپ خود بخود بغیر تعلیم خداوندی غیب کی چیزوں کا ادراک فرما لیتے تھے۔ بتلایا جائے کیا زید کا یہ عقیدہ صحیح اور مذہب اہلسنت کے مطابق ہے اگر نہیں تو یہ شخص اس عقیدہ کی وجہ سے کافر ہے یا مسلمان۔ اگر مسلمان ہے تو اہلسنت میں داخل ہے یا خارج۔

جواب۔ زید بفضلہ مسلمان سُنی ہے۔ چنانچہ زرقانی نے شرح مواہب میں امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ نقل کیا۔

ثالثها ان له صفة بها يبصر الملئكة ويشاهدهم كما ان للبصير صفة بها يفارق الاعمى رابعها ان له صفة بها يدرك ما سيكون في الغيب۔

سوم یہ کہ نبی کو ایک وصف ایسا حاصل ہوتا ہے۔ جس سے وہ ملئکہ کو دیکھتے اور انکا مشاہدہ کرتے ہیں۔ جسطرح کہ بینا کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس کے باعث وہ نابینا سے ممتاز ہے چہارم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے آئندہ کے غیبی امور کا ادراک کرتے ہیں۔

سوال ۴۷۔ کیا آپ کے نزدیک شرک میں تشکیک ہے؟ کیا آپ شرکٌ دون شرکٍ کے قائل ہیں۔

۴۷۔ کیا آپ کے نزدیک یہ صحیح ہے کہ قرآن وحدیث میں بعض مواقع پر ایسے کاموں پر بھی (تغلیظاً یا کسی دوسری وجہ سے) شرک کا اطلاق کر دیا گیا ہے جنکی وجہ سے انسان کافر ابدالآباد کے لیے جہنم کا مستحق نہیں ہوتا۔

جواب۔ شرک دو طرح کا ہوتا ہے جلی و خفی اور عند الاطلاق اس سے جلی ہی متبادر ہوتا ہے جس کا فاعل ایمان سے خارج اور ہمیشہ کے لیے جہنمی ہو جاتا ہے۔

سوال ۴۸۔ جس شرک کے متعلق قرآن عزیز میں ارشاد ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الآیہ اس کی جامع مانع تعریف کیا ہے بحوالہ کتب معتبرہ بیان ہو۔

**جواب** - غیر خدا کے لیے الوہیت واستحقاق عبادت ثابت کرنا۔

الاشراک ھو اثبات الشریک فی الالوھیۃ بمعنی وجوب الوجود کما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادۃ کما لعبدۃ الاصنام۔ (شرح عقائد صا۶)

**سوال ۴۹** - جو شخص کہے کہ مجاہدات وریاضات میں بعض امتی اپنے نبی سے بڑھ جاتے ہیں اس کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے۔

**جواب** - امتی کا نبی سے مقابلہ ترک ادب ہے۔

**سوال ۵۰** - عشرہ محرم میں امام حسین رضؓ کے نام کی سبیلیں لگانا لنگر لٹانا جس سے روافض کی رسوم تعزیہ داری کی رونق بڑھتی ہو۔ آپ کے نزدیک کیسا ہے اور تعزیہ داری کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے۔

**جواب** - سبیلیں لگانا لنگر تقسیم کرنا صدقہ خیرات ہے اس کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے۔ سُنی امام جلیلین کے لیے ایصال ثواب کرتے ہیں اس میں انھیں روافض کی موافقت کا اصلا خیال بھی نہیں ہوتا۔ اور عام طور پر روافض ان کے پاس بھی نہیں پھٹکتے مگر خوارج وہابیہ ان امور خیر کو روکنے کے لیے طرح طرح کے حیلے اور ہتکنڈے سے کام لیتے ہیں۔

**سوال ۵۱** - جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالٰی نے حضرات اولیاء کرام کو ایسی قدرت دے دی جس کی وجہ سے اب وہ بالکل مختار ہیں۔ مریض کو چاہیں اچھا کریں۔ اچھوں کو چاہیں بیمار کر دیں۔ جسکو چاہیں دیں۔ جسکو چاہیں نہ دیں سب کچھ ان کے اختیار میں ہے ایسے شخص کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے۔

**جواب** - جو شخص اللہ کی عطا کی ہوئی قدرت سے ان کے لیے تصرف واختیار ثابت کرتا ہے وہ بالکل حق پر ہے اور حدیث و قرآن کے بالکل مطابق کہتا ہے۔

**حدیث** - عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان اللہ تعالیٰ قال من عادے لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشئی احب الی مما افترضت علیہ ومایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصرہ بہ ویدہ اللتی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا وان سالنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنہ وما ترددت عن شئی انا فاعلہ ترددی عن نفس المومن یکرہ الموت وانا اکرہ مساءتہ ولابدلہ منہ رواہ البخاری۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۷)

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ شعر ؎

اولیاء راہست قدرت از الٰہ　　تیر جستہ باز گرداند ز راہ

**سوال ۵۲**۔ مشرکین عرب اپنے معبودان باطل کے لیے جو قدرت و تصرف ثابت کرتے تھے وہ اس کو ذاتی مانتے تھے یا عطائی۔ مدلل لکھا جائے۔

**سوال ۵۳**۔ کیا وہ اپنے ان چھوٹے معبودوں کو خدا کا مخلوق اور اس کا محکوم اور مملوک نہیں جانتے تھے۔ کیا احادیث میں اس کا کچھ ذکر ہے۔

**جواب**۔ مشرکین اپنے بتوں کے لیے جو قدرت و تصرف مانتے ہیں وہ ذاتی اور استقلالی ثابت کرتے ہیں چاہے انکو خدا سے چھوٹا بھی سمجھتے ہوں۔

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ عزیزیہ میں فرماتے ہیں۔

پرستش ایں چیز ہا بنا بر اعتقاد استقلال وقدرت است کہ کفر محض است۔

**سوال ۵۴**۔ جو چیز شرک ہے وہ تمام مخلوقات کی نسبت شرک ہے یا کوئی چیز ایسی بھی ہے کہ بعض مخلوقات کو ثابت کیا جائے تو شرک ہو اور بعض کے لیے ثابت کیا جائے تو شرک نہ ہو اگر ہے تو وہ کونسی صفت ہے اور وہ کون بشر ہے جس کے لیے اس صفت کا ثابت کرنا شرک نہیں۔

**جواب** - جس چیز کا اثبات کسی ایک کے لیے شرک ہے اس کا اثبات ہر ہر فرد مخلوقات کے لیے شرک ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک چیز کا اثبات بعض کے لیے شرک ہو اور بعض کے لیے نہ ہو جیساکہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھی کا عقیدہ ہے کہ علم محیط زمین کا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت کرنا تو شرک اور شیطان کے لیے نص سے ثابت۔ یہ باطل محض ہے۔

**سوال ۵۵** - صفات مختصہ باری تعالیٰ کون کون سی ہیں جو بشر میں نہ بالذات پائی جا سکتی ہیں نہ بالعرض یا ایسی کوئی بھی صفت نہیں۔

**جواب** - کسی مخلوق کی نسبت گو وہ ولی یا نبی کیوں نہ ہو یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ جمیع اشیاء پر قادر ہے تمام مخلوق کا پیدا کرنا - مارنا - جلانا - رزق دینا - مریض کرنا - تندرست کرنا - غرض جو کچھ کہ دنیا میں ہو رہا ہے اسی کے قدرت اور اسی کے فعل سے ہو رہا ہے - وہی مارتا ہے وہی جلاتا ہے۔ جسقدر انعامات مخلوقات پر ہو رہے ہیں اسی کے جود و کرم کا نتیجہ ہیں - لیکن یہ سب کچھ باذن اللہ ہے - خدا نے اسے ایسی قدرت دے دی ہے کہ وہ اپنے اختیار سے سب کچھ کرتا ہے اور اس معاملہ میں بالکل مستقل ہے اصل فاعل وہی ہے اللہ تعالیٰ تو محض معطی قدرت ہے بتلایا جائے کہ ایسا عقیدہ رکھنا شرک و کفر ہے یا نہیں۔

**جواب** - ایسا عقیدہ ہی ممکن نہیں کہ جمیع اشیاء میں خود وہ شخص بھی ہوگا اس کے لیے کس طرح یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنا خود ہی خالق ہے اور اپنے وجود سے خود مقدم ہے - یہ سوال صاحب سیف یمانی کے حواس کا اختلال ہے۔

**سوال ۵۷** - زید کا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں حضور کے بعد ختم نبوت کا دعویٰ کفر محض ہے جسمیں کوئی احتمال اسلام کا نہیں لیکن باانیہمہ کسی اور نبی ... کے آنے کو ممتنع بالذات نہیں سمجھتا بلکہ ممتنع بالغیر ممکن بالذات سمجھتا ہے بتلایا جائے کہ اس ... صورت میں زید مسلمان ہے یا کافر۔

**جواب** - بعد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دوسرے

نبی کے آنے کو ممتنع بالغیر کس دلیل سے سمجھتا ہے۔ اور کسی کے دعوے نبوت کو بعد خاتم انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کفر کس برہان سے جانتا ہے وہ دلیل حضور کے بعد دوسرے نبی کا آنا ممتنع بالذات بتاتی ہے یا بالغیر سائل کا جواب تو دیدیا گیا ان کان له فهم لیکن اس کا یہ سوال بحث سے بیگانہ ہے۔

**سوال ۵۸** - مفہوم کا حصر واجب بالذات ممتنع بالذات ممکن بالذات ہیں عقلی یا غیر عقلی۔

**جواب** - سوال متضمن ادعائے حصر مفہوم فی المواد الثلٰث ہے وہو باطل لان المفہوم موجود ذہنی والموجود بای نحو کان لاینقسم الی معدوم فضلا عن الممتنع۔ لہذا یہ سوال جہل سائل کا کاشف حال ہے۔ ابھی تک اس کو مفہوم کے معنی ہی نامفہوم ہیں۔

**سوال ۵۹** - ان میں سے کسی ایک قسم کا انقلاب دوسرے قسم کی طرف ممکن بالذات یا ممتنع بالذات۔

**سوال ۶۰** - کوئی واجب بالذات یا ممتنع بالذات کسی موجود ممکن کا جزو ہو سکتا ہے۔

**جواب** - مواد ثلٰث باہم متقابلات ہیں وحکمہا حکم المتقابلات جسطرح سیف یمانی کا تصنیف کرنا یا نہ کرنا ہر ایک قبل تصنیف مصنف کے تحت قدرت و اختیار تھا اب بعد تصنیف بھی اس کا سرے سے تصنیف نہ کرنا اپنے حال سابق پر مقدور تحت اختیار ہے یا نا ممکن ہو گیا اور صاحب سیف یمانی کا پیدا کرنا اور اس کو وجود سے بالکل محروم رکھنا دونوں ممکن کی مقدور جانبین ہیں لیکن بعد پیدا کر دینے کے آفرینش سے مطلقاً محروم رکھنا اور سرے سے اس کی خلقت ہی نکرنا مقدور باری ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیا ممکن ممتنع ہو گیا۔

**سوال ۶۱** - جس قدر ممکن بالذات ہیں وہ سب قدرت باری میں داخل ہیں یا نہیں۔

۶۲ - کسی ممکن بالذات کو قدرت الٰہیہ سے خارج مان لینا مستلزم انکار الوہیت کو ہے یا نہیں۔

سوال ۶۳ - ہر واجب بالغیر اور ممتنع بالغیر کا ممکن بالذات ہونا ضروری ہے یا نہیں۔
سوال ۶۴ - شریعت میں کسی چیز کے واجب بالغیر یا ممتنع بالغیر ہونے کا ثبوت ملتا ہے یا نہیں۔
سوال ۶۵ - ممتنع بالغیر اور ممتنع بالذات عدم وقوع میں دونوں برابر ہیں یا نہیں۔ اول داخل قدرت اور ثانی خارج عن القدرت ہے یا نہیں اسکو بھی واضح کر دیا جائے کہ قدرت کے کیا معنی ہیں۔
سوال ۶۶ - ہر واجب بالغیر یا ممتنع بالغیر باوجود ضرورت وقوع یا عدم وقوع کے داخل قدرت ہے یا نہیں اور جانب مخالف تحت القدرت ہے یا نہیں۔

**جواب** - تمام ممکنات بالذات کا ایک حال نہیں کون کہہ سکتا ہے کہ صفات آلہیہ تحت قدرت ہیں۔ قدرت وحیات خود صفات میں سے ہیں۔ اور صفات مذہب متکلمین پر زائد علی الذات اور جو زائد علی الذات ہو وہ واجب بالذات نہیں۔
• شرح مواقف میں ہے۔ القدرۃ صفۃ زائدۃ علی الذات لما بینا من اثبات زیادۃ الصفات علی وجہ اعم تو اب صفات متکلمین کے نزدیک واجب بالذات نہیں ہوئیں۔ شرح عقائد نفسی میں ہے۔ فالاولی ان یقال المستحیل تعدد ذوات قدیمۃ لا ذات وصفات وان لا یجترأ علی القول بکون الصفات واجبۃ الوجود لذاتہا بل یقال ہی واجبۃ لا لغیرہا بل لما لیس عینہا ولا غیرہا اعنی ذات اللہ تعالیٰ وتقدس ویکون ہذا مراد من قال الواجب الوجود لذاتہ ہو اللہ تعالیٰ وصفاتہ یعنی انہا واجبۃ لذات الواجب تعالیٰ وتقدس واما فی نفسہا فہی ممکنۃ۔ (شرح عقائد نفسی صـ۹۸)
سائل نااہل اگر کچھ بھی خرد سے بہرہ رکھتا ہے تو اپنے مجموعہ نمبروں کے جوابات شافی اور کافی اس عبارت میں پائیگا صرف تعریف قدرت باقی رہ جاتی ہے وہ وہ کتب عقائد میں دیکھ لے۔

سوال ۶۷ - جس کی نظیر ممتنع بالذات ہو اس کا واجب بالذات یا ممکن بالذات

ہونا ضروری ہے یا نہیں۔ ؟

**جواب** - نہیں۔

**سوال ۶۸** - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے عقیدہ میں انسان ہیں یا نہیں؟

**جواب** - انسانوں میں سب سے افضل و اعلیٰ سب کے سید و مولیٰ۔

**سوال ۶۹** - انسان نوع ہے یا نہیں ؟

**جواب** - اس پر نہ کوئی دلیل عقلی قائم ہے نہ نقلی کہ افراد انسان کی پوری حقیقت حیوان ناطق ہے۔

**سوال ۷۰** - نوع کے افراد متحد بالذات ہوتے ہیں یا نہیں۔

**جواب** - جواب نمبر ۶۹ میں بتایا جا چکا ہے کہ نوع ہونے پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی قائم نہیں ہے لہذا سوال نمبر (۷۰) بیکار ہے معہذا شرکت فی الماہیۃ النوعیۃ مستلزم شرکت فی النعوت الکمالیۃ الشخصیہ نہیں۔

**سوال ۷۱** - کسی انسان کی نظیر و مثال میں اتحاد زمانہ بھی شرط ہے یا نہیں ؟ اگر شرط ہے تو کیا پھر جس قدر افراد انسان گزر چکے ہیں وہ سب ممتنع النظیر ہیں ؟ اگر ہیں تو یہ امتناع بالذات ہے یا بالغیر اور یہ امتناع نظیر قابل مدح ہے یا نہیں ؟

**جواب** - اگر کسی انسان کی اولیت یا آخریت اس کے حق میں فضیلت ہو اور شرع نے اس کو اس ذات گرامی کے فضائل و کمالات میں داخل فرمایا ہو تو اس کی نظر کے لیے یہ اولیت یا آخریت زمانیہ ضروری ہے کہ فاقدِ فضل صاحبِ فضل کا نظیر نہیں ہو سکتا۔

**سوال ۷۲** - ایک نوع کے بعض افراد ممکن وجود اور بعض ممتنع بالذات ہو سکتے ہیں یا نہیں اگر ہو سکتے ہیں تو تبدل ذات تو لازم نہیں آئیگا ؟

**جواب** - یہ تو سائل اپنے پیشواؤں سے دریافت کرے کہ کیا ایک نوع کے افراد میں سے کسی ایک ممتنع النظیر فرد کا پیدا کرنا قدرت الٰہی میں داخل ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں تو ایک نوع کے بعض افراد ممکن ہوتے ہوئے یہ کیوں ممتنع اور

خارج عن القدرۃ ہوا۔ اور اگر ایسے فرد کا پیدا کرنا تحت قدرۃ ہو تو پھر اس کا نظیر ممتنع ہوگا۔ (ممتنع النظیر سے ایسا فرد مراد ہے جس کا نظیر ممتنع بالذات ہو)۔

سوال ۷۳۔ کسی امر ممکن کی نظیر ممکن بالذات ہی ہوگی یا ممتنع بالذات بھی ہو سکتی ہے۔ کسی ممکن الوجود کلی کے افراد کی نسبت قدرت باری تعالیٰ متناہی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

سوال ۷۴۔ قدرت باری کو جو اہلسنت غیر متناہی کہتے ہیں ان کی اس سے کیا مراد ہے؟

جواب۔ ہر ممکن کے لیے اس کا نظیر ہونا ممکن نہیں۔ اول مخلوق ممکن ہے لیکن اس کے بعد اس کا نظیر ممکن نہیں۔ کلی کے افراد کے لیے قدرت کی عدم تناہی اور چیز ہے اور کسی فرد متصف باوصاف ناقابل اشتراک کی نظیر کا ناممکن ہونا دوسری چیز ہے ایسے لغو سوالوں سے بجز اظہار جہل اور کیا حاصل۔

سوال ۷۵۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام افراد انسانی اور متحد بالذات ہیں یا سب مختلف الماہیات؟ اگر مختلف الماہیات ہیں تو وہ ماہیات مختلف کلیات ہیں یا نہیں؟

جواب۔ منزہ عن شریک فی محاسنہ + فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم

سوال ۷۶۔ اگر علماء کے کلام میں لفظ واجب یا ممتنع پایا جائے تو اس سے بالذات مراد ہوگا یا بالغیر یا قرینہ کا محتاج ہوگا۔

جواب۔ اکثر بالذات پر اطلاق کرتے ہیں۔

سوال ۷۷۔ جو شخص باری عز اسمہ کے کذب کو محال بالغیر اور ممکن بالذات ہونے کی وجہ سے تحت القدرۃ جانے وہ مسلمان ہے یا دائرہ اسلام سے خارج؟

جواب۔ معاذ اللہ کذب وغیرہ قبائح کو حضرت رب العزت کے لیے ممکن جاننا ضلال مبین ہے مسلمان کی شان نہیں۔

سوال ۷۸۔ بعض علماء نے جو قدرت کے دو معنی لکھے ہیں (ایک وہ صفت قدیمہ جو عجز کی ضد ہے اور تمام ممکنات پر حاوی ہے دوسرے تقدیر

جو ممتنعات بالغیر کو شامل نہیں) صحیح ہیں یا نہیں اور کتب شرعیہ میں قدرت کس معنی میں مستعمل ہوتی ہے۔

**جواب** شرح عقائد میں ہے۔ القدرة وهي صفة ازلية توثر في المقدورات عند تعلقها بها" یہ سوال بھی اور سوالوں کی طرح مکرر ہے کہ نمبر ۶۵ میں آچکا ہے۔

**سوال ۷۹۔** مجموعۂ کلام پر قادر رہنا اس کے اجزاء پر قدرت کو بھی مستلزم ہے یا نہیں ؟

**جواب۔** یہی کیوں نہ کہو کہ مجموعۂ کلام کا تکلم اس کے ہر ہر جزو کا تکلم ہے اور نہ مجموعہ کے متکلم پر ایک ایک جزو کے متکلم کے وصف کا اطلاق وہابیت کا مقصد ہے۔

**سوال ۸۰۔** کیا دو چیزوں میں اتحاد ذاتی کے باوجود امکان ذاتی اور امتناع ذاتی کا تغائر ہو سکتا ہے۔

**جواب۔** کونسا اتحاد ذاتی کلی یا شخصی۔ امکان ذاتی کلی کا منافی امتناع ذاتی شخصی کا نہیں۔

**سوال ۸۱۔** مرکب کا وجود اجزاء کے وجود سے ہوتا ہے یا یہ بھی ممکن ہے کہ صرف کل موجود ہو اور اجزاء کل کے کل یا ان میں سے بعض منتفی ہوں ؟

**جواب۔** اجزاء سے کس قسم کے اجزاء مراد ہیں۔

**سوال ۸۲۔** صدق و کذب کلام کی ذاتیات میں سے ہیں یا لوازم ذات میں سے یا لوازم وجود میں سے یا عوارض منفکہ میں سے ؟

**جواب۔** صدق و کذب کلام کے عوارض میں سے ہیں کیونکہ کلام انشاء کو بھی شامل ہے جو صدق و کذب کے ساتھ متصف نہیں ہوتا۔ اور در حقیقت صدق و کذب خبر کی صفتیں ہیں۔

**سوال ۸۳۔** ایک ہی کلام دو وقتوں کے اعتبار سے یا محکی عنہ کے اختلاف کی وجہ سے صدق اور کذب میں مختلف ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

**جواب** - وقتوں کا اختلاف بڑا عجیب ہے۔ دو وقتوں کے اعتبار سے ایک شئے وجود و عدم میں بھی مختلف ہو سکتی ہے لیکن سائل کو یہ تصریح کرنا چاہیے کہ سوال میں کلام سے اس کی مراد کلام قدیم ہے یا کلام حادث۔

**سوال ۸۴** - محقق حیث اطلق نے مسامرہ میں جو صاحب عمدہ کی غلطی نکالی ہے وہ صحیح ہے یا نہیں؟ پھر صاحب مسامرہ کی یہ رائے کہ داخل فی التنزیہ یہی ہے کہ کذب وغیرہ کو تحت القدرۃ مانا جائے اور امتناع کو اختیاری کہا جائے درست ہے یا نہیں؟

**جواب** - مسامرہ محقق علی الاطلاق حضرت امام ابن الھمام کی تصنیف ہی نہیں ہے سائل ہوش درست کرے۔ حضرت موصوف کی تصنیف مسامرہ ہے اور مسایرہ کی طرف مضمون مذکورہ سوال کی نسبت غلط ہے جیسا کہ ہم ص ۱۸۳، ۱۸۴ میں لکھ چکے ہیں۔

**سوال ۸۵** - قاضی بیضاوی کا یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کے وقوع یا عدم وقوع کی خبر دے دینا اس کو مقدوریت سے نہیں نکالدیتا اور علامہ سیالکوٹی کا زبردست الفاظ میں اس کی تائید کرنا مذہب اہلسنت کے موافق ہے یا نہیں؟

**جواب** - سائل بیضاوی کی عبارت کا مطلب نہیں سمجھا اور جو مضمون اس نے حضرت قاضی ناصر الدین بیضاوی کی طرف نسبت کیا یہ اس کا جہل ہے اس کا بیان ص ۱۰۹ و ص ۱۸۰ میں گزر چکا۔

**سوال ۸۶** - علی ہذا میر سید شریف کا یہ فرمانا کہ کذب ان ممکنات میں سے ہے جنکو قدرت خداوندی شامل ہے درست و مطابق اہل سنت کے ہے یا نہیں؟

**جواب** - یہ بھی بہتان ہے کہ میر سید شریف نے معاذ اللہ کذب باری کو ممکن تحت قدرۃ بتایا اس کی پوری توضیح ہم ص ۱۸۱ ص ۱۸۲ میں کر چکے۔

**سوال ۸۷** - یہ چاروں حضرات باب عقائد میں اہل سنت کے امام مانے جاتے ہیں یا نہیں؟

**جواب** - یہ حضرت اہلسنت کے تو پیشوا ہیں مگر وہابیہ اہلِ ضلالت کا مذہب تو اُن کے کلام سے پاش پاش ہوتا ہے وہ کس طمع میں ان کا نام لیتے ہیں۔

**سوال ۸۸** - بھول گیا۔ بھول گیا۔ بھول گیا۔

**جواب** - اس نمبر کا سوال سائل بدحواسی میں چھوڑ گیا۔ اس پراگندہ دماغی میں جو بات کہی ہو اس کا کہاں تک اعتبار ہو سکتا ہے۔

**سوال ۸۹** - خداوند جل وعلیٰ شانہٗ جو اپنے وعدوں اور وعیدوں کو پورا کریگا تو یہ پورا کرنا بالاختیار ہوگا یا بالاضطرار؟ اگر کہا جائے کہ بالاختیار ہے تو مہربانی فرما کر اختیار کے معنی بتلا دیے جائیں؟

**سوال ۹۰** - جن لوگوں کی نسبت باری تعالیٰ نے قرآن عزیز میں یہ خبر دی ہے کہ وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے انکا ایمان لانا ممکن بالذات اور باوجود ممتنع بالغیر ہونے کے داخل قدرت ہے یا نہیں؟

**جواب** یہ سوال کیا ہے حمق ہے مستلزم بالذات کا ممتنع بالذات ہونا کس نے ضروری بتایا ہے۔

**سوال ۹۱** - جن اکابر علماء نے حرمین شریفین کے چار مصلوں کو اچھی نظر سے نہ دیکھا یا ان کی مذمت کی جن کے اسمائے گرامی شامی اور منحۃ الخالق حاشیہ بحرالرائق کے حوالہ سے لکھے جا چکے ہیں وہ آپ کے نزدیک گروہ اہلسنت میں داخل ہیں یا نہیں؟

**جواب** - اکابر علماء کی طرف یہ نسبت کرنا کہ انھوں نے چار مصلوں کو اچھی نظر سے نہ دیکھا جھوٹ و بہتان وجہل ونادانی ہے اس کی تفصیل صـ۱۸۶ و صـ۱۸۷ و صـ۱۸۸ میں لکھی گئی ہے۔

**سوال ۹۲** - کیا قیام مبدأ عرفاً لغتہً اطلاق مشتق کو مستلزم ہے؟

**سوال ۹۳** - کیا لازم تعریف کی طرح اضافت بھی بعض اوقات عہد کی مفید ہو جاتی ہے۔

**جواب** - قیام مبدأ حمل مشتق کی علت ہوتا ہے۔ یہ سوال کچھ مناظرانہ تو نہیں ہے اس قسم کے سوال کرنا ہوں تو مکتب خانہ میں کتاب لے کر حاضر ہو۔

**سوال ۹۴** - کیا فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہیں اس کی تصریح کی ہے یا اگر کسی مباح یا مستحسن چیز کے ساتھ لوگ واجب کا سا معاملہ کرنے لگیں تو وہ چیز واجب الترک ہو جاتی ہے؟

**جواب** - جمعہ کو کپڑے بدلنا عید کو نئے کپڑے بدلنا مسلمانوں میں ایسا معمول ہے جس کو ترک ہی نہیں کرتے باوجود اس کے کسی نے اس کو واجب الترک نہیں کہا۔ اسی طرح مدرسوں میں جمعہ کی چھٹی۔ رمضان کی تعطیل۔ شعبان میں امتحان اور دستار بندی کے جلسے کہ ان کے ساتھ فرض کا سا معاملہ کیا جاتا ہے تو بقاعدہ وہابیہ ان کا ترک فرض ہونا چاہیئے۔

**سوال ۹۵** - بدعت شرعی کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے۔ بدعت شرعی سے ہماری مراد ہر وہ چیز ہے جس کا ثبوت ادلۂ اربعہ شرعیہ (کتاب اللہ وسنت رسول اللہ واجماع اُمت وقیاس مجتہد) سے نہ ہو پھر لوگ اس کو دینی بات سمجھنے لگیں۔

جواب ۔ ادلہ شرعیہ سے ثبوت نہ ہونا کیا معنی یعنی عمل کی ہیئت کذائی منقول نہ ہو جیسے بنائے مدارس ۔ تعیین نصاب ۔ تقسیم درجات ۔ ایام تعطیل وغیرہا قیود اور کلام اللہ کا معہ ترجمہ و اعمال و نقوش و تعویذات وغیرہ کے چھاپنا یا یہ کہ اس کی اصل ثابت ہو گو ہیئت کذائی بعینہ منقول نہ ہو اس کو بھی سائل ادلہ شرعیہ سے ثابت مانتا ہے یہ تصریح کرنی ضروری ہے اور یہ بتانا بھی بذمہ سائل واجب ہے کہ دینی بات سمجھنے سے اس کی کیا مراد ہے اتنا ہی کہ لوگ اس کو ثواب کا کام سمجھتے ہوں یا کچھ اور ۔

سوال ۹۶ ۔ آپ حضرات تیجے ۔ دسویں ۔ بیسویں ۔ چالیسویں ۔ برسی وغیرہ رسوم مروجہ بعد الموت کو دینی کام سمجھتے ہیں یا آپ کے نزدیک بھی یہ صرف دنیوی بکھیڑے ہیں ؟

جواب ۔ مسجدوں میں اوقات نماز کے نقشے لگانا ۔ رمضان میں سحری و افطار کے نقشے شائع کرنا ۔ سحری کے وقت گھنٹیاں ۔ پٹاخے بجانا ۔ مدارس قائم کرنا دار الحدیث کے نام سے عمارت بنانا وغیرہ یہ سب وہابیہ کے نزدیک دینی کام ہیں یا دنیوی بکھیڑے ۔

سوال ۹۷ ۔ بزرگان دین کے مزارات پر پھول چڑھانے چادریں چڑھانے چراغاں کرنے ان کے لیے نذر و نیاز ماننے وغیرہ وغیرہ کے جائز کرنے کے لیے ایسی تاویلات کرنا جن کی عوام کو خبر بھی نہ ہو بلکہ وہ ان کی سمجھ سے باہر ہوں درست ہے یا نہیں اور کیا آپ حضرات کی ان تاویلات سے عوام کے وہ افعال جائز ہو سکتے ہیں ؟

جواب ۔ مزارات پر پھول اور چادریں ڈالنے کے جو وجوہ جواز بیان کیے جاتے ہیں وہی عوام کو مقصود بھی ہیں ۔ خواہ مخواہ کسی بری نیت کو ان کی طرف نسبت کر دینا مسلمانوں پر بہتان و افترا ہے ۔

سوال ۹۸ ۔ کیا عند القرائن لازم بول کر ملزوم ۔ اور ملزوم بول کر لازم مراد لینا جا سکتا ہے ۔ ؟

جواب ۔ سوال میں قرائن کا صاف بیان کر دینا چاہیئے تھا ۔ کیا معلوم سائل کس کو قرینہ سمجھتا ہے ۔

سوال ۹۹ ۔ کیا حکم مطلق کی تقیید حکم کی تغییر ہے ۔

جواب ۔ مطلق کتاب کی تقیید بغیر دلیل معتبر ناجائز ہے ۔ کتاب میں یہ سوال لکھنے سے کیا فائدہ ۔ یہ باتیں سیکھنی ہوں تو سائل اصول الشاشی لے کر کسی طالب علم کے پاس چلا جائے ۔

سوال ۱۰۰ ۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی و حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی و حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی و حضرت مجدد الف ثانی و حضرت شاہ رفیع الدین صاحب و حضرت

شاہ محمد اسحاق صاحب و حضرت شاہ عبد القادر صاحب و حضرت مولانا عبد الحی صاحب لکھنوی اور علامہ ابن ہمام صاحب فتح القدیر اور علامہ ابن عابدین شامی و حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین کی تمام تصانیف اور ان کا ہر ہر جزئی مسئلہ آپ کے نزدیک قابل عمل ہے یا ان حضرات کی کچھ باتیں آپ کے نزدیک ناقابل قبول بھی ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو وہ کون سی باتیں ہیں؟ ایک مکمل لیکن مختصر فہرست درکار ہے۔

**جواب**۔ سائل نے سوال میں کس کس کو ملا دیا۔ کہاں امام ابن ہمام اور کہاں مولوی محمد اسحاق وہابیہ کے گرو۔ ان سب کی نسبت ایک حکم دریافت کیا جا رہا ہے۔ شاہ اسحاق صاحب نے بکثرت مسائل غلط لکھے۔ حوالے غلط دیے ہیں۔ انکا ہر ہر جزئی مسئلہ تسلیم ہوگا تو وہابیہ کو ہوگا۔ اس سلسلہ میں مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی کا بھی ذکر کیا ہے جن کے بہت سے کلام وہابیہ کے مخالف ہیں۔ سائل کو یہ بھی تصریح کر دینی تھی کہ وہ ان مذکورین کے ساتھ کیسا اعتقاد رکھتا ہے اور ان کے ہر ہر جزئی مسئلہ کے ماننے کا خود بھی پابند ہے یا نہیں؟ اور اگر ان میں باہم اختلاف ہو تو کس کو ترجیح دیتا ہے۔ اور مولوی اسمٰعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد انبیٹھی کے مقابلہ میں ان کے کلام کی کیا حیثیت سمجھتا ہے۔ ہم ان میں سے بعض حضرات کے ساتھ عقیدت و اخلاص رکھتے اور بعض کو اپنا پیشوائے دین جانتے ہیں۔ اور بعض کو ناقابلِ اعتبار اور بعض کو وہابیہ کا گرو سمجھتے ہیں۔

الحمد للہ رب العالمین سیف یمانی کے حرف حرف کا مفصل و مدلل رد ہو چکا۔ ایک ایک بات کا جواب دیدیا گیا۔ اللہ تعالیٰ مخالفین کو توفیق قبولِ حق عطا فرمائے۔ اور اس کتاب کو ان کیلئے سبب ہدایت کرے۔ اور عاجز مصنف کیلئے ذخیرۂ آخرت و توشہ عاقبت بنائے (آمین)

والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خاتم انبیاءہ وسید رسلہ والہ واصحابہ اجمعین ؕ

رضوی کتب خانہ اردو بازار، لاہور